SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, March 18, 1991

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ
فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَ
عَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ
تَهْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا
الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۵۴﴾
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ
كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَ
لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ
وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ
يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ
كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾
وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا
الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, March 18, 1991

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ
فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَ
عَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ
تَهْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا
الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿٥٤﴾
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ
كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَ
لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ
وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ
يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ
كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٥٥﴾
وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا
الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿٥٦﴾

[ترجمہ کہہ دو کہ خدا کی فرمانبرداری کرو اور رسول (خدا) کے حکم پر چلو اگر منہ موڑو گے تو رسول پر (اس چیز کا ادا کرنا) ہے جو اُن کے ذمے ہے اور تم پر (اس چیز کا ادا کرنا) ہے جو تمہارے ذمے ہے اور اگر تم ان کے فرمان پر چلو گے تو سیدھا رستہ پا لو گے۔ اور رسولؐ کے ذمے تو صاف صاف (احکامِ خدا کا) پہنچا دینا ہے۔ جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے۔ اُن سے خدا کا وعدہ ہے کہ اُن کو ملک کا حاکم بنا دے گا جیسا اُن سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا اور اُن کے دین کو

جسے اس نے اُن کے لئے پسند کیا ہے

مستحکم و پائدار کرے گا اور خوف کے بعد اُن کو امن بخشے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں گے اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے لوگ بدکردار ہیں۔ اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور پیغمبر (خدا) کے فرمان پر چلتے رہو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔

جناب چیئرمین: فصیح اقبال صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

سید فصیح اقبال: جناب چیئرمین صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں بنتا لیکن میں اس حکومت کو مبارک باد دینا چاہتا ہوں کہ ۴۳ سالہ تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ کسی بڑھی ہوئی قیمت کو اس حکومت نے واپس لیا ہے۔ میں وزیر اعظم نواز شریف اور آئی جے آئی کی حکومت اور ان کی کیبنٹ کے ممبروں کو بھی مبارکباد دیتا ہوں انہوں نے خوش دلی سے ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر اس کمی کا اعلان کیا۔ اب لوگوں کو امید ہے کہ غریبوں کے باقی مسائل بھی یہ حکومت اسی طرح اپنے مینڈیٹ کے مطابق حل کرے گی۔

جناب چیئرمین: یہ آپ نے صحیح کہا کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں بنتا لیکن آج وزیر قانون بھی کہیں گے کہ بنتا ہے۔ جی جناب حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد: جناب چیئرمین صاحب! آج کے اجلاس کے بعد ہمارے سینیٹ کے کئی معزز ممبران موجود نہ ہوں گے اور آپ نے بھی تین سال بڑے صبر و تحمل اور تدبر کے ساتھ اس ایوان کی کارروائی کو آگے بڑھایا اور میں سمجھتا ہوں کہ سینٹ

کے اس چھ سالہ پیریڈ میں سینٹ کے جو ملازمین ہیں یعنی آپ کا جو سیکرٹریٹ ہے اس نے بھی بڑا اہم کردار ادا کیا ہے لیکن یہ زیادتی ہوگی کہ قومی اسمبلی میں پچھلی دفعہ ایسے موقع پر ملازمین کو ایک ماہ کی تنخواہ دی گئی تھی۔ تو میں گزارش یہی کروں گا کہ ان کو بھی دی جائے۔

جناب چیئرمین: جناب حافظ صاحب یہ ہاؤس سے متعلقہ معاملہ نہیں ہے یہ سیکرٹریٹ سے متعلقہ ہے لہٰذا میرے خیال میں اسے ہاؤس میں اٹھانا مناسب نہیں ہے۔

حافظ حسین احمد: میں گزارش کرتا ہوں کہ سینیٹ کو چلانے کے لئے سیکرٹریٹ ہی کام کرتا ہے۔ بہرحال یہ ہمارے جذبات ہیں جو ہم نے پیش کر دیئے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی، یہ سینٹ سیکرٹریٹ سے متعلق ہے۔ جی جناب محمد علی خان صاحب۔

Mr. Muhammad Ali Khan: Mr. Chairman, as today is the last day, some of our members who are here they may be wanting to make short statements. Besides we have adjournment motions and privilege motions as well as a lot of legislative work. So, in order to have a little more time, I request that I may be allowed to move a motion regarding the Question Hour.

جناب چیئرمین: آپ suspend Question Hour کرانا چاہتے ہیں۔

جناب محمد علی خان: جی ہاں۔

جناب چیئرمین: privilege motions وغیرہ بھی۔

جناب محمد علی خان: نہیں جی وہ رہیں گی۔

سید عباس شاہ: آج ہم سینٹ کے اجلاس کو last day کیوں بنا رہے ہیں۔ The members are here and the last day will be 20th, why not to work tomorrow also, so that we are together for some time more.

جناب چیئرمین : آج کی انفارمیشن کے مطابق غالباً گورنمنٹ آج اس اجلاس کو prorogue کرنا چاہتی ہے۔

Syed Abbas Shah: Sir, then the Assembly will discontinue, I mean you will retire and there would to be a Chairman.

میرا خیال ہے کہ اگر technically if it is prorogued تو actual جو اس کا پروسیجر ہے اس کو study کرنا چاہیئے۔

جناب چیئرمین : مجھے معلوم نہیں - امیر حسین صاحب اس پر آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔

Ch Amir Hussain: Sir, that point has been studied and it is a reason that it is being prorogued today because some time is required for summoning this first session for the Oath taking and election of the Chairman. This point has been thoroughly studied and it is mandatory that the session be prorogued. The fresh session of the Senate be summoned for election of the Chairman and oath taking of the Senators.

جناب چیئرمین : غالباً حکومت یہ سیشن prorogue کر کے نیا سیشن بلانا چاہ رہی ہے ۲۱ مارچ کو۔

سید عباس شاہ : میں question کروں گا کہ ۲۰ مارچ کو

at certain time you ceases to be the Chairman of the Senate and similarly the Deputy Chairman so there would not be any Chairman.

اس gap کو ہم کس طرح bridge کریں گے۔

جناب چیئرمین : ۲۱ مارچ کو دوبارہ سیشن بلا رہے ہیں۔

سید عباس شاہ : لیکن ۲۱ کے درمیان میں جو وقفہ ہوگا اس کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں۔

جناب چیئرمین : وہ تو in any case ہوگا۔

سید عباس شاہ: میرا خیال تھا کہ اس اجلاس کو جاری رکھیں یا اسے ایڈجرن کیا جائے......

جناب چیئرمین: دیکھیں، اگر جاری بھی رکھیں، تو جو term ختم ہو رہی ہے وہ تو ختم ہو جائے گی۔

Supposing we continue the session, the life of the Senators is not dependent on the session

وہ تو ٹرم ہے جو ۲۰ مارچ کو ختم ہو گی اور غالباً

mid-night of the 20th of March, the mid-night between 20th and 21st of March.

وہ جو ٹرم ہے وہ ختم ہو جائے گی۔ اور غالبًا

the new Senators will take oath on the 21st of March but that will date back to the mid-night of the 21st.

(interruption)

Syed Abbas Shah: I am talking of the Chairman of the Senate.

جناب چیئرمین: ان کا بھی یہی ہوگا۔

The Chairman's term would also expire.

Syed Abbas Shah: Sir, let me talk, If I am allowed to....

جناب چیئرمین: "چیئرمین" کی جو ٹرم ہو گی وہ بھی ختم ہو جائے گی۔

on the midnight of 20th and 21st. Now, in any case even if we adjourn the session. The Chairman will not continue in the office simply because the session is on.

سید عباس شاہ: خدا نہ کرے کہ اگر ایک بجے چیئرمین کی ضرورت ہو، دو بجے چیئرمین کی ضرورت ہو۔ these are all technical points, which I bring to your notice.

جناب چیئرمین: بہرحال یہ گورنمنٹ نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ۲۱ مارچ کو دوبارہ سیشن بلانا ہے۔

Syed Abbas Shah: But Sir, this House is ours, We have to tell the government if it is not according to the rules what they are doing.

Ch. Amir Hussain: Sir, it is the requirement of Article 60 which is being met.

جناب چیئرمین: آپ ایک منٹ کے لئے تشریف رکھیں، جاوید جبار صاحب۔

Mr. Javed Jabbar: If the government wish to convene the new session of the House at one minute past mid-night on the 21st of March, that would solve the problem.

جناب چیئرمین: جناب محمد علی صاحب آپ موو کریں۔

MOTION UNDER RULE 236

Mr. Muhammad Ali Khan: Sir, I beg to move:

"that under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, requirements of Rule 38 of the said rules regarding Question Hour be suspended and questions and their answers placed on the table of the House be taken as having been read."

Mr. Chairman: It has been moved by Mr. Muhammad Ali Khan:

"that under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, requirements of Rule 38 of the said rules regarding Question Hour be suspended and the questions and their answers placed on the table of the House be taken as having been read."

(the motion was adopted)

Mr. Chairman: The requirement of Rule 38 stands suspended. The questions and answers placed on the table of the House be taken as read.

Questions & Answers

ALLOWANCE FOR UNATTRACTIVE AREA

29. ***Mr. Shad Muhammad Khan:** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state:

(a) is it a fact that Chattar plain Mansehra District N.W.F.P. has been included in the list of stations approved for payment of unattractive area allowance to the employees of N.B.P.; and

(b) whether there is any proposal under consideration of the government to allow such allowance to the employees of other Nationalized Banks functioning at Battal?

Mr. Sartaj Aziz: (a) Yes.

(b) No.

TERMINATION OF SERVICES OF CUSTOMS INSPECTORS

30. ***Haji Mali Saadullah Khan:** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state whether it is a fact that the services of a number of Customs Inspectors recruited in the past regime were terminated despite the fact that they were duly qualified; if so, their names and place of domicile indicating reasons in each case?

Mr. Sartaj Aziz : Services of 87 (Annex-I) Inspectors and [illegible] Annex-I) Preventive Officers in the Customs and Central Excise Department who were appointed on irregular basis on the direction of Placement Bureau and Implementation Cell of the then Prime Minister in disregard of the recruitment rules were terminated in compliance with the Cabinet decision dated 12-11-1990. *Out of the irregular appointees* who took the examination held by some of the Collectorates only ten (Annex-II) Inspectors had qualified the prescribed test and interview against advertisement in the newspapers but their services had already been terminated in view of the government's policy before the compilation of the result. Subsequently, ban on

fresh recruitment was imposed by the Government. The names and places of domicile of officials indicating reasons for termination in each case is annexed. (Annex-I).

Annex-I

LIST OF IRREGULAR APPOINTEES WHOSE SERVICES WERE TERMINATED IN THE LIGHT OF CABINET DECISION DATED 12-11-1990

S. No.	Name	Post	Reasons for termination	Domicile
1	2	3	4	5
	Collectorate of Customs, Lahore			
1.	Mr. Zahid Habib Ansari	Inspector	Appointed in disregard to recruitment rules. Besides he was also overage.	Punjab
2.	Mr. Arshi Mufti.	—do—	—do—	—do—
3.	Mr. S. Mohammad Ali.	—do—	—do—	—do—
4	Mr. Yasin Khan.	—do—	—do—	—do—
5.	Mr. Irfan Mumtaz	—do—	—do—	—do—
6.	Mr. Mansab Ali Dogar.	—do—	—do—	—do—
7.	Mr. Maqsood Siddiq Tarrar.	—do—	—do—	—do—
8	Mr. Saddatum Nazar Ali.	—do—	Appointed in disregard to recruitment rules.	—do—
9.	Mr. Vaqar Ahmad.	—do—	—do—	—do—
10.	Mr. Mohammad Iqbal.	—do—	—do—	—do—
11.	Mr. Zahid Nadeem.	—do—	Appointed in disregard to recruitment rules. Besides he was also overage.	—do—
12.	Mr. Haider Raza.	—do—	Appointed in disregard to recruitment rules. Besides he was also underqualified.	do
13.	Mr. Mazhar Elahi.	—do—	Appointed in disregard to recruitment rules.	—do
14.	Mr. Jehanzeb Tipu.	—do—	—do—	do
15.	Mr. Saleem Raza.	—do—	Appointed in disregard to recruitment rules. Besides he was also overage.	—do
16.	Mr. Shoaib Feroze.	—do—	Appointed in disregard to recruitment rules.	—do—
17.	Mr. Javed Iqbal Mir.	—do—	Appointed in disregard to recruitment rules. Besides he was also overage.	—do—

1	2	3	4	5
18.	Mr. Abdul Rashid.	Inspector	Appointed in disregard to recruitment rules. Besides he was also overage.	Punjab
19.	Mr. Sohail Iqbal.	—do—	—do—	—do—
20.	Mr. M. Saleem Mohammadi.	—do—	—do—	—do—
21.	Mr. Rukhsar Arshad.	—do—	Appointed in disregard to recruitment rules.	—do—
22.	Sh. Mudassar Shaikh.	—do—	—do—	—do—
23.	Mr. Taimur Akram.	—do—	—do—	—do—
24.	Mr. Qaisar Khan.	—do—	—do—	—do—
25.	Mr. Khalid Javed.	—do—	Appointed in disregard to recruitment rules. Besides he was also overage.	—do—
26.	Mr. Shahid Naseer.	—do—	—do—	—do—
27.	Mr. Ashfaq Ahmad.	—do—	—do—	—do—
28.	Mr. Akbar Hussain.	—do—	Appointed in disregard to recruitment rules.	—do—
29.	Mirza M. Iqbal.	—do—	—do—	—do—
30.	Mr. Khudadad Muakal.	—do—	Appointed in disregard to recruitment rules. Besides he was also overage.	—do—
31.	Mr. Mohammad Saeed.	—do—	—do—	—do—
32.	Khawaja Mazhar Ahmad.	—do—	—do—	—do—
33.	Mr. Mahmood Ahmad.	—do—	—do—	—do—
34.	Mr. Abdul Sattar.	—do—	—do—	—do—
35.	Mr. M. Shafique.	—do—	—do—	—do—
36.	Mr. Bakhtiar Ahmad Mela.	—do—	—do—	—do—
37.	Mr. Babar Rehman.	—do—	—do—	—do—
38.	Mr. Saeed Asad.	—do—	—do—	—do—
39.	Mr. Anjum Sheraz.	—do—	—do—	—do—
40.	Mr. Hur Abbas.	—do—	—do—	—do—
41.	Mr. Nasir Zaman.	—do—	Appointed in disregard to recruitment rules. He was also underqualified.	—do—

1	2	3	4	5
42.	Mr. Shabbir Abbas.	Inspector	Appointed in disregard to recruitment rules.	Punjab
43.	Mr. Raza Ali.	—do—	Appointed in disregard to recruitment rules. He was also overage.	—do—
44.	Mansab Ali Dogar.	do—	—do—	do
Collectorate of Central Excise and Sales Tax, Lahore				
45.	Mr. Naseem Mahmood Cheema	Inspector	Appointed in disregard to recruitment rules.	Punjab
46.	Mr. Sher Afzal Khan.	—do—	Appointed in disregard to recruitment rules. He was also overage.	do
47.	Mr. Mohammad Asif.	—do—	—do—	—do—
48.	Mr. Muzaffar Khan.	do	do	—do
49.	Mr. Shahid Abbas Shah.	—do—	—do—	—do—
50.	Mr. Irfan Sohail Butt.	—do—	do—	—do—
51.	Mr. Ahmad Nawaz Shah.	—do—	Appointed in disregard to recruitment rules.	—do—
52.	Mr. Raza Tufail.	————	Appointed in disregard to recruitment rules. He was also overage.	Punjab
53.	Mr. S. Akhtar Imam Gillani.	—do—.	—do—	—do—
54.	Mr. Saeed Ahmad Khan.	—do—	Appointed in disregard to recruitment rules.	—do—
55.	Mr. Aftab George.	—do—	Appointed in disregard to recruitment rules. He was also overage.	—do—
56.	Mr. Tanveer A. Virk.	—do—	—do—	—do—
57.	Mr. M. Afzal.	—do—	—do—	—do—
58.	Mr. Maqsood Arif Cheema.	—do—	—do—	—do
59.	Mr. Jamshed Shaukat.	—do—	Appointed in disregard to recruitment rules.	—do—
60.	Mr. Mirza Nasar Masood.	—do—	Appointed in disregard to recruitment rules. He was also overage.	—do—
61.	Mr. Mohammad Shaib.	—do—	Appointed in disregard to recruitment rules.	—do—
62.	Mr. Shahid Naseem.	—do	—do—	—do

1	2	3	4	5
Collectorate of Customs and Central Excise. Peshawar				
63.	Mr. Najeebullah Khan.	Inspector	Appointed in disregard to recruitment rules.	N.W.F.P.
64.	Mr. Abdul Qayum.	—do—	—do—	—do—
65.	Mr. Haleemullah.	—do—	—do—	—do—
66.	Mian Imtiaz Ali Khan.	—do—	—do—	—do—
67.	Mr. Khalid Khan.	—do—	—do—	—do—
68.	Mr. Mohammad Zaman.	—do—	—do—	—do—
Collectorate of Central Excise and Sales Tax. Multan				
69.	Mr. Mohammad Iqbal Awan.	Inspector.	Appointed in disregard to recruitment rules.	Punjab
70.	Mr. S. Athar Emam	—do—	—do—	—do—
Collectorate of Customs and Central Excise. Hyderabad				
71.	Mr Yaqoob Ali Zardari.	Inspector	Appointed in disregard to recruitment rules. He was also overage.	Punjab
72.	Mr. Pervez Ahmad Zardari.	—do—	—do—	Sind
73.	Mr Maqbool Ahmad.	—do—	—do—	—do—
74.	Mr. Nusrat Hussain.	—do—	—do—	—do—
75.	Mr. Nadeem Mukhtar Bhutto	—do—	—do—	—do—
76.	Mr. Asghar Ali.	—do—	—do—	—do—
77.	Mr. M. Aslam Makhdum.	—do—	—do—	—do—
78.	Mr. Naseer A. Shaikh.	—do—	—do—	—do—
79.	Mr. Ghulam Shabbir.	—do—	—do—	—do—
Collectorate of Customs and Central Excise, Quetta				
80.	Mr. Zafar Aziz Zehri.	Inspector	Appointed in disregard to recruitment rules. He was also overage.	Baluchistan
81.	Mr. Imran Khan.	—do—	—do—	—do—
82.	Mr. Nek Mohammad.	—do—	—do—	—do—
83.	Mr. Gul Sher Ahmad.	—do—	—do—	—do—
84.	Mr. Naseer Ahmad Bhutani.	—do—	—do—	—do—

1	2	3	4	5
	Collectorate of Central Excise and Sales Tax, Karachi			
85.	Mr. Bashir A. Memon.	Inspector	Appointed in disregard to recruitment rules. Besides he was also overage.	Sindh
86.	Mr. Tariq Hussain Bhutto.	do	Appointed in disregard to recruitment rules.	—do—
87.	Mr. Ghulam Haider Behan.	—do	Appointed in disregard to recruitment rules. He was also overage.	—do—
	Collectorate of Customs, Preventive Karachi.			
1.	Mr. Nek Mohammad Tanio.	Preventive Officer (B 11)	Appointed in disregard to the recruitment rules.	Sindh
2.	Mr. Mumtaz Ali.	do—	—do—	—do—
3	Mr. Bashir Ahmad.	do	—do—	—do—
4.	Mr. Niaz A. Qureshi.	—do—	—do—	—do—
5.	Mr. Mushtaq Ahmad.	—do—	—do—	do—
6.	Mr. Rashid Saeed.	—do—	—do—	—do—
7.	Mr. Mohammad Ejaz.	do—	—do—	do—
8.	Mr. Mohammad Ibrahim	—do—	—do—	—do—
9	Miss Shamsun Nisa.	—do—	—do—	do—
10	Mr. Noor Mohammad Baluch	—do—	—do—	—do—
11.	Mr. Naseer Ahmad.	—do	do—	—do—
12.	Mr. Ejaz Ali Khoso.	—do—	—do—	do—
13.	Mr. Akhtar Ali Jamani.	—do	do—	do—
14	Mr. Sultan Mahmood.	—do—	—do—	FATA
15.	Mr. Rehan Majeed Khanzada.	—do—	—do—	Sindh
16.	Mr. Iftikhar Khan.	—do—	—do—	—do—
17.	Mr. Abdul Ghaffar Lasi.	—do—	—do—	Baluchistan
18.	Mr. Abdul Malik.	—do—	—do—	—do—

Annex-II

NAMES OF INSPECTORS WHO QUALIFIED TEST AND INTERVIEW

S. No.	Name	Place of Domicile	Remarks
1.	Mr. Irfan Mumtaz.	Punjab	Appointed on *ad hoc* basis on direction of Placement Bureau in disregard to recruitment rules and was also overage. Being irregular appointee, services were terminated in compliance with the Cabinet Decision.
2.	Mr. Maqsood Siddiq Tarrar.	—do—	—do—
3.	Mr. Jehanzeb Tipu.	—do—	Appointed on *ad hoc* basis on direction of Placement Bureau in disregard to recruitment rules. Being irregular appointee, services were terminated in compliance with the Cabinet Decision.
4.	Mr. Ahmad Nawaz Shah.	—do—	—do—
5.	Mr. Khudad Khan Muakal.	—do—	Appointed on *ad hoc* basis on direction of Placement Bureau in disregard to recruitment rules and was also overage. Being irregular appointee, services were terminated in compliance with the Cabinet Decision.
6.	Mr. Saeed Asad.	—do—	—do—
7.	Mr. Mansib Ali Dogar.	—do—	—do—
8.	Mr. Nek Mohammad.	Baluchistan	—do—
9.	Mr. Zafar Aziz Zahri.	—do—	—do—
10.	Mr. Bakhtiar Ahmad Mela.	Punjab	—do—

AN INCREMENT IN MOVE-OVER-CASES

31. ***Dr. Bisharat Elahi:** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state whether it is a fact that one advance increment is not allowed in case of move-over to the next scale, while in regular promotion one advance increment is allowed, if so, the reasons thereof?

Mr. Sartaj Aziz : In case of move-over the government servant remains on his own post and his duties and responsibilities are not changed. In such cases no premature increment is allowed. In the case of promotion, one premature increment is allowed to the government servants because they assume charge of a post with higher duties and responsibilities compared to the post held prior to promotion.

HOUSE RENT ALLOWANCE ACCORDING TO THE RENTAL CEILING

32. ***Dr. Bisharat Elahi:** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the government to grant house rent allowance to its employees equal to the amount of their ceiling for hiring a priuvate house. If not its reasons?

Mr. Sartaj Aziz : No. The payment of house rent allowance according to rental ceiling to the employees will involve heavy expenditure which the government cannot afford due to its limited resources.

HOUSE RENT ALLOWNACE

33. ***Dr. Bisharat Elahi:** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state whether it is a fact that house rent is paid to the government servants on Basic Pay Scales while 5% deduction is made from those provided with government accommodation, on their running scale: if so, its reasons?

Mr. Sartaj Aziz : Yes. House rent allowance is paid at minimum of the pay scale and recovery of rent (from those provided with the government accommodation) is made at 5% of emoluments. The rationale for paying allowance at minimum of the scale is to maintain a uniform level of the allowance for the employees in each pay scale.

34. *Transferred to the Petroleum and Natural Resources Division.*

BILATERAL TEXTILE AGREEMENTS

35. ***Prof. Khurshid Ahmad:** Will the Minister for Commerce be pleased to state:

(a) whether it is a fact that fabric/textile export agreements with the European Economic Committee, the USA, Canada and Norway are due to expire in December, 1991, and that the agreement with Sweden will expire even before April this year; and

(b) whether it is also a fact that the Multifibre Agreement, having a membership of 39 countries, is due to expire in July, 1991, if so, the step the Government is taking to renew these agreements and find new markets for Pakistani products on bilateral and multilateral basis?

Malik Muhammad Naeem Khan: (a) The expiry dates of Pakistan's bilateral textile agreements are given below:--

Pakistan/Finland	30-6-1991
Pakistan/Sweden	31-7-1991
Pakistan/USA	31-12-1991

Pakistan/EEC	31-12-1991
Pakistan/Canada	31-12-1991
Pakistan/Norway	31-12-1991

(b) The Multi-Fibre Agreement is due to expire on 31st July, 1991. The Government is in contact with other members of the Multi-Fibre Agreement and the exporting community in Pakistan regarding renewal of multilateral and bilateral textile agreements. To find new markets Government is developing an action plan to send fifteen sales missions and participate in twenty-one fairs/exhibitions. Commodity exchange agreements have been concluded with seven countries. Through Uruguay Round multilateral trade negotiations access to new markets is being sought for rice and tropical products. Efforts are also being made for exchange of tariff preferences through Economic Cooperation Organisation. A number of new bilateral agreements are to be concluded.

FAKE SHIPMENT CASES

36. ***Prof. Khurshid Ahmad:** Will the Minister for Commerce be pleased to state

(a) whether it is a fact that 157 cases of fake shipment were sent by USA authorities to the Export Promotion Bureau; and

(b) whether it is also a fact that actual number of such fake shipments is around 700; if so, the steps the Government has taken to trace out the fake exporters, their accomplices and the action taken so far against those involved in this illegal practice?

Malik Muhammad Naeem Khan: (a) The case of fake shipments were detected by EPB as a result of reconciliation of trade data maintained by Pakistan and United States.

(b) The actual number is 738. These cases are those which do not match with EPB records. This may, however, be on account of tampering, forgery or data feeding computer errors in Pakistan as well as in USA.

On the basis of information so far received from U.S. authorities 28 parties have been found to have been involved in the fake visa malpractices. EPB has froen their quota entitlements, suspended their quota servicing and imposed penalties.

ROADSIDE FRUIT VENDORS

37. ***Mr. Muhammad Munir Afridi:** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state whether it is a fact that in Sector G-9/2 Islamabad, the sides of the road near the residential flats are occupied by fruit vendors illegally, if so, the steps taken by the government to remove these stalls?

Syed Fakhar Imam : The vendors of push-carts, who are given permission to sell fruit etc. by hawking in the streets, sometimes park their push-carts (Rehries) on the road side near the residential flats in G-9/2 and other places. Periodical action is taken by CDA under the Municipal Bye-Laws to remove vendors from such locations.

38. ***Mian Alam Ali Laleka:** Will the Minister Incharge of the Prime Minister's Secretariat be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the government to remove the disparity, if any, in the scales of employees of Intelligence Bureaur and their counter-parts in Islamabad Police?

(Reply not received)

LEAVE OF ABSENCE

<u>جناب چیئرمین</u> : جناب ڈاکٹر بشارت الہیٰ ذاتی وجوہ کی بنا پر ۶ مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے، اس لئے انہوں نے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہےکیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

<u>جناب چیئرمین</u>: خواجہ حمیدالدین سیالوی صاحب ناگزیر وجوہات کے باعث مورخہ ۶ تا ۱۱ مارچ اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے اس لئے انہوں نے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

<u>جناب چیئرمین</u>: سردار محمد یوسف خان ساسولی صاحب نے علالت کی بنا پر مورخہ ۶ مارچ تا حالیہ اختتام اجلاس، ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

<u>جناب چیئرمین</u>: محمد ہاشم خاں صاحب نے مورخہ ۶ مارچ تا اختتام حالیہ مکمل اجلاس، ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور

فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: مخدوم حمیدالدین صاحب نے اپنی علالت کی بنا پر مورخہ ۷ مارچ تا اختتام حالیہ اجلاس، ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔کیاآپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب مختاراحمدخاں صاحب اپنی ذاتی مصروفیات کی بنا پر ۷ مارچ اور ۹ مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے، اس لئے انہوں نے ایوان سے ان دنوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب غلام فاروق صاحب ناسازی طبع کے باعث مورخہ ۷ اتا ۲۲ مارچ اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں گے۔کیاآپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب سلطان عبدالمجید صاحب علالت کی بنا پر ۷ تا ۱۷ مارچ اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ ان دنوں کے لئے انہوں نے رخصت کی درخواست کی ہے۔کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: احمد میاں سومرو صاحب علاج کی غرض سے ہسپتال میں داخل ہیں۔ لہٰذا وہ ۷ تا ۲۰ مارچ اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں گے۔ان دنوں کے لئے انہوں نے رخصت کی درخواست کی ہے۔کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب شاد محمد خاں صاحب علالت کی بنا پر مورخہ ۹ مارچ

کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے، اس دن کے لئے انہوں نے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: ملک محمد علی خاں صاحب قریبی عزیز کے انتقال کے باعث مورخہ ۱۶ مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے، اس دن کے لئے انہوں نے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: اب وزراء کی جانب سے چند درخواستیں ہیں۔ ملک عبدالمجید صاحب ہسپتال میں زیر علاج ہیں، چوہدری شجاعت حسین صاحب اسلام آباد میں موجود نہیں۔ میر ہزار خاں بجارانی وزیر برائے ریلوے وہ بھی اسلام آباد سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ یہ اطلاعات وزراء نے ایوان کو دی ہیں۔

PRIVILEGE MOTIONS

جناب اخونزادہ بہرہ ور سعید صاحب تحریک استحقاق نمبر ۲

1) RE: FURNISHING INCORRECT INFORMATION TO THE HOUSE IN REPLY TO A QUESTION.

اخونزادہ بہرہ ور سعید: میں تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں کہ میرے سوال نمبر ۲۶۳ (الف) کا جواب جان بوجھ کر غلط دیا گیا جس سے مجھے اور ایوان کو اصل صورت حال بتانے سے گریز کیا گیا۔ میں نے اپنے سوال کے حصہ "الف" میں پوچھا تھا کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ شعبہ قانون و انصاف شعبہ عملہ اور Review Board of NIRC نے جناب مقبول حسین ڈپٹی جنرل مینجر (اکاؤنٹ) کی بحالی کے احکامات منظور کر لئے ہیں۔ جواب میں بتایا گیا کہ شعبہ قانون و انصاف اور شعبہ عملہ نے جناب مقبول حسین کی ملازمت کی بحالی کے کوئی احکامات جاری نہیں کئے، صرف Review Board

نے ایسا کرنے کی سفارش کی ہے۔ جناب والا! مندرجہ بالا جواب مکمل طور پہ غلط اور ایوان کو اندھیرے میں رکھنے کے مترادف ہے کیونکہ شعبہ قانون وانصاف نے اپنے فیصلہ مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۸ء بمطابق فائل نمبر ایف ۲۲ (۸۸) فوڈ ۱۱ صفحہ ۱۰ تا ۱۳ پیرا نمبر ۴ ۲ تا ۲۷ بذریعہ نمبر ۱۰/۱۰/۱۹۸۸ء جسٹس ڈویژن یو او نمبر ۲۳۸۸ /۸۸ جو کہ وزارت خوراک وزراعت کے پاس موجود ہے فیصلہ دیا تھا کہ مذکورہ شخص کو ملازمت پر بحال کر دیا جائے فیصلے کی نقل لف ہے۔

اسی طرح جب یہ کیس شعبہ عملہ کے پاس بھیجا گیا تو انہوں نے بھی یو او نمبر اسٹیبلشمنٹ ڈویژن یو نمبر ۳/۲/۸۹ اے بی ۲ بتاریخ ۳/۳/۱۹۸۹ء صفحہ نمبر ۲۵ پیرا نمبر ۶۶، ۶۷ کے تحت وزارت خوراک وزراعت کو بتایا کہ کیس ہے (یو او کی نقل لف ہے)

جناب عالی، مندرجہ بالا حقائق سے یہ بات واضح ہے کہ وزارت خوراک وزراعت نے جان بوجھ کر ایوان کو غلط اطلاع دی جس سے کہ نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا گزارش ہے کہ اس تحریک کو منظور کر کے کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ مناسب کارروائی کی جا سکے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Ch. Amir Hussain: I oppose it.

جناب چیئرمین: جی جناب فرمائیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: میں سوال پڑھے دیتا ہوں ۳۶-الف- کیا وزیر برائے خوراک وزراعت امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ شعبہ قانون و انصاف، شعبہ عملہ اور Review Board of NIRC نے جناب مقبول حسین ڈپٹی جنرل منیجر (آڈٹ) کی بحالی کے احکامات منظور کر لئے ہیں لیکن پاسکو نے ابھی تک ان احکامات پر عمل درآمد نہیں کیا، اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پاسکو کے ملازمین دادرسی کے لئے Review Board of NIRC سے رجوع کر سکتے ہیں۔

جواب: لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالمجید ملک: شعبہ قانون و انصاف

اور شعبہ عملہ نے جناب مقبول حسین کی ملازمت بحال کرنے کی کوئی سفارش نہیں کی ہے۔

Mr. Chairman: They did not pass any orders.

Law and Justice Division and Establishment Division did not pass any orders for reinstatement.

یہاں پر انگریزی میں یہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے کوئی احکامات جاری نہیں کیے، سفارش کی بات نہیں ہے۔

اخوندزادہ بہرہ ورسعید: یہ تو جناب justified case ہے اس کو with all the remunerations & benefits بحال کیا جائے۔ یہ جواب کس کا اور کیوں چاہتے ہیں۔ یہ تو کورٹ کیس ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں میرے پاس اُن کا جواب موجود ہے۔ جنرل عبدالمجید ملک صاحب نے یہ کہا ہے کہ

Law & Justice Division and the Establishment Division did not pass any orders for reinstatement of Mr. Maqbool Hussain. Review Board, however, recommended the reinstatement of Mr. Maqbool Hussain.

اخوندزادہ بہرہ ورسعید: جناب میں judgment کا آخری حصّہ پڑھ کر سناتا ہوں۔

"In the light of the Ruling of the Justice Division the action of the Board is illegal and that it has become essential that the appellant has to be re-instated with all benefits. Also that in this case the official was terminated with the approval of the executive committee of the Board. Now the appeal lies to the board of Directors. Thus the orders for reinstatement has to be issued by the appellate authority i.e. the Chairman of the Board of Directors. Though the

Appellate Chairman, the Secretary of Food & Agriculture, has recently been retired vide order of 15th October, 1988, the Special Secretary is understood has taken over the charge of the Division. He has to take the decision in place of the ex-Secretary. The case is submitted for the orders of Special Secretary for Food & Agriculture in the capacity of the Chairman of the Board of Directo:

جناب چیئرمین : یہ آپ کس چیز سے پڑھ رہے ہیں بہرہ ور سعید صاحب

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب یہ ججمنٹ ہے ۔ اپیل بخلاف حکم وزارت خوراک و زراعت ۔

جناب چیئرمین : یہ کس تاریخ کا آرڈر ہے ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : ۱۷ ، اگست ۱۹۸۸ء

جناب چیئرمین : یہ غالباً ۱۷ ، اگست کا Deputy Solicitor کا کوئی opinion ہے آپ کے پاس ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : نہیں opinion تو نہیں ہے ۔ فائل میں ہے سارا ، یہ extract ہے اس کا ، یہ فائل میں discuss ہوا ہے ۔

Without a notice terminated his services - without a notice-that is illegal.

وزارت انصاف نے یہی کہا ہے کہ اس کے بعد اس کو Cover کرنا چاہتے ہیں ، وقت گزارنا چاہتے ہیں ، خبر نہیں اس شخص کا کیا قصور ہے ۔

جناب چیئرمین : چلیئے لاء منسٹر سے پوچھتے ہیں ۔ جی جناب لاء منسٹر صاحب ۔

Ch. Amir Hussain: Sir, I think there is somewhere misunderstanding. It is a fact that Justice Division or Law Ministry cannot pass any orders regarding reinstatement of any officer who is not subordinate to that very Division. The submission is that the person about whom it is said that he was dismissed by the department, he was dismissed

Ch. Amir Hussain Bahrawar

in June, 1988, by the competent authority. He went in appeal before the Board of Directors which is appellate authority. The appeal was dismissed. Then, a Review Board was constituted and he went to the Review Board. The Review Board recommended alongwith the other persons for the reinstatement. Then an opinion was sought by the PASSCO, from the Law Division. The Law Division has given its opinion, there were some points if I may be allowed to narrate.

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے اتنا تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

Akhunzada Baharwar Saeed: Opinion was given, that is wrong.

Mr. Chairman: Opinion is opinion. Opinion is not an order.

Ch. Amir Hussain: Opinion is always opinion. Justice Division cannot pass order of an employee for reinstatement, with the employee of the PASSCO. Being lawyer my brother knows more than me. Next, the point has been taken that the Establishment Division also passed the order. Sir, I may be allowed to read only two lines of the order of the Establishment Division.

> "Reference Food & Agriculture Division U.O. of 15/3/89 that the case appeared to be justified. It does not fall within the purview of the Establishment Division. Food & Agriculture Division, PASSCO, may decide in accordance with the service regulation of the functionaries."

So, Establishment Division also did not pass any order. They expressed their views but the final order was to be passed by the Food & Agriculture Ministry. My submission is, after taking opinion from the Law Division and the Establishment

Division the case was placed before the Board of Directors. Board of Directors has sought legal opinion of the legal advisor to know the legal position; whether in view of the recommendation of the Review Board, in view of the opinions of the Law Ministry and Establishment Division, he can be reinstated or not? what is the legal position they have sought this from their own legal advisor which may reach within a month or so, then that case will be considered. He may be reinstated or he may not be reinstated, the final authority of reinstatement is the Board of Directors of PASSCO Now, Sir, I want to submit only on one point, whether without notice he could be terminated or not.

Akhunzada Bahrawar Saeed: But, Sir, that is the point involved.

Mr. Chairman: Bahrawar Saeed Sahib, we are not examining the case on merits of the gentleman concerned. Your privilege motion was that you had asked the question and an incorrect reply had been given to that question. We are not sitting here to examine whether he could be reinstated or he may not be reinstated and apparently according to the honourable Minister of Law the Ministry and the Establishment Division have given their opinion on the matter. They do not have powers to issue orders of reinstatement. The orders of the reinstatement, if at all, have to be issued by the Division concerned or more appropriate in this case PASSCO, which is, I think, an organization which is autonomous body from the Ministry itself. Therefore, if this position is correct then the answer which was given was a correct answer.

Ch. Amir Hussain: Now, Sir, my submission is that the answer was quite correct. I will request my learned friend that he may not press the privilege motion. If it is ruled out of order then his case of reinstatement may be complicated. I request that the position has been clarified

and I request him that he should not press it.

Mr. Chairman: Thank you. Qazi Hussain Ahmed Sahib.

قاضی حسین احمد: جناب چیئرمین! آپ نے فرمایا ہے کہ ہم یہاں اس لئے نہیں ہیں کہ ہم یہ دیکھیں کہ آرڈر صحیح تھے یا غلط تھے۔ تو میں بہت ادب سے اختلاف کرتا ہوں۔ سوال تو پوچھا ہی اس لئے جاتا ہے کہ اگر کہیں گورنمنٹ نے غلطی کی ہے کہیں کوئی خامی یا تساہل ہے تو اس کی نشاندہی کی جائے اور جب وہ نشاندہی ہاؤس کے سامنے آجائے اور یہ بات سب لوگوں کو معلوم ہو جائے، پتہ چل جائے کہ یہ غلطی کی گئی ہے۔ تو اس غلطی کا ازالہ کرنا تو ضروری ہے۔ اس لئے آپ کی بات تکنیکی لحاظ سے ٹھیک ہے استحقاق تو اس بات پر منحصر ہوتا ہے کہ سوال کا جواب آیا صحیح دیا گیا ہے یا غلط دیا گیا ہے لیکن اس کے ساتھ ضمناً یہ بات بھی ہے کہ سوال جس معاملے کے بارے میں تھا اگر حکومت نے اس میں اپنے تساہل کا اعتراف ہے گو اس کی اصلاح کے لئے اس ایوان کا فرض ہے کہ حکومت کو متوجہ کرے۔

جناب چیئرمین: حکومت تو متوجہ ہو گئی۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ تحریک استحقاق بنتی ہے یا نہیں۔

قاضی حسین احمد: اس بیچارے کو جسے اڑھائی سال سے ہٹایا گیا ہے اس کے بارے میں بھی حکومت کو یقین دہانی کرانی چاہیئے۔ جس کا کیس دبا یا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: اس روشنی میں جناب بہرہ ور سعید صاحب آپ اسے پریس کرنا چاہیں گے۔

Let the matter be decided finally by the Board. So, in the light of all whatever has been said by the Minister, do you still press your motion?

Akhunzada Behrawar Saeed: Sir, if the Minister assures that it will be expedited then I may not press it.

Ch. Amir Hussain: It will be expedited.

Akhunzada Behrawar: Thank you.

Mr. Chairman: Thank you. Not passed.

سید فصیح اقبال: میں تو یہ چاہتا تھا ۔ وزیر موصوف نے پورا کیس صرف اسی بارے میں پڑھا ہے ۳۲ صفحات کا یہ محضر نامہ ہے ۔ اس پر پچیس سینیٹرز کے دستخط موجود ہیں کہ انصاف کیا جائے ۔ میرے خیال میں ہمارا استحقاق ہے کہ ہم انصاف دلائیں غریب لوگوں کو جن کے ساتھ ظلم ہوا ہے ۔ ۲۵ سینیٹرز کے بعد بھی آپ کا ایم ٹی پاسکو نہیں ملا ۔ آپ کی منسٹری نہیں ملی ۔ آپ لوگ کمال کرتے ہیں یہاں پر قانونی نکات ہی نہ لائیں ۔ لوگوں کے ساتھ جو ظلم ہو رہا ہے اس کی بھی دادرسی کریں ۔ جناب چیئرمین صاحب! یہ مسئلہ اتنا آسان نہیں ہے ۔ ۱۹۵ سے بحال کرائیں جیسا کہ ریویو بورڈ نے فیصلہ کیا ہے ۔ اتنی یقین دہانی بھی نہیں کراتے ۔

جناب چیئرمین: شکریہ ۔ اگلی پریویلج موشن ۔ جناب جمال سید میاں صاحب نمبر ۱
(موجود نہیں ہیں)

So this stands dropped.

جی عالم علی لالیکا صاحب آپ نے کوئی تحریک استحقاق دی ہے ۔

(ii) RE: REFUSAL BY A FOOT CONSTABLE TO ALOW A SENATOR TO GO IN A TAXI TO THE FEDERAL SECTT.

جناب عالم علی لالیکا: جناب میں اجازت چاہوں گا کہ تحریک استحقاق پیش کروں ۔ جناب والا! گزارش ہے کہ میں ۷ مارچ ۱۹۹۱ء بوقت تقریباً ڈیڑھ بجے دوپہر ٹیکسی پر سوار سیکرٹریٹ جا رہا تھا کہ گیٹ نمبر ایک نزد "اے" بلاک پر متعین دو پولیس کانسٹیبلان نے ٹیکسی کو سیکرٹریٹ میں جانے کی اجازت نہیں دی ۔ اس پر میں نے اپنا شناختی کارڈ دکھایا لیکن سختیٔ احکامات یا درشتیٔ طبع کی بنا پر کانسٹیبل صاحبان نے شناختی کارڈ دیکھنے

Mr. Alam Ali Laleka

کے باوجود اندر نہ جانے دینے پر اصرار کیا جس سے تلخ کلامی تک نوبت پہنچی۔ دریں اثنا چند لوگ دائیں بائیں سے جمع ہو گئے جنہوں نے کانسٹیبل صاحبان کو منع کر کے مجھے اندر جانے کا کہہ کر معاملہ رفع دفع کروا دیا۔ لیکن اس فعل سے بطور ممبر سینیٹ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب والا! اس پر مستزاد یہ کہ واپسی پر جب میں پولیس لائن بغرض نالش گیا تو مسمی صفدر سب انسپکٹر صاحب نے تمام واقعات سننے کے بعد مجھے ایک حکم نامہ دکھایا جس پر محمد سلیم ایم این اے پشاور نے مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۸۶ء کو اس وقت کے ایڈیشنل سیکرٹری داخلہ محمد رفیع صاحب کو اسی نوعیت کی شکایت کی تھی جس پر ایڈیشنل سیکرٹری صاحب نے حکمنامہ کے پیرا ۲ میں واضح طور پر ایسی ٹیکسیوں کو سیکرٹریٹ میں داخلے سے مستثنیٰ قرار دیا ہوا ہے جس میں ممبران قومی اسمبلی یا سینیٹر صاحبان سفر کر رہے ہوں۔ بایں ہمہ سب انسپکٹر صاحب نے میری توجہ بقول ان کے ڈی ایس پی سیکیورٹی کے دستی محررہ حکم مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۸۶ء کی جانب مبذول کرائی جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ سیکورٹی کے مفاد میں کسی ٹیکسی کو سیکرٹریٹ کی حدود میں نہ جانے دیا جائے اس طرح بہت زیادہ استثنات ہو جائیں گی۔ جناب والا! گو کہ زیر تحریر دستخط سے پتہ چلتا ہے نہ دیگر کسی طرح سے پتہ چلتا ہے کہ حکم کن صاحب کا ہے۔ بہر کیف جس صاحب کی جانب سے یہ حکم ہے انہوں نے تمام ممبران سینیٹ کا جو بوجوہ ٹیکسی پر سفر کرتے ہیں بالخصوص اور جملہ اراکین سینیٹ کا بالعموم استحقاق مجروح کیا ہے۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ ایوان کی اجازت مل جانے کے بعد میری تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد فرمایا جائے۔

چوہدری امیر حسین: جناب والا! میں اسے اپوز نہیں کرتا اور نہ ہی مجھے کرنا چاہیئے لیکن میں یہ گزارش کرتا ہوں، مجھے اس پر بھی اعتراض نہیں ہوگا اگر یہ کمیٹی کے سپرد ہو جائے تاکہ یہ پوائنٹ thrash out ہو جائے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو سرکاری ملازمین وہاں موجود تھے۔ ایک حکم ہے جیسا کہ فاضل

سینیٹر صاحب نے فرمایا ہے ۔ اس کی بنا پر انہوں نے روکا ہے آج چونکہ وزیر داخلہ یہاں موجود نہیں ہیں میں اس ضمن میں ان سے بات کروں گا ۔ آگے جس طرح ان کی مرضی ہے اگر یہ چاہتے ہیں کہ کمیٹی کے سپرد کیا جائے تو مجھے اس پر بھی اعتراض نہیں ۔ اگر وزیر داخلہ کے آنے تک اسے یہ ڈیفر کرانا چاہتے ہیں تو بھی ٹھیک ہے ۔جس طرح جناب والا! یہ کہتے ہیں اسی طرح کرلیا جائے۔

جناب چیئرمین : لا لیکا صاحب میرے خیال میں مناسب ہوگا کہ وزیر داخلہ موجود ہوں تو اسے لے لیا جائے۔

جناب عالم علی لالیکا : جناب والا!گزارش یہ ہے کہ ہم ممبران سینیٹ، ویسے بھی کسی کام کے نہیں ہیں ۔ نہ تو ہم کسی عارضی حکومت کو چلانے کے اہل ہیں اور نہ ہی کسی عارضی حکومت میں شمولیت کے اہل ہیں ۔ ایک ہمارے پاس پریویلج ہی تو ہے کہ کسی وی آئی پی روم میں داخل ہو جاتے ہیں اپنے آپ کو سینیٹر بتا کر سیکرٹریٹ میں بلا روک ٹوک چلے جاتے ہیں اور اگر اسی سے ہمیں محروم کر دیا جائے ..... اور یہ پہلا واقعہ نہیں ہے جناب والا! یہ تیسرا واقعہ ہے ۔پہلا واقعہ قاضی عبداللطیف صاحب کے ساتھ پیش آیا جب وہ ٹیکسی میں سوار تشریف لا رہے تھے تو ان کو روک لیا گیا۔

جناب چیئرمین : بات تو آپ کی بہت اہم ہے۔سوال صرف اتنا ہے کہ آپ انتظار کرنا چاہیں گے چوہدری شجاعت حسین صاحب کا؟

جناب عالم علی لالیکا : جناب والا!تین سال تو گزر چکے ہیں اور ابھی تک حکومت کا رویہ تبدیل نہیں ہوا ہے ۔ ابھی تک وہ بات چلی آرہی ہے ۔ بیوروکریسی کا بے لگام گھوڑا سرپٹ دوڑا چلا جا رہا ہے ۔ جناب والا! اگر ہمیں یہ بتا دیا جائے کہ ہمارا پریویلج برائے نام ہی ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔سینیٹر بننے سے پہلے میں یہ سب کام چوکیدار صاحبان کو سلام بجا لا کر کیا کرتا تھا ۔ اب ہمیں بتایا یہ گیا ہے کہ ہمارے پاس ایک شناختی کارڈ ہے ۔ جسے میں ہمہ وقت اپنی جیب میں رکھتا ہوں اور جہاں کہیں مجھے دقت پیش آتی ہے میں انہیں دکھاتا ہوں کہ بھئی میں سینیٹر

ہوں۔ اب جناب اس کے باوجود بھی وہ کہیں کہ نہیں ہمارے پاس احکامات ہیں۔

چوہدری امیر حسین: حکومت تو اپوز کر ہی نہیں رہی۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے کہ چونکہ اس قسم کا واقعہ بار بار پیش آ رہا ہے۔

So, I will hold this in order and this is referred to the Committee on Rules of Procedure and Privileges.

چوہدری امیر حسین: ٹھیک ہے جناب۔

ADJOURNMENT MOTIONS

Mr. Chairman: Next is adjournment motion No. 67 Prof. Khurshid Ahmed.

i) REF: ADULTERATION IN PETROLEUM PRODUCTS

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں اس ایوان سے اس امر کی اجازت چاہتا ہوں کہ درج ذیل تحریک التوا پیش کروں۔

According to a report published in the Muslim of 24th November, 1990, the adulteration in the petroleum products has increased to an alarming stage, and that the agencies supposed to check this adulteration are providing protection to such adulterators. This criminal process on the one hand yields large profits for the petrol dealers who share it on monthly basis with their protectors and the official concerned, while on the other hand causing problems for the motor vehicles and the environment.

This is a serious matter of national importance. I beg to move that the normal business of the House be suspended to discuss the same.

مجھے خوشی ہے کہ آج متعلقہ وزیر موجود ہیں اور ہم شاید ان کی موجودگی کی وجہ سے اس پر گفتگو کر سکیں۔ اس سے پہلے ہم تین بار اس پر گفتگو نہیں کر سکے تھے۔

Mr. Chairman: Thank you. Is it being opposed.

Ch. Amir Hussain: Opposed, Sir.

جناب چیئرمین : پروفیسر صاحب آپ مزید کچھ کہنا چاہیں گے اس پر۔

پروفیسر خورشید احمد : اس سٹیج پر جناب والا! میں صرف اس کے ٹیکنیکل پہلوؤں کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گا۔ پہلی چیز یہ ہے کہ کیا یہ کوئی اہم مسئلہ ہے اگر یہ بات درست ہے کہ پٹرول میں اس قسم کی آمیزش کی جا رہی ہے اور بڑے پیمانے پر کی جا رہی ہے تو شاید پھر اس کے بارے میں دو آراء نہیں ہو سکتیں کہ یہ اہم مسئلہ ہے اس لئے کہ پہلی چیز یہ ہے کہ اس کا اثر پڑتا ہے موٹر کی کارکردگی پر اور آپ کا زر مبادلہ جو خرچ ہوتا ہے کاروں کی امپورٹ پر۔ ایک عام انسان جو گاڑی میں سفر کرنے کے لئے خرچہ کرتا ہے اس کی گاڑی کی لائف کم ہو جاتی ہے اس طرح یہ ایک قومی نقصان ہے اور اس وقت جبکہ آپ کے ملک میں تقریباً آٹھ نو لاکھ گاڑیاں ہیں اگر یہ چیز عام ہو رہی ہے تو آپ اس کی اکنامک کاسٹ کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

دوسری چیز جناب والا! یہ ہے کہ اس کے نتیجے کے طور پر pollution واقع ہوتا ہے۔ آپ اس امر سے واقف ہیں کہ consequences اس نوعیت کی چیزوں کے کس طرح رونما ہو رہے ہیں اور تمام دنیا میں قانون سازی تک کی جا رہی ہے اس معاملے میں کہ لوگوں کو کس طرح محفوظ کیا جا سکے ان assets سے ان تباہ کن چیزوں سے جو اس نوعیت کی بدعنوانیوں کی بنا پر نکلتی ہیں اور جو پورے ماحول کو متاثر کرتی ہیں۔

جناب والا! اس کی اہمیت کا تیسرا پہلو یہ ہے کہ یہ ایک صریح کرپشن ہے، لوگوں کے ساتھ دھوکہ ہے۔ آپ سے قیمت وصول کی جاتی ہے ہائی اوکٹین کی یا سپریم کی۔ لیکن جو کچھ آپ کو دیا جاتا ہے وہ مٹی کا تیل ہے۔ یہ ایک کرپشن کی بہت بری اور گھناؤنی شکل ہے جو بہت عام ہے۔ پھر یہ پہلو بھی آپ دیکھئے کہ اس کے اندر وہ ایجنسیاں خاص طور پر پولیس ایجنسی، سرکاری محکموں کے انسپکٹرز جن کا کام

یہ ہے کہ وہ کوالٹی کو چیک کریں یہ سب involve ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سپلائرز اور ڈیلرز اور انسپکٹرز ان تینوں کی collaboration سے عوام کے اوپر یہ زیادتی کی جارہی ہے اس پہلو سے جناب والا! اس کی اہمیت اور اس کا قومی اہمیت کا واقعہ ہونا اس پر تو میرے خیال میں دو آرا نہیں ہو سکتیں جس پر اعتراض کیا جا سکتا ہے وہ یہ کہ آیا یہ تازہ ترین واقعہ ہے یا نہیں، میں نے اس کو جس بنا پر سامنے رکھا ہے اور اس کے ساتھ جو اخباری تراشے بھی لگائے ہیں وہ ان رپورٹوں پر مبنی ہیں جن میں اخبارات نے کچھ علاقوں کو investigate کیا ہے اور ان علاقوں کے بارے میں بڑی ہی ہولناک کیفیت سامنے آئی ہے اس بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ یہ چیز پبلک نوٹس میں اس انداز میں اس وقت آئی ہے اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ اس کا نوٹس لیا جائے اور میری خواہش ہوگی کہ وزیر پیٹرولیم محض اس بات کا سہارا نہ لیں کہ اس قسم کی بدعنوانیاں یا خرابیاں ماضی میں بھی ہوتی رہی ہیں بلکہ اپنی توجہ اس چیز کے اوپر مرکوز کریں کہ کس طرح اس خرابی کا سدباب کیا جا سکے اور کس طرح ہم عوام کو اس exploitation سے بچائیں، کرپشن سے اپنے ملک کو محفوظ رکھ لیں اور پھر long term planning کے اعتبار سے آپ کی گاڑیوں کی عمر اور آپ کے ماحول کی صفائی یہ وہ ساری چیزیں ہیں جن کی فکر ہونی چاہیئے اور میرے اس تحریک کو پیش کرنے کا مقصد دراصل یہی ہے کہ ہم اس سمت میں آگے بڑھ سکیں۔ شکریہ!

سید عباس شاہ: جناب چیئرمین! چند منٹ مجھے بھی دیئے جائیں

I want to add something on admissibility.

Mr. Chairman: No, no, it is not according to the rules. Let the Minister say first

اگر ضرورت پڑی تو پھر دیکھیں گے .....

Syed Abbas Shah: But he has left certain definite things

وہ میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین : پھر یہ ہوگا کہ every adjournment motion will become a debate تو وہ پھر مناسب نہیں ہوگا۔چلیں آپ پٹرولیم کمیٹی کے چیئرمین ہیں اس لئے بول لیں۔

سید عباس شاہ : جناب والا! چونکہ پروفیسر صاحب technical points elaborate نہیں کر سکے۔وہ میں عرض کروں گا کہ جو حکومت کو ہے Kerosine oil is subsidized and at the subsidized rate is given to the poor people اور اس کی consumption اتنی increase ہوجاتی ہے کہ غریب لوگوں کو وہ نہیں مل سکتا ہے۔

and the monetary loss is suffered by the Government and this very particular action causes tremendous loss to the national exchequer. We as a Committee have already recommended this thing

کہ اس کی prices کو آپ برابر کر دیں تاکہ یہ adulteration بند ہوجائے کیونکہ عام آدمی کو مٹی کے تیل کا benefit نہیں ملتا ہے۔

but never the present Government and the previous Government has taken up that report which the Committee of the Petroleum had submitted on this particular issue, so I was pointing it out not for a debate Sir.

پروفیسر خورشید احمد : اس میں ایک پہلو ذرا یہ بھی سامنے رکھ لیں۔مجھے متوجہ کیا گیا ہے اور میں نے خصوصیت سے تجربہ کیا ہے کہ صرف کوالٹی ہی گڑبڑ نہیں ہے بلکہ میٹروں میں بھی یہ معاملہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے صارف جو ہے اس کو نقصان پہنچتا ہے۔

جناب چیئرمین : شکریہ! جی جناب چوہدری نثار صاحب۔

چوہدری نثار علی خاں : شکریہ جناب چیئرمین! میں یہاں معذرت چاہتا ہوں

Ch. Nisar Ali Khan

ہاؤس سے بھی اور معزز رکن سے بھی کہ اس سے ایک آدھ دفعہ پہلے بھی جب یہ مسئلہ پیش ہوا تو میں ایوان میں موجود نہیں تھا میں اسلام آباد سے باہر تھا بہر حال میں معزز سینیٹر سے مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں یہ یقیناً ایک بہت اہم مسئلہ ہے مگر جہاں تک رولز کا تعلق ہے، پروسیجر کا تعلق ہے یہ تحریک جناب چیئرمین! ان رولز سے مطابقت نہیں رکھتی۔ ایک تو پوائنٹ وہی بنتا ہے جس کا ذکر پروفیسر صاحب نے کیا ہے کہ یہ کوئی recent occurrence نہیں ہے یہ ایک countinuous process ہے اور بدقسمتی سے کافی عرصے سے petroleum products میں ملاوٹ جاری ہے۔ میں پروسیجر کے پیچھے protection نہیں لینا چاہتا مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری ذمہ داری ہے کہ پروسیجر کی وضاحت بھی کر دوں۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ under the petroleum rules adulteration کو چیک کرنا اور یہ جو میٹرز کا انہوں نے ذکر کیا ہے یعنی weight and measures کو چیک کرنا یہ صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے اور قانون کے تحت تمام اختیارات متعلقہ صوبائی حکومتوں کو حاصل ہیں مگر اتنا کہنے کے بعد اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں دو تین گزارشات آپ کے سامنے پیش کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ میری گزارشات کے بعد معزز سینیٹر ان اقدامات سے مطمئن ہوں گے۔ جو اس سلسلے میں حکومت کر رہی ہے۔ جیسے میں نے پہلے گزارش کی کہ یہ یقیناً ایک بہت اہم مسئلہ ہے۔ پاکستان میں گزشتہ کئی سالوں سے پٹرولیم کی مصنوعات میں ملاوٹ کی وبا موجود ہے۔ میں نے اس دفعہ ہی نہیں بلکہ گزشتہ دور میں بھی جب جونیجو صاحب وزیر اعظم تھے اس مسئلے کی طرف توجہ دی اور پٹرولیم کی وزارت کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہم نے وفاقی حکومت کے لیول پر ایک کو انٹی کنٹرول سیل قائم کیا تھا مگر اسے قائم کرنے سے پہلے تمام صوبائی حکومتوں سے ذاتی طور پر بھی اور correspondence کے ذریعے بھی اس مسئلے کی طرف ان کی توجہ مبذول کرائی تھی اور ہم نے کوشش کی کہ صوبائی حکومتیں اپنی اپنی ضلعی انتظامیہ کے ذریعے پولیس کے ذریعے اس کو کنٹرول کریں۔ اس وقت

بھی چند جگہوں پر چھاپے مارے گئے بدقسمتی سے ان کا خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا اس لئے ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم یہ چیز اپنے کنٹرول میں لیں تو ہم نے ایک کوالٹی کنٹرول سیل قائم کیا ٹی وی، ریڈیو اور اخبارات کے ذریعے بہت بڑی رقم advertisement پر خرچ کرکے عوام کی توجہ اس طرف مبذول کرائی ہم نے ہر پٹرول پمپ پر ہر petroleum outlet پر باقاعدہ liquid اور دوسری جو دو تین چیزیں ان کو چیک کرنے کے لئے ہوتی ہیں فراہم کرنے کے لئے ہم نے قانون کے ذریعے ان کو پابند کیا۔ ہم نے ریڈیو، ٹیلی ویژن، اخبارات میں اشتہارات کے ذریعے اس بات کی تشہیر کی کہ کوئی بھی شخص جسے شک گزرے کہ پٹرولیم کی مصنوعات میں ملاوٹ ہے وہ اس ڈیلر سے موقع پر ہی اسپیک کروائے۔ یہ ایک بڑا سادہ سا پروسیجر ہے۔ وہ liquid مانگ کر موقع پر چیک کر سکتا ہے کہ اس میں ملاوٹ ہے یا نہیں اگر وہ اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتا یا اس سارے چکر میں نہیں پڑنا چاہتا تو وہ فوری طور پر وزارت مذکورہ کے اس کوالٹی کنٹرول سیل سے رجوع کرے اور اس outlet کے بارے میں شکایت کرے۔

جناب چیئرمین! دو سال میں ہمیں صرف ۲۲ شکایتیں ملی ہیں اور ان شکایتوں میں بھی صرف ۱۰ ایسی تھیں جن پر ہم نے ایکشن لیا کیونکہ اکثر جب ہم نے چیک کرنا چاہا تو دیکھا کہ شکایت کنندہ کا نام نہیں تھا وہ شکایات anonymous تھیں اور anonymous پر ایکشن لینا مناسب نہیں ہوتا۔ کئی ایسی بھی تھیں جب ہم نے چیک کیا تو معلوم ہوا کہ دو ڈیلرز کا آپس میں کوئی جھگڑا تھا ایک نے دوسرے کے خلاف شکایت کر دی تو دو سال میں باوجود ہماری تشہیر کے، باوجود ہماری کوشش کے اس پر قابو نہ پایا جا سکا جیسا کہ پروفیسر صاحب نے کہا کہ یہ ایک اہم قومی مسئلہ ہے ہمیں عوام سے اس سلسلے میں تعاون یا صارفین کی طرف سے تعاون نہیں ملا اور آپ اس سلسلے میں مجھ سے اتفاق کریں گے کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جب تک صارف تھوڑا سا ہم سے تعاون نہ کرے، عام آدمی تعاون نہ کرے اس وقت تک حکومت اس سلسلے میں مؤثر اقدامات نہیں

Ch. Nisar Ali Khan

کر سکتی بہر حال وہ دور تو ختم ہوا۔ اب جب موجودہ حکومت برسر اقتدار آئی تو سب سے پہلے میں نے اس وزارت میں آتے ہی اس مسئلے کی طرف پھر توجہ دی۔ ہم نے اس کو اینٹی کنٹرول سیل کو پھر سے متحرک کیا ہم نے اس ملاوٹ کو چیک کرنے کیلئے latest liquid باہر سے منگائی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اسے آئندہ ہفتے ہم تمام پیٹرولیم کی مصنوعات کے لئے insert کر رہے ہیں۔ ہم نے پھر تشہیر شروع کر دی ہے اخبارات کے ذریعے، ریڈیو کے ذریعے اور ٹیلی ویژن کے ذریعے کہ عام آدمی اس سلسلے میں ہم سے تعاون کرے اور اس کو از خود چیک کرے۔

جناب چیئرمین! یہ وزیر کا کام ہرگز نہیں ہے کہ وہ Petroleum outlet پر جاکر خود چیکنگ کرے مگر میں نے خود پولیس کو ساتھ لے کر ضلعی انتظامیہ کو ساتھ لے کر نہ صرف یہاں اسلام آباد اور راولپنڈی میں چیک کیا بلکہ میرا ارادہ ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ میں کراچی اور لاہور اور باقی جو بڑے شہر ہیں وہاں بھی اس مہم کو آگے بڑھاؤں۔ میں نے ہائی ویز پر بھی اپنے طور پر چیکنگ کی ہے اور جہاں بھی ملاوٹ پائی گئی ہے، میں اب نام نہیں لینا چاہتا، مگر ایک دو بڑے اہم لوگ تھے اور میں نے ان کے خلاف بھی ایکشن لیا ہے اور جو ان کے outlet ہیں ہم نے ان کو seal کر دیا ہے مگر اس سے بڑھ کر میں سمجھتا ہوں جو سب سے بڑا اقدام اٹھایا گیا ہے جس طرف سید عباس شاہ صاحب نے بھی ایوان کی توجہ مبذول کرائی ہے وہ کیروسین اور ڈیزل کی قیمتوں کا فرق ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ حکومت نے اس سلسلے میں توجہ نہیں دی۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ کل جو ہم نے price revision کا اعلان کیا ہے اس میں پہلی دفعہ کیروسین اور ڈیزل کی قیمتوں کو برابر کر دیا ہے اور اس سلسلے میں بڑا پریشر تھا اور ایک لابی ہے جو یہ کہتی ہے کہ جناب کیروسین تو غریب آدمی کے عام استعمال کا تیل ہے اور اس کی قیمت ہمیں نیچی کرنی چاہیئے درست ہے مگر جناب چیئرمین! دوسری طرف یہ ایک مسئلہ ہے ایک ایک ٹینکر پر آٹھ آٹھ ہزار روپیہ بچتا ہے کیونکہ وہی کیروسین ڈیزل میں ملا کر بطور ڈیزل بیچ دیا جائے تو ۸ ہزار روپے بچتے ہیں۔ لاکھوں روپے اس سلسلے میں کمائے جا رہے ہیں اور کوئی چھاپہ،

کوئی ایکشن، کوئی sealing of pumps ہم سمجھتے ہیں اس وقت تک مؤثر نہیں ہو سکتی جب تک ہم اس کی جو بنیاد ہے اس کو ختم نہ کریں۔ اس لئے ہم نے کل جو اعلان کیا ہے اس میں ڈیزل اور کیروسین کو برابر کی قیمت پر لے آئے ہیں اس سے میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے مجھے یقین ہے کہ صورتحال بہتر ہو جائے گی۔ میں سینیٹر صاحب سے اتفاق کرتا ہوں اور میں نے کل پریس کانفرنس میں بھی کہا ہے کہ کیروسین کی امپورٹ آدھی رہ جائے گی مگر جہاں بجلی نہیں ہے اور یہ کیروسین جلانے کے لئے استعمال ہوتا ہے وہاں ہم نے alternate کوشش کی ہے اور کر رہے ہیں کہ وہاں ہم زیادہ سے زیادہ ایل پی جی بھجیں تاکہ غریب آدمی پر اس سلسلے میں پریشر نہ پڑے۔ میں نے جیسے گزارش کی ہے مہم کا آغاز کیا ہوا ہے اور آج اس ہاؤس کے توسط سے میں گزارش کروں گا اور میں سینیٹرز صاحبان، ایم این اے صاحبان اور جو صوبائی اسمبلی کے ممبران ہیں ان کو بھی خط لکھ رہا ہوں کہ اس سلسلے میں وہ ہم سے تعاون کریں۔ اگر اپنے لیول پر یا عوامی لیول پر وہ لوگوں کو متحرک کر سکیں، جہاں اس قسم کی شکایات ملتی ہیں وہ کو الٹی کنٹرول سیل کو لکھیں ہم انشاءاللہ تعالیٰ اس پر فوراً ایکشن لیں گے اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہم نے جو مختلف اقدامات کئے ہیں ان کی روشنی میں ہم کافی حد تک اس مسئلے پر قابو پا لیں گے۔

<u>جناب چیئرمین</u>: اس تفصیلی بیان کے بعد پروفیسر صاحب آپ اس پہ زور دینا پسند کریں گے۔

<u>پروفیسر خورشید احمد</u>: اس تفصیلی بیان کے بعد میں ان کو مبارکباد دوں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے عزیز بھائی وزیر پٹرولیم نے اس مسئلے کے مختلف پہلوؤں کی جس طرح وضاحت کی ہے اس پہ ہمیں ان کو مبارکباد پیش کرنی چاہیئے اور ہم اس approach کو welcome کرتے ہیں اس کے ساتھ ہی صرف دو تین باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ ایک یہ کہ دنیا کے دوسرے ممالک میں آپ کو معلوم ہے کہ

Prof. Khurshid Ahmed

کوالٹی کنٹرول بنائی جاتی ہیں اوران کا بڑا ہی اہم رول ہوتا ہے۔ consumers unions پر بھی اور قیمتوں کے چیک کرنے پر بھی آپ بھی اس معاملے پر غور کریں اگر ہم Petroleum Consumers Union بنا سکیں تو یہ کنٹرول کا ایک بڑا مؤثر ذریعہ بن سکتا ہے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ جس طرح آپ نے باوجود اس کے کہ آپ کے فرائض منصبی کا حصّہ نہیں تھا وقتاً فوقتاً اس کو چیک کیا ہے اور اس میں آپ کو ایسے لوگ ملے ہیں جو defaulters تھے۔ اسی طرح آپ کے کوالٹی کنٹرول سیل کا بھی یہ کام ہونا چاہیئے کہ وہ کم از کم random انداز میں اس چیز کو کرتے رہیں تاکہ اس کی ایک ہیبت بھی برقرار رہے اور اس سے آپ کو مزید کنٹرول کرنے کا موقع بھی ملے، اس کے بعد میں اس پر اصرار نہیں کرتا۔

Mr. Chairman: Thank you. So, this is disposed of as not pressed.

Next is adjournment motion No. 8, Prof. Khurshid Ahmed.

__پروفیسر خورشید احمد__: نمبر ۸ یا ۹ ذرا چیک کیجئے گا۔

Mr. Chairman: This is No. 8, regarding delay in the implementation of the Prime Minister's directive for the import of goods placed on free list.

Yes Please Mr. Javed Jabbar.

Mr. Javed Jabbar: In view of the fact that only half an hour is allotted for adjournment motions and Prof. Khurshid will be present in the House after the 20th March. There are may be two or three other motions.

Mr. Chairman: Then the half an hour is over.

Mr. Javed Jabbar: No, Sir. There is another 5 or 10 minutes' time. There is one that I have submitted which I will not be able to raise again.

Prof. Khurshid Ahmed: I would definitely give my time to Mr. Javed and that would be a pleasure for me.

Mr. Javed Jabbar: Thank you very much.

Mr. Chairman: Which is one that you want to take up, Mr. Javed.

Mr. Javed Jabbar: It is No. 20-30/91 of 7th March.

ii) RE: ALLEGED MALPRACTICES COMMITTED BY SERVICES COOP. CREDIT CORP.

Mr. Chairman: Yes please Mr. Javed, read it out. Is it an adjournment motion?

Mr. Javed Jabbar: It is an adjournment motion, Mr. Chairman. Thank you very much.

I ask for leave to move that the House do now adjourn to discuss a matter of urgent public importance and of recent occurrence namely the reported disappearance of an IJI, MPA with almost three billions of funds collected as deposits from poor people through an organization known as Services Cooperative Credit Corporation.

Mr. Chairman: Is it being opposed.

پروفیسر صاحب آپ کا بھی اس سے تعلق ہے آپ بھی پڑھ دیجیئے۔

<u>پروفیسر خورشید احمد</u>: روزنامہ "مرکز" اسلام آباد کی اشاعت ۷ مارچ ۱۹۹۱ء میں خبر چھپی ہے جس کے مطابق سروسز کوآپریٹو کریڈٹ کارپوریشن نے اس کمپنی میں سرمایہ لگانے والوں کے اربوں روپے خرد برد کر لئے ہیں۔ کمپنی کی انتظامیہ نہ تو سرمایہ لگانے والوں کو اصل رقم واپس کر رہی ہے اور نہ ہی منافع جس سے اس کمپنی میں سرمایہ لگانے والوں میں سخت مایوسی پھیل چکی ہے۔ یہ صورت حال پاکستان کے ہر شہری کے لئے تشویش ناک اور پریشانی کا باعث ہے کہ ہر روز اس ملک میں مختلف

Prof. Khurshid Ahmed

قسم کی اس نوع کی کارپوریشنیں قائم ہو جاتی ہیں اور چند سال کام کرنے کے بعد عوام
کو دھوکہ دے کر اپنا بزنس بند کر کے بیرون ملک چلی جاتی ہیں۔ ان سب باتوں کا علم
ہونے کے باوجود حکومت کوئی نوٹس نہیں لیتی اور چشم پوشی اختیار کئے رکھتی ہے۔
یہی رویہ حکومت نے اس کارپوریشن کے ساتھ اختیار کیا ہوا ہے اس لئے
میری اس تحریک التوا کو باضابطہ قرار دے کر بحث کے لئے منظور کیا جائے
کیونکہ یہ واقعہ بالکل حالیہ عوامی اہمیت کا حامل ہے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Mr. Chairman: Briefly if you can just explain it, Mr. Javed Jabbar.

Mr. Javed Jabbar: Briefly, Mr. Chairman, in pressing for the admissibility it is well known that there have been numerous instances in Karachi, Sindh in the last few years where crores of rupees have been taken from innocent citizens by investment companies which created a public furore asking regulation and restrictions to be placed on the operation of such an organization and that I think should have been enough warning to any government to take pre-emptive steps at the correct time.

Now in this particular case, Mr. Chairman a wide variety and a very large number of people are involved. The variety includes army officers as well as extremely low income groups of citizens as well as widows and other disadvantage groups. According to the newspapers that took bold initiative 'Dawn' Karachi in publishing the first report of this. There were instances of cheques for even small amounts of whatever 20-25 thousand of rupees could not be encashed by this society, when the depositors went to collect the amounts. In fact they were given assurances that the amounts have been despatched from Lahore but these assurances were never fulfilled. It is not possible to understand Mr. Chairman why Government right under its very nose, in a manner of

speaking in Islamabad this particular company operates, I believe, from offices in Blue Area, right under our very noses such as a major clandestine operation takes place. Lastly what makes it a most regrettable is that a legislator no less who is a member of the electoral college that elects the Senate of Pakistan has gone on record at least in public has been quoted to have said that one of the reasons why he paid Rs. 100 million to IJI for election expenses. Now it is against any norm or public justice that a legislator is able to make such a statement that no action is taken by the Government and therefore, the issue deserves admissibility as an adjournment motion. Thank you.

جناب چیئرمین : پروفیسر صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین صاحب! میں اپنے ہی دلائل پر اس تحریک کی ایڈمیسبلٹی کی بات کروں گا اور اس میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کو unscrupulous financial institutions سے بچائے یہ ذمہ داری برطانوی دور میں بھی تسلیم کی گئی ہے اور آج بھی تسلیم کی گئی ہے لیکن اس کے باوجود بار بار یہ چیز ہو رہی ہے کہ کبھی کوآپریٹو کے نام پر کبھی فنانس کمپنیز کے نام پر کبھی میونسپل ہاؤسز کے نام پر اور تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد یہ چیزیں ہو رہی ہیں۔ تاج کمپنی کا واقعہ بھی ابھی آپ کے سامنے آیا ہے۔ اس سے پہلے تقریباً تین سو کمپنیوں کا معاملہ زیر غور ہے جس سے لاکھوں افراد متاثر ہوئے ہیں اور تین سال ہو گئے ہیں اور ابھی تک اس مسئلے کو حل نہیں کیا جا سکا کہ یہ نیا سکینڈل ہمارے سامنے آ جاتا ہے۔

جہاں تک اس کے سیاسی پہلوؤں کا تعلق ہے میں ان لوگوں میں سے ہوں جو یہ یقین رکھتے ہیں کہ سیاست میں انسان کا کردار اس سے بھی زیادہ پاک ہونا چاہیئے جو عام حالات میں متوقع ہے اور اگر اس پہلو سے کوئی بھی ایم پی اے، ایم این اے، سینیٹر، وزیر کسی حیثیت سے بالواسطہ یا بلاواسطہ کسی ایسے کام میں ملوث رہا

Prof. Khurshid Ahmed

ہے وہ قوم کے سامنے جوابدہ ہے اور اگر ایک عام آدمی کی سزا کم ہے تو ان کی سزا زیادہ ہونی چاہیئے اس لئے میں اس کو سیاسی پہلو سے نہیں لے رہا ہوں لیکن میں چاہتا ہوں کہ عوام کے ساتھ یہ مذاق یہ کھیل بند ہونا چاہیئے اور حکومت کی ذمہ داری ہے، جیسے ہی یہ چیز اس کے علم میں آئے اس کا نوٹس لے۔ تحریک التواء کو بھی میں نے اس لئے ضروری سمجھا کہ جتنی جلد اس کا پبلک نوٹس لیا جا سکے لیا جائے اور ان چیزوں کو hush-up نہ کیا جا سکے اور حکومت اس پر کام کرے۔ میں یہ توقع کر رہا تھا کہ وزیر موصوف سب سے پہلے کھڑے ہو کر یہ کہیں گے کہ جیسے ہی ہمیں اس بات کا علم ہوا ہے کہ یہ ہوا ہے، ہم نے فوری یہ یہ اقدامات کئے ہیں تاکہ ہم عوام کے پیسوں کو محفوظ کر سکیں۔ اس لئے جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ قومی اہمیت کا مسئلہ ہے، مالی، اعتبار سے اہم ہے، ایک ایسی خرابی ہے جو ملک کو گھن کی طرح کھا رہی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس میں بے چارے عام انسان اور غریب لوگ زیادہ نقصان پا رہے ہیں۔ اگر ان میں کام کرنے والے افراد وہ ہیں جو سیاسی طور پر بہت اہم ہیں تو یہ اور بھی زیادہ مکروہ چیز ہے۔ اس لئے کسی پارٹی، کسی گروہ سے مجھے دلچسپی نہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس ملک کی معیشت کو اس ملک کی سیاست کو اس قسم کی exploitation سے پاک کریں۔ اس بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور ایسا مسئلہ ہے کہ جس پر حکومت کو ایکشن لینا چاہیئے۔ اور یہ اس کی ذمہ داری ہے۔ اس طرح یہ بہت ضروری ہے کہ آپ اس تحریک کو منظور فرمائیں۔

جناب چیئرمین: مسئلہ یقیناً بہت اہم ہے۔ اس سے ہزاروں لوگ متاثر ہوئے ہیں، آج وزیر صاحب موجود نہیں ہیں لیکن۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: اس معاملے کو in depth examine کرنے کی ضرورت ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کچھ تجاویز قانون میں ترامیم کے بارے میں بھی آئیں، تو کیا یہ مناسب

نہیں ہوگا کہ جو متعلقہ کمیٹی ہے، وہ اس پر تفصیلی غور کر کے ایوان میں سفارشات پیش کرے۔

پروفیسر خورشید احمد: یہ اچھی بات ہے۔

Mr. Javed Jabbar: Mr. Chairman, the committee should obviously has the power to call for the testimony any individual associated with this operation.

Mr. Chairman: That is upto the Committee, of course, they have the power and I am sure the Committee would definitely like to hear the views of Senator Javed Jabbar even when he is no longer with us. Therefore, I think with your permission this matter yes, you want to say something?

Mr. Muhammad Ali Khan: I happen to be the Chairman of that Committee. When I call a meeting Inshallah I will invite Mr. Javed Jabbar.

Mr. Chairman: Thank you. So, with the permission of the House this matter is referred to the....

(Interruption)

Mr. Hasan A. Shaikh: There are a large number of cases going on in the Sindh High Court, Karachi. In fact almost everyday; there are at least ten or twelve cases of these financial bunglings, I think somebody, some Minister might find out how they are managing the things.

Mr. Chairman: That is correct, there are thousands of people affected by this. We get these scandals over and over again and I think our legal machinery which deals with these matter have also proven to be inadequate and therefore, there is need for in depth examination of this question with recommendations to the Government as to what changes in the law should be made so that the implementation machinery becomes more effective. So, I think, with the permission of the House this matter is then

Mr. Chairman

referred to the concerned Standing Committee and the Committee will make in depth examination and forward the recommendations to the House. All right.

(interruption)

Mr. Sartaj Aziz: One part of the problem which deals with cooperative finance comes under Standing Committee of Agriculture. The issues relating to general finance companies can come under the Finance Committee of the Senate. So, the Standing Committee on finance does not matter. So, I would suggest that two Committees should take up this matter jointly rather than only one committee. So that both the aspects can be taken thereof and not just the cooperatives. It also includes some general finance companies so the two committees can jointly deal with the subject.

جناب چیئرمین: جی، اس کا طریقہ کار کیا ہوگا۔

پروفیسر خورشید احمد: میرے خیال میں یہ بڑی اچھی تجویز ہے، اس سے پہلے ہم ایسا کر چکے ہیں۔ چند مسائل کے اوپر وزارت ہائے خوراک اور تجارت سے متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹیوں کی مشترکہ میٹنگ کی ہے۔ چونکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ مسئلہ ایسا ہے کہ جس سے ہزاروں افراد متاثر ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ سینٹ کی کمیٹی اس سلسلے میں بڑا اہم کردار ادا کرے گی۔ قوم کی بڑی خدمت کرے گی کہ اگر وہ فی الحقیقت اس کا جائزہ لے کر کوئی ٹھوس چیز ان کو دے سکے اور پھر اس کے بعد ضرورت ہے کہ اس پر عمل ہو۔

جناب چیئرمین: تو پھر یہ جائنٹ میٹنگ کا طریقہ کار کیا ہوگا۔

پروفیسر خورشید احمد: اس سے پہلے میرے سامنے ایک مثال موجود ہے کہ ایک کامرس کا تھا اور فوڈ کا بھی تھا، ہم نے دونوں کو اکٹھا کیا۔ ہم نے دونوں کمیٹیوں کی جائنٹ میٹنگ بلائی تھی جس کے دونوں چیئرمینوں نے صدارت کی تھی۔

Mr. Chairman: Is that all right Muhammad Ali Khan Sahib?

جناب محمد علی خاں: ٹھیک ہے جی۔

Mr. Chairman: So, let this be handled jointly by the two Committees

Prof. Khurshid Ahmed: It is a very good suggestion

جناب چیئرمین: اب ایڈجرنمنٹ موشن کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

جناب سہراب خان کھوسہ: جی ہماری بھی ایڈجرنمنٹ موشن تھی۔

جناب چیئرمین: اب وقت ختم ہوگیا ہے۔

جناب سہراب خان کھوسہ: ہماری موشن تو کبھی آتی ہی نہیں ہے۔

سید فصیح اقبال: جناب والا! تمام وزرا ایک ایک کر کے جارہے ہیں۔ ان کے یہاں بیٹھنے سے ہمیں تقویت ملتی ہے۔

(*interruption*)

Mr. Chairman: Next is item No. 2(a) Javed Jabbar Sahib. Presentation of the report of the Committee on Medicine Sector

MOTION UNDER RULE 171(1)

Mr. Javed Jabbar: Before that Mr. Chairman, I need to move that

> "Under sub-rule 1 of 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the time for Presentation of Report of the Special Committee on the Medicine Sector be condoned till today."

Mr. Chairman: It has been moved by Mr. Javed Jabbar:

> "Under sub-rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate.

Mr. Chairman

1988, that the time for presentation of Report of the Special Committee on the Medicine Sector be condoned till today."

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Delay stands condoned. Item No. 2(b).

REPORT; RE: PHARMACEUTICAL SECTOR - LAID.

Mr. Javed Jabbar: Thank you Mr. Chairman, I have the honour and pleasure Mr. Chairman to present a report of the Special Committee on the Medicine Sector before you and with your permission would like to explain the background to the Report briefly.

Mr. Chairman: Yes please.

Mr. Javed Jabbar: Thank you Mr. Chairman, this is to the best of our knowledge Mr. Chairman, as the records will show, the first such report on the pharmaceutical sector conducted by a committee of the Parliament.

Mr. Chairman: I just want to clarify that normally at this stage we only allow a very brief introductory speech but because Mr. Javed Jabbar would be leaving us therefore, I will permit him a slightly longer time so that he can explain his report. Is that all right? Well, may be ten minutes.

Mr. Javed Jabbar: At the very most Mr. Chairman, I will try and reduce that also.

Mr. Chairman: Normally this would not be permitted.

(interruption)

Mr. Javed Jabbar: I am deeply grateful to you for this opportunity as I would not otherwise be able to give an explanation of the report. Mr. Chairman the report comprises a total of fifty pages, it is an Interim Report with additional

annexures and it contains over seventy very substantive, carefully thought out recommendations. These recommendations apply to a wide range aspects of the pharmaceutical sector.

Mr. Chairman, the pharamaceutical sector is part of the health field as we all know in the country, a field that has an abundance of paradoxes. It shows us a great verbal and moral commitment to health and to improving the well being but when it comes to looking at the actual authenticity of the political commitment to the health field we find that it comes very low on the political agenda. Our investigation shows that Pakistan is blighted by a system of curative medicine rather than preventive medicine and as a result of this approach the poor body of the Pakistani nation is injected every day with million of needles. and pumped full with lots of pills and capsules but the health of the country which should really be preserved by a very well thought out preventive approach to medicine has not yet been undertaken. We find on the one hand that the government imposes almost oppressive control on the price dimension of the pharmaceutical sector while in other areas which require urgent review, action has not been taken for many long years and amongst the groups of society that suffers most from this neglect while men obviously do suffer; it is a tragedy that women and children particularly those living in low income parts of the cities and in remote rural areas are amongst the worst victims of this continuing neglect and lack of political commitment.

We find Mr. Chairman that we have 48,000 doctors trying to play an effective role in the health field and at the same time as many as a 100,000 quacks are free to practice that trade. We find the irony that there is a desperate lack of pharmacists, of trained and educated pharmacists from the tehsil and taluka level hospitals to the larger city hospitals and yet we also find that hundreds of pharmacists who have acquired degrees remained unemployed.

Mr. Javed Jabbar

The Committee began, Mr. Chairman, with the case of Trascicor tablets which were outdated and those were administered to patients at JPMC, Karachi, and the horrific fact that came to our attention was that even though the Drugs Act was enacted in 1976 a provision of the Drugs Act which required the formulation and enforcement of drug labelling and packaging rules which is an essential minimum step to ensure that medicines are not administered after they have expired, look as many as 13 years to formulate and enforce. In fact the Committee is proud to have played a catalytic role in accelerating the process of enforcement of these rules because when we brought this up in the Senate, when one moved the adjournment motion, we discovered that there was no provision, there was no legal cover requiring companies to stamp the date of manufacture and the date of expiry on medicines and taking advantage of this legal loophole both manufacturers, distributors and users were getting away literally with a mass conspiracy against the health and welfare of the people and, therefore, as a result of the initial investigations of the Senate Committee when we called official, after official we visited place after place we raised a hullabaloo and as the result pressurized the then ɓ -rnment perhaps on the system to ignore the pressure but by certain vested interests in this country, perhaps representing manufacturers who had deliberately delayed the formulation and enforcements of these rules.

But, Mr. Chairman, it is not enough just to blame private sector profiteers, I think everyone who has been involved at ministerial and secretarial level from 1976 when the Drugs Act was enacted upto December, 1989, is responsible, they share collective responsibility for failing to apply minimum rules to protect and preserve public health and it is a shameful episode of Pakistan's history of health care. It is also tragic, Mr. Chairman, that it was not before the Committee took repeated interest in this issue that the action promised against the officials was actually taken. When I had moved the adjournment motion originally, the

Minister of Health had assured us that action will be taken, that an enquiry has been instituted and it was only two days ago, perhaps in apprehension of the fact that the Committee was going to bring to the public notice this long and extra-ordinary neglect of minimum punitive action that one official concerned has been finally given notice. but even that is not satisfactory, one would like to obtain further details and I think that the newly constituted Senate after the 21st of March, Mr. Chairman, as the Committee will recommend in its report and does so that the subject is so vast, the Trascicor tablets episode was just a tip of the iceberg, that the House might wish to continue this Committee. I conclude, Mr. Chairman, with pointing out that we have made some very basic and substantive recommendations on de-controlling the prices of non-essential medicines, on applying a progressive import curtailment of imported medicines in order to stimulate the development of our local pharmaceutical industry. We have recommended a tax holiday for three years for the pharmaceutical industry and we have recommended that various other fiscal incentives be given so that the local pharmaceutical industry develops this capability and above all the status of the pharmacists

for the first time has been gone into an extreme depth and we have given a number of recommendations for public and private sector, aspects of the health sector and we hope that the Senate continues to monitor and ensure the implementation of these recommendations. and not just allow this report to become another document. I would like to conclude by thanking the members of the committee Prof. Khurshid Ahmed, Mr. Mohammad Ali Khan, Mr. Hussain Bakhsh Bungulzai and Abdul Majid Kazi for their invaluable guidance and support which has been a pleasure and an honour to serve as the Chairman of this committee.

Thank you Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Thank you very much Javed Jabbar Sahib. We appreciate the efforts that you have put in.

Mr. Chairman

Before I part with this matter there is one important thing that I would like to bring to the notice of the House. The House through various committees has submitted many many recommendations to the Government. I know it is not the right of this House that the recommendations have to be implemented but I think it is the right of the House that these recommendations should be properly considered and there should be a considered response to the recommendations of the House. Now, I do not think so far it is the duty of the Government Assurances Committee to deal with this matter but I think the Government Assurance Committee, may be, I should take up this task of determining what is the progress on the consideration of the recommendations of various committee and it should not just go in the shelf and be forgotten. The recommendations ought to be considered by the Government and then whatever response the Government gives, whether they accept it, they do not accept it and reject it, that is upto the Government but I think it is the right of the House and in the public interest that the recommendation made by various committees are appropriately considered.

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں آپ کی اجازت سے یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ اس کمیٹی نے تقریباً چار سال کام کیا ہے اور محترم جاوید جبار صاحب کی صدارت میں یہ ایک pioneering experience تھا جس میں ایک ایسے سیکٹر کے بارے میں جس کا تعلق انسانوں کی زندگیوں سے ہے ہمیں تجربہ ہوا کہ کس carelessness کے ساتھ، کس بے اعتنائی کے ساتھ حکومت اور اس کی مختلف ایجنسیاں ان تمام معاملات کو ڈیل کر رہی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ بات آن ریکارڈ لاؤں کہ اس کمیٹی نے اور خصوصیت سے جو جاوید جبار کا اس میں contribution ہے ہم سب اس پر ان کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اور کمیٹی کی رپورٹ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے

کہ کمیٹی اس مسئلے کے اوپر گہرائی میں جا کر کے تقریباً سارے اہم پہلوؤں کو زیرِ غور لائی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ کمیٹی کے ایک رکن کی حیثیت سے جس نے ان کے شانہ بشانہ کام کیا ہے میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے یہ محسوس کیا کہ مسئلہ اتنا گھمبیر اور اتنا وسیع ہے اور ہمارے پاس وقت اور دوسرے constraints اتنے تھے کہ ابھی یہ کام مکمل نہیں ہوا ہم چاہتے تھے کہ کمیٹی اپنی رپورٹ آج ایوان میں ضرور لے آئے اور میں یہ بات بڑی خوشی سے کہتا ہوں کہ جو کچھ چیز آئی ہے وہ متفق علیہ ہے لیکن ساتھ ہی ہم سب کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ کام ابھی تشنہ ہے اور اس کام کو بھی زیادہ آگے مکمل کرنے کی ضرورت ہے اور دوسرے چند پالیسی کے پہلو ایسے ہیں جن کو ابھی اس رپورٹ میں مکمل کرنا ہے۔ اور اس پہلو سے اس کمیٹی نے بھی recommend کیا ہے اور میں یہ بات ریکارڈ پہ لانا چاہتا ہوں کہ اس کام پر ایک on going کام کی حیثیت سے اگر ایوان غور کرے۔ تو شاید زیادہ بہتر ہوگا۔ رہی آپ کی تجویز انشورنس کمیٹی والی، تو اس معاملے میں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی ہی عمدہ تجویز ہے اور آپ کو معلوم ہوگا کہ اس سے پہلے ٹیکسیشن کے مسئلے کے اوپر سینیٹ نے ایک غیر معمولی طور پر اہم دستاویز تیار کی لیکن وہ عملاً حکومت کی پالیسیوں سے مطابقت نہیں کر سکی اور اسے یہ اہمیت نہیں ملی کہ اس پر غور بھی کر یں، اسٹینڈنگ کمیٹی، جس نے بڑی تحقیق کر کے معاملات کو پیش کیا کاٹن کے سلسلے میں، ڈیفنس کے مختلف معاملات کے بارے میں سینٹ کی کمیٹیوں نے بڑا کام کیا ہے اس بات کی ضرورت ہے کہ کوئی نہ کوئی نظام بنایا جائے کہ ان کا follow up ہو سکے اور گورنمنٹ سے کوارڈینیشن ہو سکے، لیکن اگر آپ ایشورنسز کمیٹی کو یہ کام سونپیں گے تو میرا خیال یہ ہے کہ ہمیں رولز میں کچھ ترمیم کرنا پڑے گی۔ اس پر بھی آپ غور کر لیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔ جناب محمد علی خان صاحب

جناب محمد علی خان: جناب چیئرمین! جن خیالات کا اظہار برادر خورشید نے اس ایوان میں کیا میں اُن کا ہمنوا ہوں بڑی جانفشانی سے جاوید جبار صاحب نے

Mr. Muhammad Ali Khan

کمیٹی میں کام کیا اور بہت تحقیق کے بعد یہ رپورٹ انہوں نے مرتب کی۔ جناب والا! اس دوران ہمیں ایسی چیزوں کا علم ہوا جو اس سے قبل ہمارے تصوّر میں بھی نہیں آسکتی تھیں کہ بعض لوگ قوم کے ساتھ اور عوام کے ساتھ یعنی ان کی صحت کے ساتھ کیا کیا کھیل کھیل رہے ہیں۔ جناب والا! ایسی جگہوں پر بھی ہمیں جانا پڑا جہاں ہمیں اپنی جان کا بھی خطرہ تھا اور وہاں اُس علاقے میں کافی آفیسرز کے ساتھ نہ صرف بد کلامی بلکہ بدسلوکی بھی ہوئی۔

جناب والا! میں یہ ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ اگر جاوید جبار صاحب اس کمیٹی کے چیئرمین نہ ہوتے تو یہ کام ۵ سال میں بھی سرانجام نہ پا سکتا تھا۔ انہوں نے نہایت تحقیق سے اپنی رپورٹ مرتب کی ہے اور یہ ابھی مکمل نہیں ہوئی۔ لہٰذا جب نئی کمیٹی ۱۲ تاریخ کے بعد بنے گی، تو میری یہ رائے ہے کہ وہ کمیٹی اس پر دوبارہ غور کرے اور انہوں نے اس میں کوئی اضافے یا ردوبدل کرنے ہوں تو اس کے بعد پھر ایک مکمل رپورٹ تیار کرکے یہاں پیش ہو پھر اس پر انشاءاللہ بحث شروع ہو جائے گی۔

Mr. Javed Jabbar: The Committee operated for thiee, not for four years, I am grateful to my two distinguished colleagues for their generous comments.

Secondly Mr. Chairman, this was an unusual committee that did not confine its deliberations to committee rooms. It travelled over dusty and unmetalled roads, went to remote villages as well as into crowded towns.

And lastly Mr. Chairman, may I through your courtesy invite the attention of the honourable Minister for Finance to a very critical issue. It has been reported Mr. Chairman that the Government is considering at least a twenty five percent cut in various sectors in order to make the next financial budget a practical one. May one use this opportunity to request the Minister for Finance not to apply such a cut to the health sector because above all this sector cannot afford

a single percentage decline in its alloctions. Thank you, Mr. Chairman.

جناب چیئرمین: چوہدری صاحب اس تجویز پر آپ غور کر لیں کہ کس طرح ان سفارشات کو زیر غور لایا جا سکے۔ کیا رولز میں کوئی ترمیم کرنی ہے یا ویسے ہی کوئی ہدایات جاری کرنی ہیں۔

چوہدری امیر حسین: جناب ظاہراً تو یہی محسوس ہوتا ہے کہ رولز میں ترمیم کرنی پڑے گی میں اسے دیکھ لوں گا۔

Mr. Chairman: You can see me in my chamber and we can discuss this.

کہ رولز میں ترمیم کئے بغیر ہدایات کے ذریعے ہو سکے تو

I can issue directions also, I can do that. So that at least the reports are considered, that is all.

چوہدری امیر حسین: ٹھیک ہے جناب۔

Mr. Chairman: And then whatever the decisions Government takes, of course that is for the Government but whatever reports are issued by the Senate committees should be considered.

Ch. Amir Hussain: You mean recommendations be considered.

Mr. Chairman: Yes, they should be considered and decisions be taken.

کہ اس کو مانتے ہیں یا نہیں مانتے۔ یہ غلط ہے یا صحیح ہے اس سے بہتر تجویز یہ ہے مقصد یہی ہے کہ حکومت ان چیزوں کو زیر غور لائے اس کے لئے آپ مجھے مل لیں۔

So, that we can do something.

جی جناب بنگلزئی صاحب۔

میر حسین بخش بنگلزئی : جناب چیئرمین! اس رپورٹ پر میرے معزز colleagues نے جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے وہ روز روشن کی طرح عیاں ہے مگر جاوید جبار صاحب نے اب جو تجویز پیش کی ہے میں اس کی پرزور حمایت کرتا ہوں تاکہ آنے والے بجٹ میں پچیس فی صد کٹوتی کے صحت پر لگنے کا جو خدشہ ہے وہ دور ہو سکے یہ ہماری تجویز ہے۔

جناب چیئرمین : ویسے تو تعلیم کے بجٹ پر بھی کٹوتی نہیں ہونی چاہیئے۔ سینٹ کے بجٹ پر بھی نہیں ہونی چاہیئے۔

Now, we come to the next item of the agenda i.e. item No. 3. Sartaj Aziz Sahib.

THE BANKS (NATIONALIZATION) (AMENDMENT) BILL, 1991.

Mr. Sartaj Aziz: Mr. Chairman, I beg to move that the Bill further to amend the Banks (Nationalization) Act, 1974 [The Banks (Nationalization) (Amendment) Bill, 1991], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

جناب چیئرمین : اب اس پر کیا کرنا ہے جی؟ کیا کوئی صاحب اس کو oppose کرتے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد : opposed ٹیکنیکلی اسے اپوز کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ اس پر کوئی بات کرنی ہے۔

جناب جاوید جبار : اس پر کچھ تاثرات ہیں۔

جناب چیئرمین : پھر اسے لمبا نہ کریں

Because I think there is some urgency in this.

پروفیسر خورشید احمد : ہم لمبا نہیں کریں گے - جناب والا ! میں بہت اختصار کے ساتھ دو باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کوئی اچھی روایات قائم نہیں کر رہے ہیں کہ ایک ہی ایکٹ میں ترمیم کرنے کے لئے ایک ہی ایوان میں ایک ہی دن دو مختلف ترامیم لا رہے ہیں - یہ چیز مجھے نظر آ رہی ہے۔ Banks (Nationalization) Act, 1974 کے سلسلے میں بھی اور یہ چیز مجھے نظر آ رہی ہے اس سے آگے چل کر Parliament and Provincial Assemblies Disqualification for Membership (Amendment) Bill کے سلسلے میں بھی ۔ حکومت کو سوچ سمجھ کر کام کرنا چاہیئے اور یہ impression بھی دینا چاہیئے کہ وہ سوچ سمجھ کر کام کر رہی ہے ۔ جس طریقے سے جناب والا ! آپ جانتے ہیں کہ صرف انصاف کرنا ہی کافی نہیں بلکہ ایسا ہونا چاہیئے کہ justice should seem to be done اسی طریقے سے حکومت کے معاملات میں لوگوں کو یہ اعتماد ہونا چاہیئے کہ وہ تمام ضروری مسائل پر غور کر کے قانون سازی کر رہی ہے ۔ کیسی عجیب بات ہے کہ ایک مسئلہ پر آج آپ ایک آرڈیننس لائے ، پھر کل دوسرا لائے ، پھر تیسرا لائے پھر جو آرڈیننس آئے اس میں ایک ترمیم آپ نے کی اور حد یہ ہے کہ اب legislation آپ کر رہے ہیں اور لیجسلیشن کے معنی یہ ہیں کہ ایک قانون آئے گا اس پر پہلے ایوان کی سلیکٹ کمیٹی یا سپیشل کمیٹی غور کرے گی ۔ پھر ایوان اس پر غور کرے گا ۔ پھر اس کی تین readings ہوں گی ۔ اسے پھر ایوان پاس کر کے دوسرے ایوان کو pass on کرے گا ۔ پھر دوسرا ایوان بھی اگر اس معاملے میں ضرورت محسوس کرے گا تو اسے اپنی کمیٹی کے سپرد کر سکتا ہے یا ڈائریکٹ اس پر غور کر سکتا ہے ۔ تو یہ سارا پراسس اس لئے ہوتا ہے کہ اچھی طرح غور کر کے کام کیا جائے ۔ لیکن ہمیں نظر آ رہا ہے کہ ایک قانون میں دو ترامیم کی جا رہی ہیں لیکن اس کے لئے اسی ایوان میں اسی سیشن میں پہلی ترمیم بھی آ رہی ہے اور پھر دوسری ترمیم بھی آ رہی ہے ۔ اسی طریقے سے اگلے قانون کے بارے میں بھی پہلی ترمیم اور پھر دوسری ترمیم ۔ حالانکہ ان کو consolidate کیا جا سکتا

Prof. Khurshid Ahmed

تھا اور ایک ہی ترمیم کے ذریعے ایک ہی قانون کو amend کر سکتے ہیں۔ جناب والا! پروسیجر کے اعتبار سے میں اپنا اختلاف ریکارڈ کرتا ہوں اور حکومت کو متوجہ کرتا ہوں کہ اسے اس کام کو زیادہ ذمہ داری سے زیادہ محنت سے زیادہ سلیقے سے اور جو آداب ہیں قانون سازی کے انہیں ملحوظ رکھتے ہوئے کرنا چاہیئے۔

دوسری بات جناب والا! جہاں تک اس کے substance کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو دونوں ترامیم آ رہی ہیں بہت ضروری ہیں اور اس پہلو سے میں اس کا خیر مقدم کرتا ہوں کہ ملک میں جس انداز میں بینکوں کو نیشنلائز کیا گیا تھا اور پھر جس طرح وہ وزارت مال کی باندی اور نوکرانی بن گئی تھیں اور پھر ان resources کو جس طرح ماضی میں misuse کیا گیا mainly چند کیسز کے بارے میں یا تقرریوں اور ٹرانسفرز کے بارے میں اور بدقسمتی سے گزشتہ دو سالوں میں تو کوئی حد باقی نہ رہی۔ ان تمام باتوں کے بعد اس بات کی شدید ضرورت تھی کہ ایک طرف ان بینکوں کو وزارت مال کے ڈائریکٹ کنٹرول سے نکالا جائے اور دوسری طرف ایک خاص ترتیب سے بینکوں کو de-nationalize کیا جائے de-nationalize کرنے کے معنیٰ یہ نہیں ہیں کہ ان کا احتساب نہ ہو۔ ڈی نیشنلائزیشن کے معنیٰ یہ نہیں ہیں کہ ان پر مالی کنٹرول نہ ہو۔ ڈی نیشنلائزیشن کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ان کے ملازمین کو ایکسپلائٹرز کے ہاتھوں میں چھوڑ دیا جائے۔ ڈی نیشنلائزیشن کا معنیٰ یہ ہے کہ بینک واقعی بینکوں کی طرح operate کریں۔ سٹیٹ بینک ان کا اصل نگران ہو اور قانون کے تحت ان پر احتساب ہو اور جن چیزوں کو عوام یا پارلیمنٹ کے سامنے آنا چاہیئے وہ بحث کے لئے یہاں سامنے آئیں۔ لیکن وزارت مال کے جائنٹ اور ڈپٹی سیکرٹری اور ایڈیشنل سیکرٹریوں کو اجارہ داری حاصل نہ ہو کہ وہ جس کی چاہیں تقرری کرائیں جسے چاہیں نکلوائیں۔ جسے چاہیں قرضے دلوائیں۔ جو قرضہ چاہیں معاف کروائیں۔ یہ چیزیں ختم ہونی چاہئیں اور بینکوں کو پروفیشنل اداروں کی طرح کام کرنے دینا چاہیئے۔ اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں کہ آنے والی دونوں ترامیم مفید ہیں۔ ہم ان

کی حمایت کرتے ہیں لیکن ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ حکومت کو اس بارے میں متنبہ کریں کہ de-nationalization کو frustrate کرنے کے لئے مختلف لابیاں کام کر رہی ہیں اور آپ کو اس معاملے میں ایک مضبوط مؤقف اختیار کرنا ہوگا اور دوسری طرف قوم کو اعتماد میں لینا ہوگا۔ یہ بڑا نازک معاملہ ہے۔ ہر معاملے میں جو فیصلے کریں، قوم کو اعتماد میں لیں اور دلائل سے ان کو قائل کریں۔ اس طرح آپ کا دامن بھی پاک رہے گا اور ملک کی بھی بڑی خدمت ہوگی کہ ہم بنکنگ کو دوبارہ پروفیشنل اور ملک کی حقیقی معاشی ضروریات پوری کرنے کا اہل بنا سکیں گے۔

اس کے علاوہ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جو بھی سکیم آپ بنائیں اس میں دو چیزوں کی built in ضمانت ہونی چاہیئے۔ ایک یہ کہ favouritism نہ ہو۔ ہم ڈی نیشنلائزیشن اس لئے کر رہے ہیں کہ favouritism کا خاتمہ ہو۔ لیکن اگر کوئی انگلی اٹھانے کا موقعہ مل گیا تو یہ بڑا غلط ہوگا۔ اور دوسری چیز یہ کہ بنک کے سٹاف یعنی ملازمین کو اعتماد میں لیجیے اگر آپ کے پاس زیادہ سٹاف ہے اور آپ کو سٹاف کم کرنا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ قوم اتنی باشعور ہے کہ اگر آپ اس کو اعتماد میں لیں اور ان کے لئے مناسب نظام بنائیں کہ اس طرح ہم آپ کو دوسرے مقام پر absorb کریں گے لیکن ان اداروں کو آپ بہتر بنائیں تو وہ آپ سے تعاون کریں گے، آپ کی مخالفت نہیں کریں گے۔ لیکن اگر آپ نے آنکھیں بند کر کے یہ کام کیا اور ان کے مطالبات اور ان کے حساس معاملات سے آپ نے صرف نظر کیا تو اس سے مسائل پیدا ہوں گے۔ de- nationalization وقت کی ضرورت ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان اداروں کا پروفیشنل تحفظ، ان پر سینٹرل بنک کے احتسابی نظام کی موجودگی اور ان کے سٹاف کو کسی قسم کے ظلم، ناانصافی، بیروزگاری یا exploitation یا discriminate کا ہدف نہ بننے دیا جائے۔

ان ضمانتوں کے ساتھ آپ یہ کام کیجئے تو قوم آپ کے ساتھ ہے۔ یہ ایوان آپ کی تائید کرے گا اور یہ جو بات کہی جا رہی ہے کہ ایسے کام بالعموم Orders and

Prof. Khurshid Ahmed

Ordinances کے ذریعے ہوتے ہیں ۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ کام ایوان میں پاس کئے گئے قوانین کے ذریعے ہوں تاکہ ہم بھی ان کی تمام تفصیلات پر غور کر کے اپنی رائے دے سکیں اور قوم کو بھی ہم پر اعتماد ہو سکے کہ پوری بحث کے بعد، پوری گفتگو کے بعد اور قومی مفاد کو سامنے رکھ کر یہ تمام کے تمام اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ ان الفاظ کے ساتھ جناب والا! اپنے ان احتجاجی نکات کو نوٹ کراتے ہوئے سمجھتا ہوں کہ یہ بل جو وزیر مال نے پیش کیا ہے ایک مفید چیز ہے اور اسے جلد سے جلد پاس کرنا چاہیئے۔ شکریہ!

جناب چیئرمین: جی عباس شاہ صاحب۔

سید عباس شاہ: جناب والا! پروفیسر خورشید احمد صاحب نے جو نکات خاص طور پر قانون سازی کے متعلق اٹھائے ہیں ان کے متعلق عرض کروں گا۔ آج کل پریس میں بھی یہ چیز آرہی ہے اور قوم بھی محسوس کر رہی ہے کہ پچھلے دور میں قانون سازی نہیں ہو رہی تھی اور اس بار ہم بہت تیزی سے بڑھ رہے ہیں یقیناً دونوں ایوانوں کو وقت دیا جائے اور زیادہ سے زیادہ ممبران کو قانون سازی میں شامل کیا جائے، کیونکہ قانون سازی جمہوریت میں اس طرح ہوتی ہے کہ جو قوم کے منتخب نمائندے ہیں وہ اپنی رائے اس میں شامل کر سکیں تاکہ وہ ملک اور عوام کے فائدے کے لئے ہو نہ کہ ان کے لئے مشکلات پیدا کرے۔ چونکہ پروفیسر صاحب نے اس مسئلے پر بڑی تفصیل کے ساتھ بات کی ہے میں ان کے ساتھ اپنی رائے شامل کرتے ہوئے یہ کہتا ہوں کہ ہمیں اس پر اپنی رائے کے اظہار کا موقع دیا جائے اس وقت جو بل پیش ہوا ہے اس کی اپنی ایک افادیت ہے اور جس طرح ہماری آئی جے آئی کی حکومت نے اور وزیر اعظم صاحب نے قوم سے وعدہ کیا ہے اور ان کی کل رات والی تقریر میں بھی یہ ذکر تھا کہ حکومت جو ہوتی ہے وہ کاروبار چلانے کے لئے نہیں بلکہ ملک کے مفاد میں کام کرنے کے لئے ہوتی ہے نہ کہ صنعتیں کارخانے یا بنکوں کو چلانے کے لئے قائم ہوتی ہے۔ اس پروسیس کو آگے بڑھانے

کے لئے ہم چاہتے ہیں کہ یہ بل جو صحیح طور پر اور بہت بڑی افادیت کا بل ہے اس کو ہم سوچ سمجھ کر پاس کریں ۔ جب سے یہ بل قومی اسمبلی میں آیا ہے یقیناً کافی ممبران سینیٹ نے اس کو پڑھا ہے اور اس کے متعلق سوچا بھی ہے میں اس سلسلے میں ایک دو پوائنٹ خاص طور پر سرتاج عزیز صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ میں اس بل کو اسی حالت میں پاس کرنے کے حق میں ہوں لیکن کچھ تحفظات ہم مانگتے ہیں جس میں amendment of Section 4 ہے جو انہوں نے ۱۹۷۴ کے ایکٹ میں کی ہے ۔ اس میں الفاظ لکھے ہیں کہ

> "to permit the establishment of a bank subject to such terms and conditions as may be specified in such order".

اب terms and conditions naturally government طے کرے گی اور اس کو سامنے لائے گی لیکن اس ایوان میں میں اپنی اس رائے کو ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ بنکوں کی یہ ٹرم اور موجودہ بنکنگ سسٹم کے تحت ہمارے چھوٹے صوبے اور چھوٹے علاقے جو پسماندہ ہیں جہاں صرف سرکل آفس قائم ہیں وہ بنک گورنمنٹ سیکٹر میں بھی ہیں اور پرائیویٹ سیکٹر میں بھی ہیں وہ ان کو وہ protection نہیں دے رہے ہیں جو ہم مانگ رہے ہیں protection آج صوبہ سرحد اور بلوچستان کے figures میرے پاس available ہیں اگر ایک سو روپیہ یہاں حبیب بنک میں deposit ہوتا ہے تو وہ سارا ہیڈ آفس کو ٹرانسفر ہو جاتا ہے اور صوبہ سرحد میں اس کی صرف ۹ فیصد سرمایہ کاری ہوتی ہے اور ۹۱ فیصد کراچی کے ہیڈ آفس میں مختلف اداروں میں سرمایہ کاری ہوتی ہے اور اسی طرح نیشنل بنک کا جو ریکارڈ ہے اس کے مطابق اس کی چار فیصد سرمایہ کاری صوبہ سرحد میں ہو رہی ہے اور باقی ہیڈ آفس میں۔ اسی طرح جو دوسرے بنک ہیں مثلاً یونائیٹڈ بنک کی ساڑھے تین فیصد مقامی سرمایہ کاری ہے کم از کم ان چھوٹے صوبوں کے لئے ۴۰ فیصد سرمایہ کاری کی protection ملنی چاہیئے اور اگر بنک اس ڈیپازٹ کو اوپر ٹرانسفر کرنا چاہتے ہیں

Syed Abbas Shah

اور یہاں پر investors نہیں مل رہے ہیں تو وہ سٹیٹ بنک کو ایک جرمانہ ادا کرنا چاہیئے جیسے کہ جب وہ اپنی limit کو cross کرتے ہیں اس کو وہ bursting of limit کہتے ہیں اس پر وہ جرمانہ pay کرتے ہیں اور پھر اپنے clients کو وہ پیسے دیتے ہیں تو یہ restriction, protection ہمارے چھوٹے صوبوں کے لئے اس nationalization کے بل میں ہونی چاہیئے ہمارے چھوٹے صوبوں کو protection کی بہت زیادہ ضرورت ہے کیونکہ ہم محسوس کر رہے ہیں ہم develop اس لئے نہیں ہو سکتے کہ bankers کی ایک عادت ہوتی ہے کہ وہ safe investor کو ڈھونڈتا ہے اور اس طرح جہاں پر ان کے Head offices ہیں ایک vicious circle بن جاتا ہے۔ کسی شہر یا کسی صوبے کی میں بات نہیں کر رہا ہوں یہ ایک vicious circle ہے اس کو legislation سے یا سٹیٹ بنک کے special order سے کنٹرول کیا جائے اور یہ مواقع اگر آپ چھوٹے صوبوں کو نہ دیں گے تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ جتنی یہ پالیسیاں rural industrialization کی بنیں گی ان کی کوئی افادیت نہیں ہوگی اور جیسے کہ پچھلی پالیسیاں فیل ہوتی رہیں یہ بھی فیل ہوتی جائیں گی۔ ان الفاظ میں اپنی گزارشات ختم کرتا ہوں اور اس بل کے حق میں ہوں کہ اس کو آج اور اسی وقت پاس کیا جائے کیونکہ یہ قوم کی ضرورت ہے۔

Mr. Chairman: Mr. Javed. Jabbar.

Mr. Javed Jabbar: Mr. Chairman, I oppose the moving of this Bill for reasons in addition to those that have been very well articulated by my two colleagues here. The past 16 years in Pakistan and the experience of working with nationalized banks - the changes in the economy, the changes in the country as a whole warrant a new evaluation of the role of financial institutions and of new banks proposed to be established. Whereas this Bill simply seeks to amend an existing law which in my view is a negative legislation instead of approaching a subject that deserves a comprehensive approach with a new mechanism and a new

Mr. Javed Jabbar

These are the reasons why one opposes this Bill. One would recommend that the government should not act in haste. Wait till the Senate is reconstituted and refer the matter to the Committee. So that even if the National Assembly has adopted this and we well know in what circumstances the Assembly has been operating. The Opposition has justifiably or not justifiably boycotted the session. The media have been full of reports where quorum has barely been present in the House. How can the Upper House of Parliament simply because the National Assembly has passed a law accepts the sanctity of this document? We do not find any comprehensive debate having taken place in the Lower House of Parliament, leave alone in the Upper House and simply in order to bulldoze us through this process let us not do such injustice to legislation. Let us be patient and in the month of March or April with a reconstituted Senate do have justice to this vital issue. Thank you.

Mr. Chairman: Hasan A. Shaikh Sahib.

Mr. Hasan A. Shaikh: Mr. Chairman, I am saying straightaway, I am not opposing it. But I think the Government should give an explanation. Before the Banking Nationalization Act, the banks existed in Pakistan - when the banks were established in Pakistan, there were laws, there were regulations, there were other statutory enactments, which prevailed at that time, why did the Government not terms and conditions as may be specified in such order." This exercise will be given to bureaucracy. Bureaucracy will then decide as to what are going to be the terms and conditions of the establishment of these banks? There were banks in Pakistan. Nationalization of banks did not take place suddenly. As far as de-nationalization of banks is concerned, only a bank that was de-nationalized was the Muslim Commercial Bank. It was disposed of by auction and within 10 minutes of the letter of intent being handed

framework and which will take care of institutional requirements over the next ten years. All this Bill seeks to do is to go back on a crutch to an Act that was enacted in 1973 and simply by deleting one or two sentences enables the creation of new banks in the country; when the creation of new banks in the country comes under new social imperatives that may not have existed at the time when this particular Act was formulated and adopted by the Houses of parliament. What is required is to take the Parliamentary Committees into confidence which in this case has not been done! Simply because the legislative year is; ending two days from now, we are being asked in one single sitting to take care of fragmented legislation. This fragmented negative approach to legislation is not conducive to proper institution building and I also specifically Mr. Chairman, invite your attention to this phrase where an amendment to Section 4 of this particular Bill in Sub-clause (2) it says:

> "to permit the establishment of a bank subject to such terms and conditions as may be specified in such order."

Now, with this kind of statement once the government wants to arrogate to itself exclusive discretionary authority to determine what are the right terms and conditions. Whereas these very terms and conditions should be processed through parliament. Parliamentary Committees must first formulate those terms and conditions, then bring them to the Houses so that the government is restricted in its discretionary authority to award or to punish any person who may be bidding for the opportunity to establish a private bank. In fact, you are well aware of an instance where an attempt has been made to de-nationalize one of the first such attempts and immediately there has been great public concern at the equity and fairness of this procedure which is just one illustration of the need for a new comprehensive law rather than this fragmented approach to legislation.

to the party who had purchased it, the party who purchased it admitted that he was convicted of fraud. He himself admitted this. Then again that matter had gone to the High Court of Karachi. The Karachi High Court had passed an order of stay. The employees of the Bank had gone in the High Court at Lahore where the matter is being agitated which shows that all this was done is not giving much thought as to what are the consequences. I am not prepared to argue on the merits of those two cases. But I do think that the steps should have been taken to finalize the matter on the day the auction takes place rather than ask the bidders, whether they were prepared to raise their bid. Everybody was allowed to bid, but except the bidder who had the highest bid there was no other bid. May be, the government was justified but I do not think that the government should have kept their reserved price, secret in their lock and key without taking the public into confidence or representatives of the public into confidence namely the Senate and the National Assembly. They should have done that at least. I am sorry that I have to criticise this but I do think that there is no time at this moment but later this honourable Minister should come with a consolidated amendment or consolidated Act in respect of establishment of new banks. Thank you.

جناب چیئرمین : فصیح اقبال صاحب۔

سید فصیح اقبال : جناب چیئرمین صاحب! محترم پروفیسر خورشید صاحب، جاوید جبار صاحب اور اپنے حسن شیخ صاحب کی باتیں بڑی مدلل تھیں۔ جہاں تک جاوید جبار صاحب نے اس پر اظہار خیال کیا بڑا مدلل کیا جو کچھ سیاسی بھی تھا۔ سیاسی مسئلے پر میں ان سے اتفاق نہیں کرتا نیشنل اسمبلی اور اس مسئلے پر اخبارات نے لکھا۔ سوال یہ ہے کہ یہ بل جو ہے اس کے آپ نکات دیکھیں بل اس وقت قوم کی ضرورتوں کے مطابق ہے لیکن مسئلہ صرف یہ ہے کہ جیسے شاہ صاحب نے کہا میں اپنے کو چھوٹا صوبہ نہیں کہتا میں اپنے کو بڑا صوبہ بلوچستان کہتا ہوں اور سب سے richer صوبہ ہمارا ہے اس کے ساتھ جو

بیس مہینے زیادتی ہوتی رہی ہے ۔۔۔۔

جناب چیئرمین : اب آپ کوٹہ نہیں مانگیں گے

سید فصیح اقبال : کوٹہ آپ دیتے نہیں ہیں جب چھوٹے کو کوٹہ نہیں دیتے تو بڑے کو کیا دیں گے ۔ میں عرض کر رہا ہوں اور میں آپ کی توجہ دلاتا ہوں کہ ۲۰ ماہ میں جس طرح انہوں نے وہاں نظام قائم کیا تھا بورڈ آف ڈائریکٹرز کا صوبائی چیفس کا عالم یہ تھا ان کو وہاں پر چیئر اسی رکھنے کی پاور نہیں تھی ۔ سارا کام ہیڈ آفس میں سنٹرلائزڈ تھا ۔ مجھے اس بل میں وزیر خزانہ صاحب سے جو نہایت ہی ذہین اور زیرک ہیں گارنٹی چاہیئے کہ بلوچستان کا جو کوٹہ ساڑھے تین فیصد بنتا تھا وہ دیں ہم نے ہمیشہ ان سے کہا کہ وہاں ہمارے ایک فیصد بھی ملازمین نہیں ہیں ۔ اب ڈی نیشنلائز کے بعد تو ہمیں کوئی رکھے گا بھی نہیں ۔ اس لئے جو دفاتر ہیں اب تو وہ ان سیٹھوں کے ساتھ رہیں گے لہٰذا جہاں تک سٹیٹ بنک اور بنکنگ کونسل کے قانون کا تعلق ہے ۔ چاروں صوبوں کے ملازمین کو یہ تحفظ دیا جائے کہ جو لوگ اس وقت وہاں ملازم ہیں ان کا تحفظ ہونا چاہیئے اور terms and conditions پارلیمنٹ کی کمیٹیوں میں ضرور پیش کریں کیونکہ بیوروکریسی کے بے لگام گھوڑے کو قابو کیا جا سکے ۔ میں ان کے ساتھ ہوں میں ان کا بڑا قدر دان ہوں کیونکہ انہوں نے تحریک پاکستان میں حصہ لیا ہے لیکن جب یہ ۲۵ سیکرٹریوں میں گھر جاتے ہیں تو بہر حال انسان ہیں یہ باتیں تو ان کی ہی مانیں گے جن کے ماحول میں رہتے ہیں کم از کم ہمیں تو ہاؤس میں یہ یقین دلائیں ۔ اس کمیٹی میں منتخب نمائندے بھی ہوں گے تاکہ یہ بل پاس ہو اور اس سے ملک میں flow of economy ہو تمام صوبوں میں ترقی ہو ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بل قوم کی عین ضرورت کے تحت ہے ۔

لیکن جہاں تک ملازمین کے تحفظ کی ضرورت کا تعلق ہے ہمارا فرض ہے کہ ان کا تحفظ ہو ۔ ان کے ساتھ کوئی زیادتی نہ ہو اور یہ سیٹھوں والا عمل نہ ہو بلکہ ایک پروفیشن کے ساتھ ہو اور حکومت اور سٹیٹ بنک کا یہ کام ہے کہ ہر بنک کے اوپر پوری نظر رکھے اور ہمارے حقوق کا خیال رکھا جائے

ہمارے

بنک ملازمین کے کوٹے کا جو بنک لاگ ہے اس کے سلسلے میں ہاؤس میں اس کمیٹی کو یقین دلائیں اور میں ان کی یقین دہانی کا خیر مقدم کروں گا۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ ویسے یہ قانون ڈی نیشنلائزیشن کے بارے میں نہیں ہے یہ نئے بنک بنانے کے بارے میں ہے۔

Dr. Bisharat Elahi: Thank you Mr. Chairman.,

Sir, I fully agree with the apprehensions that have been expressed by my other colleagues over here and in particular about what Mr. Javed Jabbar has said and which was followed by Mr. Hasan A. Shaikh. I do not see any reason why everything should be done in a hurry. I have at all forums pleaded time and again that one is ought to make very judicious and calculative decision and I hope that the government do realize and they do not want to use the Houses to get legislation to empower themselves or the bureaucracy to do things which they otherwise cannot do. And as everybody has very rightly pointed out that the terms and conditions of such a subject as specified in such an order they should be more specific or there should be provision for induction of parliamentary party when these rules and regulations are formulated. I do feel that this is a piece of legislation which is required but at the same time I have my reservations that it is not a comprehensive legislation.

جناب چیئرمین: جناب جہانگیر شاہ جوگیزئی صاحب۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: ہر قانون کے پیچھے ایک سوچ ہوتی ہے اور ایک مدعا ہوتا ہے نیشنلائزیشن کی وجہ سے ملک میں ترقی رک گئی۔ سفارشی زیادہ ہو گئے مگر بنک کا جو مقصد ہے کہ سرکولیشن بڑھے اس طرح سے کی جائے کہ ہر جگہ پر اس سرکولیشن سے فائدہ اٹھایا جائے اس کا مدعا یہ ہونا چاہیئے۔ جب یہ نیشنلائزیشن ہوا تو اس کے خراب اثرات یا اس کی افادیت یا ڈی نیشنلائزیشن کے لئے یا

Nawabzada Jehanfir Shah Jogezai

privatization کے لئے ایک بڑی comprehensive body ہونی چاہیئے تھی جو
اس کے for and against سب چیزوں کو اس ہاؤس میں لاتے اس پر
باقاعدہ سیر حاصل بحث ہوتی، ان کی اچھائی اور برائی سب دکھائی جاتی، اس کی افادیت
اور اس کے مضر اثرات اب تک نہیں بتائے گئے۔ اسی سلسلے میں، میں ویلفیئر سٹیٹ
بل لایا تھا اس میں یہ چیز وضاحت سے کہی گئی تھی کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کا
کام ماسوائے اس کے کہ وہ لوگوں کے تحفظ کا ذمہ لے اور ملک کا تحفظ کرے کے
ڈیفنس کا کام کرے۔ باقی تمام جتنے بھی تجارتی وسائل ہیں وہ لوگوں کے ہاتھ میں ہونے
چاہئیں مگر اس کی ریگولیشن کے لئے اس کے استعمال کے لئے بنک قانون کی ضرورت
ہے تاکہ ۔۔۔۔۔

POINT OF ORDER RE: BOYCOTT OF THE PROCEEDINGS BY THE PRESS.

پروفیسر خورشید احمد: پوائنٹ آف آرڈر، جناب چیئرمین! میرے علم میں یہ بات
ابھی لائی گئی کہ پریس گیلری پارلیمانی کمیٹی کراچی میں صحافیوں پر تشدد کے خلاف شدید
احتجاج کر رہی ہے۔ کراچی میں دو روز پہلے "تکبیر" پر حملہ کیا گیا اور پھر اس کے
ڈپٹی ایڈیٹر سرور جمال کے گھر پہ حملہ کیا گیا۔ اتوار کو "دی نیوز" کے رپورٹر ظفر عباس
کے گھر پر حملہ کر کے ان کے بھائی کو شدید زخمی کیا گیا۔ یہ تشدد کے واقعات پر
احتجاج کرتے ہوئے علامتی واک آؤٹ کر رہے ہیں جس طرح ایوان میں علامتی
واک آؤٹ کا نوٹس لیا کرتے ہیں۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ ہمیں ان کے
اس احتجاج پر انہیں join کرنا چاہیئے۔ کوئی بھی صحافی ہو صحافت کا تحفظ اس
حکومت کی ذمہ داری ہے، اس ایوان کی ذمہ داری ہے اور پریس گیلری کے ساتھیوں
نے جس پریشانی کا اظہار کیا ہے ہم اس پر تشویش کا اظہار کرتے ہیں، ان کے ساتھ
share کرتے ہیں on record لانا چاہتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں، کہ وہ علامتی واک
آؤٹ کا راستہ اختیار نہ کریں کیونکہ ہم ان کی آواز بن کر پوری قوم کے سامنے جاتے
ہیں اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ جس جس صحافی کے ساتھ زیادتی ہوئی

اس کو تحفظ دیا جائے اور جن لوگوں نے یہ کام کیا ہے، ان کے خلاف قرار واقعی کارروائی کی جائے۔

جناب چیئرمین: محمد علی خان ہوتی صاحب۔

جناب محمد علی خان: ابھی جو معاملہ ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے ہم سمجھتے ہیں کہ صحافیوں کے ساتھ یہ واقعہ بہت قابل حقارت اور قابل نفرت ہے۔ اس میں ہم سب اپنے صحافی بھائیوں کا ساتھ دیتے ہیں اور انہیں یہ تسلی دینا چاہتے ہیں کہ ہم ان کے خلاف ہونے والے ہر ظلم پر یہاں آواز اٹھائیں گے اور یہ آواز ہم اپنی پارٹی کے وزراء جو یہاں بیٹھے ہیں ان کے ذریعے حکومت تک پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ ان صحافیوں کی خدمت میں آپ کی وساطت سے عرض ہے کہ وہ اپنی علامتی واک آؤٹ یا علامتی احتجاج نہ کریں۔ جو بھی ان کو مشکلات درپیش ہیں ان سے ہم آگاہ ہو گئے ہیں اور ہماری کوشش ہوگی اور خواہش ہے کہ ایسی چیز آئیندہ نہ ہونے پائے۔ شکریہ!

جناب چیئرمین: شکریہ! سید فصیح اقبال صاحب،

سید فصیح اقبال: پروفیسر خورشید صاحب اور لیڈر آف دی ہاؤس نے صحافیوں پر ہونے والے واقعہ کا نوٹس لیا ہے لیکن جہاں تک حکومت کا تعلق ہے اس کے بارے میں عرض کرتا ہوں کہ پاکستان میں پریس کے ساتھ ایک عرصہ سے، چار پانچ سال سے، جب سے جمہوری حکومتیں برسر اقتدار آئی ہیں نازیبا سلوک ہوتا رہا ہے۔ رپورٹرز پر حملے ہوئے ہیں۔ اخبارات کو آزادانہ طور پر کام کرنے کا موقع نہیں ملا ہے۔ اس ہاؤس میں کئی قراردادیں پاس ہوئی ہیں جن میں حکومت وقت کو ہمیشہ یہ بتایا گیا ہے کہ کم از کم صحافیوں کے سلسلے میں مناسب تدابیر اختیار کریں مگر افسوس ہے کہ ہماری حکومت کے دور میں بھی آج سے پانچ چھ ماہ پہلے دو تین واقعات پیش آئے، جن کا نوٹس لیا گیا مگر بروقت کوئی اقدام نہیں اٹھایا گیا۔ آج اس کا یہی نتیجہ نکلا ہے کہ مختلف پارٹیاں، کچھ گروہ، کچھ عناصر ایسے

Syed Faseih Iqbal

ہیں جو پریس پر تشدد کرنا چاہتے ہیں تاکہ ایک خاص مؤقف کے تحت اخبارات چلیں۔ میں ایسے تمام واقعات کی مذمت کرتا ہوں۔ میں اس مسئلہ کو بحیثیت چیئرمین انفارمیشن کمیٹی اپنی کمیٹی میں بھی زیر بحث لاؤں گا لیکن میں ہاؤس کے ذریعے آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ وزارت داخلہ جس کا یہ کام ہے کہ ملک میں امن وامان قائم رکھے، وہ اس سلسلے میں قدم اٹھائے۔ ابھی جیسے رسالہ "تکبیر" کے سلسلہ میں جو واقعہ پیش آیا ہے کہ کچھ عناصر نے بندوق کی نوک پر تمام اسٹالوں سے اس کے پرچے اٹھا لئے۔ جہاں تک عباس صاحب کا تعلق ہے وہ پارٹ ٹائم میں بی بی سی کے نمائندہ کے طور پر بھی کام کرتے ہیں۔ آپ اندازہ کیجئے کہ اس طرح سے بین الاقوامی طور پر بھی ہماری پریس کی ساکھ کو نقصان پہنچے گا جبکہ پاکستان میں پریس بالکل آزاد ہے۔ لہٰذا میں آپ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ آپ ہماری حکومت کو ہماری رائے سے آگاہ کریں اور حکومت وقت کے کسی بھی وزیر صاحب کو چاہیئے کہ وہ یقین دہانی کرائے کہ اس مسئلہ کا نوٹس لیا جائے گا تاکہ ہمارے بھائی جو علامتی واک آؤٹ کر گئے ہیں وہ واپس تشریف لے آئیں۔ جہاں تک اراکین اور ہاؤس کا تعلق ہے ہم مکمل طور پر ان کے ساتھ ہیں:

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحبہ۔

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی: پروفیسر صاحب نے جو پوائنٹ اٹھایا ہے، میں اس میں ان کے پوری طرح ساتھ ہوں اور اس واقعہ کی پوری طرح مذمت کرتی ہوں۔ حکومت وقت سے یہ درخواست کرتی ہوں کہ خدا کے واسطے ایسے واقعات روکنے کی کوشش کریں کیونکہ پچھلی حکومت میں ہم یہی باتیں دیکھتے تھے کہ مختلف اخبارات پر حملے ہوتے تھے۔ لیکن اگر آج اس حکومت کے ہوتے ہوئے بھی یہ بات ہو رہی ہے تو شاید باہر ہم کسی سے اس معاملے میں بات بھی نہ کر سکیں گے۔ میں اپنے اخباری بھائیوں سے درخواست کرتی ہوں کہ وہ اپنا علامتی واک آؤٹ ختم کر کے واپس گیلری میں آجائیں۔ انشاء اللہ بات چیت سے معاملہ حل ہو جائے گا اور

یہ سینیٹ پوری طرح سے ان کا ساتھ دیتی رہے گی۔

جناب چیئرمین: قاضی حسین احمد صاحب۔

قاضی حسین احمد: یہ بڑا افسوس ناک واقعہ ہے۔ لیکن اس کے ساتھ میں اخباری نمائندوں اور حکومت سے بھی کہتا ہوں کہ جو لوگ اس واقعہ کے ذمہ دار ہیں ان کو expose کرنے کی جرأت پیدا کریں۔ ان کا نام لیں۔ یہ کوئی ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔یہ مرکزی حکومت میں شامل ہیں اور صوبائی حکومت میں بھی شامل ہیں اور انہوں نے کراچی اور حیدرآباد میں ایک ایسی فضا بنائی ہوئی ہے کہ جس میں کوئی شریف آدمی اپنے گھر میں محفوظ نہیں اور اس کے باوجود وہاں ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے کہ بہت زیادہ یہاں امن و امان ہو گیا ہے۔ صحافی برادری کا بھی یہ فرض ہے اور حکومت کا بھی ہے، سینیٹ اور قومی اسمبلی کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ ان عناصر کو کریں اور پھر ان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کریں۔ ابھی انہوں نے کراچی میں چھ آدمیوں کو قتل کیا ہے اور یہ تمام کام لوگوں کے سامنے ہو رہے ہیں اور لوگ ان کا نام لینے کی جرأت نہیں کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: جاوید جبار صاحب۔

Mr. Javed Jabbar: Mr. Chairman, I would associate myself completely with the views expressed but I would also propose that one or two of us for instance the Chairman of the Senate Committee on Information and I volunteer to go and request the members of the press gallery to return to the House.

جناب چیئرمین: فصیح صاحب میرے خیال میں بڑی اچھی اور مناسب تجویز ہے۔جی نبی بخش زہری صاحب آپ ارشاد فرمائیں۔

میر نبی بخش زہری: ابھی جو واقعہ پریس کے متعلق زیر بحث آیا جو کہ کراچی میں ہوا ہے یہ بڑا افسوس ناک واقعہ ہے۔ اس کے متعلق میں اتنا ضرور عرض کروں گا کہ یہ سلسلہ آج سے نہیں ہے بلکہ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پچھلی حکومت میں ایسے واقعات کے متعلق، اسی ہاؤس میں اسی پلیٹ فارم پہ معزز

Mir Nabi Bakhsh Zehri

اراکین نے یہ بات کی تھی۔ ہم سمجھتے تھے کہ اب ہماری جو نئی گورنمنٹ ہے یہ اصلاحی انداز سے سابقہ دور سے سبق حاصل کر کے ان سے بہتر انداز میں سلوک کرے گی اور ملکی مفاد میں بہتر کام کرے گی۔ اب آپ کے سامنے یہ مسئلہ پیش ہوا ہے کہ پریس کے ساتھ یہ ہوا ہے۔ بیرونی پریس ہو یا ملکی پریس ہو ان کی اپنی ایک آزادانہ حیثیت ہے مگر مجھے کہنا پڑتا ہے کہ صرف آزادانہ حیثیت کہا ہی جاتا ہے اور ہر حکومت جو برسر اقتدار آتی ہے، یہی کہتی ہے۔ صرف یہی حکومت ہی نہیں کہہ رہی ہے مگر ان کو ہدایت یہ ہوتی ہے کہ آپ نے کس کا بیان چھاپنا ہے اور کس انداز میں چھاپنا ہے اور کس انداز میں نہیں چھاپنا ہے۔ مجھے یہ دکھ ہوتا ہے کہ آج پورا سینٹ ان کے حق میں بات کر رہا ہے، اسی طرح نیشنل اسمبلی کے اراکین کے بھی یہی خیالات ہیں مگر پریس کو جب اشتہارات ملتے ہیں اور گورنمنٹ کی زبانی ہدایات ملتی ہیں تو وہ ہر چیف منسٹر اور مرکزی حکومت کے لوگوں کے بیانات چھاپتے اور ہمیں بھول جاتے ہیں، ہماری آواز کو بھول جاتے ہیں۔ پھر ہمیں ہی وہ تنگ کرتے ہیں اور جس کی آواز اور بیان حکومت چاہتی ہے وہی اخبار میں آتی ہے۔ ان کے قلم سے یہ نہیں ہوتا کہ جو صحیح بات ہے اور جو صحیح بیان ہے وہ لکھیں۔ اس طرح اب جبکہ یہ ثابت ہوگیا ہے کہ ہم ان کے لئے اس لئے بات کرتے ہیں تو شاید پریس ہم سے خوش ہو جائے اور ہمارے بیانات چھاپے۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ جو بیانات حکومت دیتی ہے، وہی بیانات اخبارات میں آتے ہیں اور دیگر لوگوں کے بیانات خوف کی وجہ سے سرکاری اشتہارات کی وجہ سے یا دوستی کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے نہیں چھاپ سکتے۔ اس لئے میں آپ کی وساطت سے کہنا چاہتا ہوں کہ پریس برادری بھی اپنے آپ کو اس انداز میں پیش کرے کہ جو ہم پارلیمنٹ کے اراکین، سیاستدان جائز نکتہ چینی کرتے ہیں وہ اخبارات میں دیں کیونکہ وہ جائز نکتہ چینی بھی اخبارات میں نہیں چھاپتے۔

جناب والا! ایک بات مجھے اور عرض کرنا ہے۔ ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ کراچی میں مرچنٹ بلڈنگ جو کہ کلفٹن میں ہے۔ اس کے تھرڈ فلور پر مسٹر سولجر کو جیل بھیج دیا گیا ہے۔ اس پر دونوں طرف سے فائر کئے گئے۔ یہ ان کا بیان ہے۔

ایک جلوس نے تھرڈ فلور پر آکر ان کی بیوی اور بچّوں کی بے عزتی کی، ان کی لڑکی کی بے عزتی کی گئی ہے، ان کے بچّوں کی بے عزتی کی گئی۔ اب یہ حکومت کا کام ہے کہ ایسا نہ ہو۔

اب جناب پولیس نے کیا کیا کہ دیر تک ٹیلی فون کا ریسیور آف کر دیا اور کافی عرصہ تک ٹیلی فون نہیں اٹھایا۔ اس لئے میں آپ سے کہتا ہوں کہ امن وامان کے لئے حکومت کو کام کرنا چاہیئے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ قاضی لطیف صاحب۔

قاضی عبداللطیف: میں جناب دو تین باتیں عرض کروں گا۔

جناب چیئرمین: جی، مختصراً بات کریں کہ اس پر کافی بحث ہو چکی ہے۔

قاضی عبداللطیف: جناب چیئرمین! بس میں دو چار باتیں عرض کروں گا۔

جناب چیئرمین: جی مختصر کریں مگر بل پر۔

قاضی عبداللطیف: زیادہ وقت میں نہیں لوں گا۔ پریس کا فریضہ بڑا تلخ اور مشکل ترین ہوتا ہے۔ ہر کوئی یہی چاہتا ہے کہ وہ میری ترجمانی کرے اور اسی بنیاد پر وہ ہمیشہ کبھی کسی کا، کبھی کسی کا وہ شکار ہوتے ہیں اور پھر اُن پر تشدد اور زیادتی کی جاتی ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: پریس والے حضرات واپس آ گئے ہیں ہم اُن کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

قاضی عبداللطیف: یقینی بات ہے تو میں عرض کر رہا ہوں کہ اُن کا فریضہ بڑا تلخ ہے۔

؎ زاہد تنگ نظر نے مجھے کافر جانا　　　اور کافر یہ سمجھتا ہے کہ مسلمان ہوں میں

وہ اگر کسی کے خلاف لکھتے ہیں تو وہ اُن کا ایک فریضہ ہوتا ہے تاکہ ملک کے اندر امن اور صحیح حالات و واقعات ہوں۔ پریس قوم و ملک کا ترجمان ہوتا ہے۔ بہر حال ہماری ہمدردیاں اُن کے ساتھ ہیں۔

جناب چیئرمین۔ میرا خیال ہے بل پر بحث دوبارہ شروع کی جائے۔

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی! پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب اس وقت ایک سینٹ کے ممبر پریس گیلری میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی ان کو یہ اجازت ہے کہ پریس والے اندر نہیں آ سکتے یہ باہر جا سکتے ہیں .....

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! آپ کو ایک خوشخبری سناتا ہوں کہ ہم نے اپنے صحافی بھائیوں کے ساتھ بات کی اور وہ واپس آگئے ہیں اور انشاءاللہ یہ ایوان پوری طرح اُن تمام چیزوں کا نوٹس لے گا۔

جناب چیئرمین: اب بل پر جی دوبارہ بحث شروع کی جاتی ہے۔ نواب صاحب بہت مختصر جی بہت مختصر.. ..

حافظ حسین احمد: پوائنٹ آف آرڈر جناب چیئرمین! میرے خیال میں جی request کا بٹن دبانے کے بعد اور کھڑے ہونے کے بعد ایک پوائنٹ آف آرڈر پر ہی بات کی جاسکتی ہے۔ میرا نکتہ اعتراض یہ ہے کہ یہاں یہ بات قاضی صاحب نے کی کہ وہ بھی حکومت میں شامل ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ کہیں یہ گھر کا تو مسئلہ نہیں ہے کہ حکومت میں جو شامل افراد ہیں انہوں نے یہ کیا۔ اس کی وضاحت کی جائے اور اگر وزیر صاحب ....

جناب چیئرمین: یہ نکتہ اعتراض نہیں بنتا۔ یہ آپ کا آپس کا معاملہ ہے ان سے بات کرلیں۔

حافظ حسین احمد: نہیں ہمارا نہیں ہے یہ حکومت کا آپس کا معاملہ ہے۔ وہ بھی آئی جے آئی میں ہیں اور وہ بھی حکومت میں ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ جی اپنا ہی معاملہ ہے یہ ہاؤس کا مسئلہ نہیں ہے جی نواب صاحب۔

Discussion on the Banks (Nationalization) (Amendment) Bill 1991.

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: معافی چاہتا ہوں میں جیسے کہتا ہوں کہ حکومت کا کام ہے لوگوں کو تحفظ دینے کا، چاہے وہ پریس ہو یا کوئی بھی ہو۔ ہر مقامی اور غیر مقامی کے تحفظ کی ذمہ داری حکومت کی ہوتی ہے۔ میرے بل ویلفیئر سٹیٹ کا مقصد ہی یہ تھا کہ حکومت اپنا فرض ادا کرے، باقی لوگوں پر چھوڑ دے۔ اب یہاں پر ہم ایک طرف پرائیویٹ بنک کھولنے کا کہتے ہیں اور دوسری طرف حکومت کی دخل اندازی چاہتے ہیں نیز حکومت تحفظ کا یقین بھی دلائے۔ میری

سوچ یہ ہے کہ حکومت کا اس میں کوئی عمل دخل نہ ہو بلکہ ہم لوگوں کے تحفظ کے لئے قانون سازی کریں اور عدالتیں اس کو تحفظ دے سکیں لہٰذا ویسی قانون سازی کی جائے۔ لوگوں اور ورکروں کو تحفظ دیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی حافظ صاحب مختصراً بل پر بات کریں کیونکہ وقت کم رہ گیا ہے۔

حافظ حسین احمد: جی میں تو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: وہ بھی کر لیں۔

THE BANKS (NATIONALIZATION) (AMENDMENT) BILL, 1991 - PASSED

حافظ حسین احمد: نہیں اب تو میں اس بل پر بات کروں گا، بات کی گئی ہے نئے بنک بنانے کی، میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے جتنے پرانے بنک بنے ہیں۔۔ ان کے طریقۂ کار کو بہتر بنایا جائے۔ یہاں بات نیشنلائزیشن اور ڈی نیشنلائزیشن کی ہوتی ہے لیکن افسوس کے ساتھ پوچھنا پڑتا ہے کہ وزیر خزانہ نے اس بل میں اسلامائیزیشن کی بھی بات کی ہے؛ اگر اس ملک میں سودی نظام چلتا رہے گا تو ہمارے بنکوں میں چاہیے وہ قومی ملکیت میں ہوں، یا نجی ملکیت میں ہوں سود کا نظام جاری رہے گا اور ہم برملا یہاں کہتے ہیں کہ اس ایوان میں ہم نے قانون سازی کی ہے میں پوچھنا چاہتا ہوں کیا ایک اور یا دس اور بنک بنا کر کروڑوں غریبوں کا مال لے کر بنکوں کے ذریعے صرف چند خاندانوں کو قرضے کے طور پر مراعات دے دی جائیں گی لیکن اس میں کیا آپ کوئی سودی نظام کے خاتمے کے لئے بھی قانون سازی کریں گے آپ کے سامنے سعودی عرب ایران ایسے ممالک ہیں ان کی مثال موجود ہے۔ ایک گزارش یہ بھی ہے کہ جنرل ضیاءالحق کے دور میں مولانا ظفر احمد انصاری نے غیر سودی کاروبار کے بارے میں جو رپورٹ پیش کی تھی اور اسی کے ساتھ ساتھ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات ۱۹۶۲ء کے بعد سے اب تک دفاتر کے دفاتر بھرے پڑے ہیں اور اس میں غیر سودی بنکاری کے بارے میں تجاویز موجود ہیں۔ تو میں یہی گزارش کروں گا کہ وزیر خزانہ صاحب اس کے بارے میں بھی وضاحت کریں کہ چار ماہ گزرنے کے بعد کیا اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت

Hafiz Hussain Ahmed

غیر سودی بنکاری کے لئے قانون سازی کا ارادہ رکھتی ہے یا محض نیشنلائزڈ بنکوں کو ڈی نیشنلائزیشن کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ اس کی طرف جانے کی بجائے آپ اسلامائیزیشن کی طرف لے جائیں۔

سید فصیح اقبال: جناب میں ایوان کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ صحافیوں سے بات کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جناب وزیر داخلہ، ان کی ایسوسی ایشن کے (سی پی این اے) اور مجھ پر مشتمل ایک مستقل کمیٹی بنائی جائے گی جو کہ پورے ملک میں ایسے واقعات کا نوٹس لے گی اور کراچی والے واقعہ کے لئے اگر کراچی بھی جانا پڑا تو کراچی بھی جائے گی۔ میں کل تک وزیر داخلہ کا انتظار کروں گا ہاؤس میں اسی کمیٹی کی تشکیل کا اعلان ہو تاکہ اس علامتی واک آؤٹ کا ایک مسئلہ حل ہو جائے۔ ورنہ جب یہاں بات ہو گی۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: جی جب مسئلہ آئے گا تو دیکھ لیں گے قواعد کے مطابق ہوگا۔۔

سید فصیح اقبال: بحیثیت چیئرمین میں نے ایک تجویز دے دی ہے۔۔۔۔

جناب چیئرمین: تجویز آپ کی ٹھیک ہے لیکن جب وقت آئے گا تو قواعد کے مطابق دیکھیں گے کہ یہ کمیٹی بن سکتی ہے یا نہیں یہ اس وقت دیکھا جائے گا۔ جی بہرہ ور سعید صاحب۔

اخوندزادہ بہرہ ور سعید: اس ہاؤس میں بڑے بڑے جابر اور اچھے دوست ہیں جو کسی کو موقع نہیں دیتے کہ کوئی اور بھی معروضات پیش کر سکے۔ دو مرتبہ، تین مرتبہ، دس مرتبہ، بیس مرتبہ اُٹھتے ہیں چلیں ٹھیک ہے ان کی مرضی ہے۔ پریس والوں کے متعلق میں نے سوال اٹھایا تھا ہمیں سب سے ہمدردی ہے مگر اس کو اس تک موڑنا کہ کراچی اور حیدر آباد میں ایک خاص عنصر کام کر رہا ہے یہ فرقہ واریت کا مسئلہ ہے اس کو چھوڑ دیئے۔ یہ پریس والوں کے مؤقف کو صحیح نہیں سمجھا جا سکتا اس پر توجہ نہ دی جائے۔ بہرحال ہمیں ان سے ہمدردی ہے۔ جناب میں اب صرف اس ایکٹ میں ترمیم کے اوپر بات کروں گا۔ میں آپ کی توجہ statement of objects and reasons کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

"The Bill seems to amend Section 4 of Banks Nationalization Act, 1974, so as to enable the Federal Government to grant permission for establishment of banks in the private sector."

میری نظر میں یہ جو objects and reasons ہیں بالکل اس پالیسی کو contradict کرتی ہیں جس کے متعلق یہ حکومت شور یا پروپیگنڈہ کر رہی ہے کہ اب ڈی نیشنلائزیشن ہو۔ ایک طرف وہ نیشنلائزیشن کو ختم کر کے اس کو پرائیویٹائزیشن کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں اور دوسری طرف وہ گورنمنٹ کنٹرول بھی قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ اس کا مطلب میں نہیں سمجھا یہ تو ایک ڈبل پالیسی ہو گئی۔ اس کا کیا مقصد ہے کیا گورنمنٹ کے ہاتھ میں اس چیز سے وہ طاقت دینا چاہتے ہیں کہ حکومت جس پارٹی کو چاہئے جس مالدار شخص کو چاہے، جس شارک کو چاہے اس کو تو وہ اجازت دے یا ایک گروپ کو تو اجازت دے کہ وہ بنک بنائیں اور صاف بات ہے کہ وہ کراچی میں ہوگا، وہ لاہور اور دوسرے بڑے بڑے شہروں میں ہوگا۔ فرنٹیئر اور بلوچستان میں تو اس کا نام بھی نہ ہوگا۔ دیر میں ہو تو اچھا ہے لیکن دیر میں نہیں ہوگا۔ شیخ صاحب! جناب میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ایک پالیسی ہونی چاہیئے۔ ان بنکوں کی terms & conditions تو وہی ہوں گی۔ سیکرٹریٹ میں یہ ہمارے استاد بیٹھے ہوئے ہیں وہ جو terms & conditions چاہیں گے، اس کے مطابق وہ کریں گے۔ جو بینک والے آگے بڑھیں گے۔ ان کا آپس میں لین دین ہوگا۔ وہ دروازہ تو پھر کھل گیا۔ یہ دروازہ پھر corruption کے لئے کھل گیا کہ terms & conditions کیا ہوں۔ انہیں کون بنائے۔ پھر اس کے لئے دروازہ کھل گیا کہ کس پارٹی کو اجازت دی جائے کہ وہ بنک بنائے۔ بجائے اس کے کہ یہ گورنمنٹ کے کنٹرول میں جائے اس قانون میں ایک ترمیم باقاعدہ ہو جائے اور ان رولز کے مطابق ان نئے بینکوں کو کنٹرول کرے۔ بجائے اس کے کہ ایک پارٹی یا ایک گروپ کے یا ہمارے جو بڑے بڑے تیتر بیٹھے ہوئے ہیں وہ کریں۔ جناب اس کے جو رولز بنیں وہ پارلیمنٹ میں پیش کئے جائیں تاکہ ہم اس پر بحث کریں کہ اس رول میں کیا trick ہے یا اس رول میں کتنا خلوص ہے۔ جناب یہ جو طریقہ شروع ہوا ہوا ہے اس سے بنکوں کے ملازمین میں ابتری پھیلی ہوئی ہے ان کو بڑی فکر ہو گئی ہے۔ ایک سال کے بعد یا چھ مہینے کی گارنٹی دینے کے بعد جسے چاہیں وہ نکال دیں ان کی مرضی ہے جسے چاہیں بھرتی کریں۔ اس سے افراتفری پیدا ہوگی اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا

اس لئے بہتر یہ ہے کہ اس پر ذرا سوچ کر قانون سازی کی جائے اسے گورنمنٹ کے تحت نہ لائیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ عبدالقیوم صاحب جی۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) عبدالقیوم خان: جناب چیئرمین! مجھے بل کے ساتھ تو اتفاق ہے لیکن جس طرح یہ بل ہمارے ایوانوں میں لائے جاتے ہیں اس سے اتفاق نہیں ہے اس سے پہلے ایک دفعہ یہ مسئلہ اٹھایا گیا تھا کہ جب قومی اسمبلی کے اجلاس کے ہونے میں دو دن باقی ہوتے ہیں تو آرڈیننسوں کے ذریعے قانون سازی شروع ہو جاتی ہے۔ یہ ایک آئینی سہولت ہے مگر اسے ایک اصول بنا لینا جائز نہیں ہے اس کے لئے حکومت کے ساتھ کوئی رعایت نہیں ہو سکتی۔ اس facility کو جو ایمرجنسی میں یا بہت ہی خطرناک حالات میں ordinance promulgate کرنے کے اختیار کی ہے اس کو abuse نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ مسئلہ پچھلی دفعہ اس ایوان میں لایا گیا لیکن جناب والا! آپ نے اسے درخور اعتنا نہیں سمجھا اور آپ نے آئین کے الفاظ کی آڑ لے کر اسے rule out کر دیا۔ لیکن ابھی بسم اللہ ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ ان آرڈیننسوں کے ذریعے قانون سازی کے کیا کیا مضمرات ہمارے سامنے آ رہے ہیں اب یہی بنکنگ کی de-nationalization کا آرڈیننس ہے۔ اس پر عمل شروع ہوتا ہے، لوگ عدالتوں میں جاتے ہیں۔ جونہی لوگ عدالتوں میں جاتے ہیں آپ کو دوبارہ ترمیمی آرڈیننس جاری کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس کے بعد آپ قومی اسمبلی میں آتے ہیں اور جب معاملہ بالا عدالتوں کے سامنے پیش ہوتا ہے تو ہم ان میں ترامیم شروع کر دیتے ہیں۔ پھر یہ آرڈیننس اس ایوان میں لائے جاتے ہیں کہ انہیں پاس کرو۔ اس سے لوگوں کا اعتبار اٹھ جاتا ہے کہ یہ ایوان وہ مقاصد پورے نہیں کر رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت جب کوئی قانون لائے اس وقت تفصیلی غور و خوض کے بعد اس قانون کو پاس کیا جائے۔ وہ سمجھتے ہیں حکومت جو چاہتی ہے آرڈیننس کے ذریعے قانون بنا کر اس پر عملدرآمد شروع کر دیتی ہے۔ پھر مشکلات سامنے آتی ہیں تو آرڈیننس کے ذریعے ان میں ترمیم کر کے ان ایوانوں سے ربڑ سٹیمپ لگوا لیتی ہے یہ حکومت کے اپنے مفاد میں نہیں ہے۔ میں اپنے مفاد کی بات نہیں کرتا ہوں کیونکہ اس سے بڑا غلط تاثر ملتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ قانون سازی میں مجھے گلہ رہا ہے۔ میں نے آج تک کبھی کہا نہیں ہے۔ یہاں نوکری بنانے کا مسئلہ ہے۔ اب اسی ترمیمی بل میں statement of objects and reasons کو آپ دیکھیں۔ یہ وزارت خزانہ سے آیا ہے۔ اس سے مجھے کیا سمجھ آئے گی کہ وزارت کو ایسا کرنے کی کیوں ضرورت پڑی ہے۔ جو ترمیم کلاز (۲) میں تجویز کی گئی ہے (اے) اور (بی) میں وہی نیچے statement of objects and reasons میں دیا ہوا ہے اور آخر پہ کہا گیا ہے کہ

I think, this is no statement of objects and reasons. I am convinced about it that the Minister himself has not read it and if he had read it he would not have understood what it means. We should take law making very seriously and the Senate will have to dispell this impression that it is a rubber stamp.

To that extent I would oppose this law making through ordinances but as the Bill has come from the National Assembly, I support the Bill. Thank you very much.

<u>جناب چیئرمین</u>: اور تو کوئی صاحب کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ کھوسہ صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

<u>میر سہراب خاں کھوسو</u>: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب جس طرح یہ افراتفری میں قانون سازی ہو رہی ہے۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی ہے۔ پچھلی حکومت اس پوزیشن میں نہیں تھی کہ وہ قانون سازی کر سکے۔ لیکن یہاں حکومت کی اکثریت ہے ہمیں کوئی موقع ہی نہیں دیا جا رہا کہ ہم اس پر غور کریں، اسے پڑھیں اور جس طرح de-nationalization ہو رہی ہے وہ بھی بقول پروفیسر خورشید صاحب ترتیب سے

کی جائے۔اس طرح کے اداروں سے ہم بیزار ہو چکے ہیں۔ یہ ادارے مسلسل کئی سالوں سے حکومت کے پاس رہے اس وقت بھی یہ بوجھ بنے ہوئے تھے اب یہ بوجھ اتنا بڑھ چکا ہے کہ ہم جلدی جلدی اس کو de-nationalize کر رہے ہیں۔ایک ترتیب ہونی چاہیے۔جس طرح حسو اے شیخ صاحب نے فرمایا،مسلم کمرشل بنک کے بارے میں کہ کسی نے بولی کم لگائی اور کسی نے زیادہ لگائی اور کم والے کی منظور کر لی گئی اور وہ دوسری پارٹی ہائی کورٹ میں چلی گئی۔اس طرح کمیشن وصول کرنا ہمارے خون میں رچ بس گیا ہے اور شکوک وشبہات پیدا ہو رہے ہیں کہ پرائیویٹ سیکٹر میں ہم جو کارخانے دیئے جا رہے ہیں ان سے بھی ہم شاید کچھ کمیشن وصول کریں گے۔اب بنکوں کو ایک دم de-nationalize کرنا بھی صحیح نہیں ہے۔ایک ایک کر کے بینکوں کو de-nationalize کرنا چاہیئے۔ اور کم از کم حبیب بنک اور نیشنل بنک کو کبھی بھی نہیں کرنا چاہیئے۔نیشنل بینک تو ہمیشہ سے حکومت کے پاس رہا ہے۔اس طرح پرائیویٹ بنکنگ کی حوصلہ افزائی کی جائے۔شکریہ جناب

<u>جناب چیئرمین</u>: شکریہ جی۔جی جناب وزیر خزانہ صاحب۔

<u>جناب سرتاج عزیز</u>: میں ان تمام ممبران کا مشکور ہوں جنہوں نے بحث میں حصہ لیا۔کافی تفصیل سے بحث ہوئی۔بعض نکات اس بل سے متعلق تھے۔ بعض اس سے زیادہ وسیع تر تھے جن کا تعلق قانون کی تشریح سے تھا یا overall policy issue سے تھا۔میں اس وقت بل کے حوالے سے ہونے والی باتوں کے بارے میں چند باتوں کی وضاحت کروں گا۔پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ بل اس پر کیوں آئے اور پہلے قانونی پوزیشن کیا تھی۔یہ صحیح ہے کہ پاکستان میں ایک بنکنگ آرڈیننس ۱۹۶۲ء موجود ہے جو تمام پرائیویٹ بینکس کو regulate کرتا تھا۔اس کے علاوہ سٹیٹ بنک آف پاکستان ایکٹ 1956 میں سٹیٹ بنک کی پاور جس میں بنکنگ کو وہ regulate کرے جو قانون قاعدے ہیں وہ سب موجود ہیں۔صرف ۱۹۷۴ء میں چونکہ گزشتہ حکومت نے Bank Nationalization Act پاس کیا تھا تو اس سے یہ ہوا تھا کہ

EXCLUSIVE RIGHT TO ESTABLISH BANK -- The Federal Government or a corporation wholly owned or controlled by the Federal Government shall have the excusive right to establish a bank.

چنانچہ اس سے وہ قوانین suspend ہو گئے اور بینکس نیشنلائزیشن ایکٹ کے ذریعے یہ پاور گورنمنٹ کو مل گئی۔ اب جب حکومت نے de-nationalization اور privatization کی پالیسی اختیار کی اور یہ ان کی پالیسی کا بہت اہم جزو ہے اگر آپ انڈسٹری سے کنٹرول ہٹا دیں اور پھر بھی اگر اسے قرضہ لینے کے لیے گورنمنٹ بنک کے پاس جانا پڑے تو گویا وہ de-nationalization مکمل نہیں ہوئی۔ یہ پالیسی حکومت نے شروع میں ہی (نومبر میں) اختیار کی تھی کہ پرائیویٹ سیکٹر میں بھی بنکوں کے قیام کی اجازت ہونی چاہیئے۔ اس سلسلے میں اس قانون میں ترمیم کی ضرورت تھی۔

Notwithstanding anything contained in this sub-section the Government may allow banks in the private sector.

تو اس ترمیم سے پرانا قانونی نظام یعنی بنکنگ کمپنیز آرڈیننس ۱۹۶۲ء اور سٹیٹ بنک کا نظام خود بخود عمل میں آگیا اور سٹیٹ بنک کو control exercise اختیار مل گیا اور Banking Companies Ordinance کے تحت ان بنکوں کی صحیح ورکنگ اور ان کے کنٹرول کے مختلف لوازمات پورے کئے جا سکیں گے یہ آرڈیننس ۱۵ دسمبر کو جاری کیا گیا تھا اور جو دوسرا بل آج ہمارے سامنے ہے، وہ ۲۷ جنوری کو جاری کیا گیا تھا۔ دوسرے بل کے آنے پر میں اس کی وضاحت کروں گا۔ اس کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ ایک ہے نئے بنک establish کرنے کا بل اور دوسرا ہے existing nationalized banks کو پرائیویٹ سیکٹر میں ٹرانسفر کرنے کا اس میں ترمیم پچھلے فنانس بل میں پچھلی حکومت نے کی تھی لیکن اس میں شیئر ٹرانسفر کرنے کی پرووِیژن موجود تھی، مینجمنٹ ٹرانسفر کرنے کی نہیں تھی تو وہ

Mr. Sartaj Aziz

lacuna جب پوائنٹ آؤٹ کیا گیا تو ۲۷ جنوری کو ایک اور آرڈیننس جاری کرنا پڑا۔ اور وہ دوسرا بل آج ہمارے سامنے ہے۔ اتفاق سے یہ آرڈیننس الگ الگ وقتوں میں جاری ہوئے لیکن یہ آج ایک ہی دفعہ ہمارے سامنے آئے ہیں سینیٹر قیوم صاحب نے جو بات کہی وہ بالکل صحیح ہے کہ جہاں تک ہو سکے قانون سازی کے قانونی طریق کار کے ذریعے ہونی چاہیئے، آرڈیننس کا ذریعہ کم سے کم استعمال ہونا چاہیئے لیکن اس سلسلے میں جیسا کہ آپ دیکھیں گے کہ ۱۵ دسمبر کو یہ پاس ہوا تھا اور آج ۱۸ مارچ ہے اور توقع یہی تھی کہ اشتہار دینے اور درخواستیں منگوانے کے عمل میں دو تین مہینے تو لگ جاتے ہیں اس لئے اس عمل کو legislation adopt کیا جاتا delay کرنے تک تو اس پالیسی کی implementation چار مہینے تک ہو جاتی۔

جہاں تک terms and conditions کا تعلق ہے اور جس طریقے سے یہ بنک establish کیا جائے گا اس سلسلے میں میں ایوان کی اطلاع کے لئے آپ کی وساطت سے یہ عرض کر دوں کہ حکومت نے پہلے ایک de-regulation committee بنائی تھی اور اس کے بعد ایک privatization commission بنایا اور وہ کمیشن جس نے terms & conditions طے کرنے ہیں اس کے چیئرمین سینیٹر سعید قادر ہیں اور دو قومی اسمبلی کے ممبر بھی اس کمیشن کے ممبر ہیں تو پہلی دفعہ حکومت نے ایسا کیا ہے کہ اس قسم کے oerpational کاموں میں پارلیمنٹ کے ممبران کو یہ ذمہ داری سونپی ہے ان کے ساتھ ایکسپرٹ ہیں جو یہ کام کر رہے ہیں اور اس میں یہی terms & conditions ہیں جیسا کہ بہرہ ور سعید صاحب نے کہا کہ جب de-nationalization ہے تو حکومت کیوں interfere کرتی ہے باقی business جو ہے دکان کوئی لگائے۔ کارخانہ لگائے اس کی اجازت نہیں لینا پڑتی لیکن بنک ایک ایسی چیز ہے جس میں لوگوں کا پیسہ آتا ہے اس میں ایک پارٹی کی جو ساکھ ہے جو اس کی صلاحیت ہے اس کو سامنے رکھنا پڑتا ہے امریکہ

جیسے آزاد ملک میں بھی Federal Reserve Board کی منظوری کے بغیر کوئی بنک نہیں بن سکتا اس میں آپ یہ شرط لگاتے ہیں کہ minimum capital کیا ہو اس کے Board of Directors کیسے ہوں management professional کیسی ہو تو یہ terms and conditions

آئین

اور سٹیٹ بنک کے

قواعد کے مطابق ہوں گی اس سلسلے میں ممبران سینیٹ اور ممبران قومی اسمبلی کو ان پالیسیوں کی de-nationalization اور privatization کے ساتھ associate کرنے میں اور ان کی رائے لینے پر مجھے بالکل پورا اتفاق ہے بلکہ ممبران سینیٹ کو یاد ہوگا کہ چند دن ہوئے ہماری پارٹی کے دونوں ایوانوں کے ممبروں کو ان تمام پالیسی مسائل پر تین دن تک بریفنگ دی گئی تاکہ ان کی رائے بھی اس میں شامل ہو لیکن جو respective committees ہیں ......

Mr. Javed Jabbar: Point of order Mr. Chairman. Sir, those briefing were confined only to the IJI Parliamentary party. It was not open to all members of the House. Will the Minister clarify whether the reports of the Privatization Commission and this other De-regulation Committee will be laid on the table of the House because until that happens we can not say what has been done by the parliamentarians.

جناب سرتاج عزیز: میرے خیال میں سینیٹ کی جو متعلقہ کمیٹیاں ہیں اس میں جو بریفنگ ہوگئی اس میں وہ پیش کی جا سکتی ہیں۔ اگر ضرورت پڑے تو ہاؤس میں بھی پیش کی جا سکتی ہیں ان میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: ویسے بھی جاوید جبار صاحب کے تعلقات آئی جے آئی والوں سے اچھے ہیں ان سے پوچھ لیں۔

جناب جاوید جبار: آئی جے آئی کے ساتھ آپ میرے تعلقات اچھے کروا

رہے ہیں ۔

جناب سرتاج عزیز: باقی جہاں تک de-nationalization process کا تعلق ہے اس بارے میں احتیاط کرنے کے لئے جو باتیں کی گئی ہیں ان سے میں پورا اتفاق کرتا ہوں اور مزدوروں کے حقوق کے تحفظ کا جہاں تک تعلق ہے اس سلسلے میں حکومت نے پہلے ہی جو پیکج بنایا ہے اس میں یہ بات شامل ہے کہ کوئی بنک کا ملازم بارہ مہینے تک برطرف نہیں کیا جائے گا جس کو اگر الگ کرنا پڑا تو اس کو golden hand shake دیا جائے گا جس کو رکھا جائے گا اس کی شرائط ملازمت deteriorate نہیں ہوں گی اس طرح کے جو تحفظات ہیں وہ ہماری de-nationalization کا ایک اہم حصہ ہیں اور جب بھی کوئی تجویز آتی ہے کسی انڈسٹری یا کسی بنک کو de-nationalize کرنے کے لیے ہمارا Privatization Commission اس کی طرف خاص توجہ دیتا ہے ۔

جہاں تک less developed area کی باتیں کی گئیں ہیں تو ہم نے نئے بنکوں کے قیام کے بارے میں جو terms and conditions رکھی ہیں ان میں یہ ایک شرط ہے کہ جو بنک establish ہوں گے ان (ایک یا ایک سے زیادہ بنکوں) کے ہیڈ کوارٹرز دیگر صوبائی صدر مقامات (کراچی سے ہٹ کر) کوئٹہ میں پشاور میں لاہور میں رکھے جائیں اور باقی شہروں میں بھی جہاں کوئی رکھنا چاہے اور سب کے سب کراچی میں نہیں ہوں گے dispersal ہوگا اس میں ۔ سینیٹر عباس شاہ کا پوائنٹ ہے کہ جس صوبے provinces میں روپے کی collection کی جاتی ہے وہیں سرمایہ کاری بھی ہو ۔ اس سلسلے میں وضاحت کرتا ہوں کہ ڈی ایف آئی اور بینکوں کے لوگوں سے میری میٹنگ ہو چکی ہے اس میں ہم نے ان کو خاص ہدایت کی ہے کہ وہ اپنا exposure کم ترقی یافتہ علاقوں میں بڑھائیں اور ان کا provincial deposit اور provincial lending کا جو ratio ہے اس کو improve کرنے کی کوشش کریں چنانچہ امید ہے کہ اس سے یہ کافی حد تک بہتر ہو جائے گا ۔ اس کے

علاوہ جو سوال اسلامائزیشن کا اٹھایا گیا ہے یہ ایک الگ عمل ہے اور اس پر جیسا کہ سینیٹر صاحب کو معلوم ہے مختلف طریقے سے مستقل کام ہو رہا ہے پچھلے عرصے میں جو leasing companies اور مضاربہ کمپنیاں ہیں اور اسلامی طرز کی مالیاتی کمپنیاں ہیں ان میں کافی پیش رفت ہوئی ہے اور ان کے transaction کا جو تناسب ہے جو اسلامی modes کے ذریعے ہو رہا ہے وہ بتدریج بڑھ رہے ہیں لیکن اس سلسلے میں مزید پیش رفت انشاءاللہ جاری رہے گی، ایک عمل کو شروع کرنے کے لئے یہ ایک enabling legislation ہے اس لئے امید ہے کہ ایوان اس کو اتفاق سے پاس کرے گا۔

Mr. Chairman: Now, I will put the motion before the House. It has been moved:

> That the Bill further to amend the Banks (Nationalization) Act, 1974 [The Banks (Nationalization) (Amendment) Bill, 1991], as passed by the National Assembly be taken into consideration.

(the motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is passed. Now, I will take the Bill clause by clause. The question is:

> that Clause 2 do forms para of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clause 2 forms part of the Bill. The question before the House is:-

> "that preamble, short title and Clause 1 do form part of the Bill".

(The Motion was carried)

Mr. Chairman: The preamble, short title and Clause 1 forms part of the Bill.

Mr. Sartaj Aziz: could you please read Item No. 4?

Mr. Sartaj Aziz: Mr. Chairman, I beg to move:-

A "that the Bill further to amend the Banks (Nationalization) Act, 1974 [The Banks (Nationalization) (Amendment) Bill, 1991], be passed."

Mr. Chairman: It has been moved:

A "that the Bill further to amend the Banks (Nationalization) Act, 1974 [The Banks (Nationalization) (Amendment) Bill, 1991], be passed."

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The Bill stands passed.
میرے خیال میں یہ آخری سیشن ہے اور اس کے بعد ہماری موجودہ سینیٹ کی شکل بدل جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس آخری سیشن کی صدارت کرنے کا اعزاز اور prorogue کرنے کا اعزاز سید فضل آغا صاحب کو ملنا چاہیئے تو ان سے میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ تشریف لائیں۔

Mr. Javed Jabbar: Mr. Chairman, you should also sit with us.

Mr. Chairman: I will leave the Chair for Mr. Fazal Agha so that he has the honour and pleasure and privilege of presiding over this august House.

[At this stage the Chair was vacated by the Chairman which was accepted by the Deputy Chairman (Syed Muhammad Fazal Agha)].

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی حسین بخش بنگلزئی۔

میر حسین بخش بنگلزئی: جناب والا! کیا آپ یہ ہمیں از راہ کرم بتا سکیں گے کہ آپ اس سیشن کو کس وقت تک چلانا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ ہاؤس پر اور آپ حضرات پر منحصر ہے کہ کب تک آپ بیٹھنا چاہیں گے۔

میر حسین بخش بنگلزئی: آپ نے جناب چیئرمین کیا ذہن بنایا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرے خیال میں یہ بزنس ختم کرنے کے بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہوگا جس وقت وہ ختم ہوتا ہے اس وقت تک چلائیں گے جیسے آپ حکم کریں ویسے کریں گے۔

Mr. Sartaj Aziz: Sir, I beg to move:

B "that the Bill further to amend the Banks (Nationalization) Act, 1974 [The Banks (Nationalization) (Second Amendment) Bill, 1991], as passed by the National Assembly, be taken into consideration."

Mr. Deputy Chairman: It has been moved:

B "that the Bil further to amend the Banks (Nationalization) Act, 1974 [The Banks (Nationalization) (Second Amendment) Bill, 1991], as passed by the National Assembly, be taken into consideration."

(the motion was carried)

Mr. Deputy Chairman: The motion is passed. Now, we take the Bill clause by clause.

The question before the House is:-

"that clause 2 do form part of the Bill."

(the motion was carried)

Mr. Deputy Chairman: Clause 12 forms part of the

Mr. Deputy Chairman

Bill. Now the question before the House is:-

"That the preamble, short title and clause 1 the do form part of the Bill."

(the motion was adopted)

Mr. Deputy Chairman: The preamble, short title and clause 1 form part of the Bill.

Mr. Sartaj Aziz, Item No. 6, please.

Mr. Sartaj Aziz: I beg to move:

A "that the Bill further to amend Banks (Nationalizaiton) Act, 1974 [The Banks (Nationalization) (Second Amendment) Bill, 1991], be passed."

Mr. Deputy Chairman: It has been moved:

A "that the Bill further to amend Banks (Nationalization) Act, 1974 [The Banks (Nationalization) (Second Amendment) Bill, 1991], be passed."

(the motion was adopted)

Mr. Deputy Chairman: The Bill stands passed.

Now, Item No.7, Ch. Amir Hussain.

Ch. Amir Hussain: Sir, I beg to move:

"that the Bill further to amend the Representation of the People Act, 1976 [The Representation of the People (Amendment) Bill, 1991], as passed by the

B National Assembly, be taken into consideration."

Mr. Deputy Chairman: It has been moved:

"that the Bill further to amend the Representation of the People Act, 1976 [The Representation of the People (Amendment) Bill, 1991], as passed by the National Assembly,
B be taken into consideration."

Mr. Javed Jabbar: Mr. Chairman, the Bill is opposed. You (Mr. Chairman) can then ask the Minister to explain and then you will give the opportunity to the person who is opposing it.

Mr. Deputy Chairman: Ch. Amir Hussain, you please read out the statement of objects and reasons.

Mr. Javed Jabbar: He does not need to read out the whole statement of objects and reasons.

Mr. Deputy Chairman: He (Ch. Amir Husain) will give an oral statement.

چوہدری امیر حسین: جیسا آپ حکم فرمائیں گے ہو گا تو ویسے ہی مگر جہاں تک میں سمجھتا ہوں جب اپوز کیا جاتا ہے تو جو صاحب اپوز کرتے ہیں پہلے ان کو موقع دیا جاتا ہے اور جو منسٹر انچارج یا ممبر انچارج ہوتا ہے اس کو بعد میں موقع دیا جاتا ہے۔ جس طرح آپ حکم فرمائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جاوید جبار صاحب آپ فرمائیں۔

قاضی عبداللطیف : میں بھی اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

سید عباس شاہ : ہم سب اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : آپ سب اس کی مخالفت کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس میں امنڈمنٹ لائیں گے۔

Mr. Javed Jabbar: Verbal amendments can also be given with the permission of the Chair.

(interruption)

Mr. Hasan A. Shaikh: The moment he moves a Bill and somebody says opposed, then somebody has to first say why he is moving the Bill. That is his job. He wants to avoid and give it to Mr. Javed Jabbar.

(*(interruption)*)

Mr. Hasan A. Shaikh: No. No. He (Ch. Amir Hussain) has to say first because he is moving the Bill.

Mr. Javed Jabbar: He (Ch. Amir Hussain) should first say a few words to explain the rationale for the Bill.

پروفیسر خورشید احمد : قواعد کے مطابق یہی بات صحیح ہے جو شیخ صاحب فرما رہے ہیں۔ جب کہہ دیا جائے کہ اپوز کر رہے ہیں۔ تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اب اس بل پر ڈسکشن ہوگی۔ اگر اپوز نہ کیا جائے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ

it will straight go to the second reading:

۔ دونوں میں یہ فرق ہے۔ اس صورت میں وزیر متعلقہ کو بیان دینا چاہیئے اگر وہ نہیں دینا چاہتے تو یہ بات دوسری ہے۔

چوہدری امیر حسین : جناب والا! میں بیان دینا چاہتا ہوں۔ میں اس لئے کہہ رہا تھا کہ جب اپوز ہوتا ہے تو میں ایک ہی دفعہ سٹیٹ منٹ دوں گا۔ اس کے بعد جن اصحاب نے اپوز کیا ہے وہ بیان دیں گے پھر مجھے جواب کا حق حاصل ہوگا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے آپ کو حق دے دیں گے۔

چوہدری امیر حسین: جناب اس میں کوئی disputed بات نہیں ہے میں صرف یہ کہتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ پہلے میں ایک دفعہ سٹیٹ منٹ دینے میں ہاؤس کا قیمتی وقت لوں اور فاضل ممبران کی تقاریر کے بعد ایک دفعہ پھر میں سٹیٹ منٹ دوں۔ اس لئے میں گزارش کر رہا تھا۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: چوہدری صاحب جب بھی کوئی بل آتا ہے تو statement of objects and reasons میں بتایا جاتا ہے کہ اس بل کے مقاصد کیا ہیں۔

چوہدری امیر حسین: وہ لکھا ہوتا ہے اب ٹھیک طرح لکھا جائیگا۔ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو بل میں نے پیش کیا ہے جس کی بنا پر ایکٹ میں ترامیم کی جارہی ہیں۔

..... All the amendments are very much beneficial, but the first amendment which we are making is that during the polling.

بعض اوقات کئی جگہوں پر کوئی mishap ہو جاتے تھے یا کوئی گڑبڑ ہو جاتی ہے اس کے مرتکب افراد کو سزا دینے کے لئے الیکشن لاء کے تحت یا اس ایکٹ کے تحت الیکشن کمیشن یا چیف الیکشن کمشنر کے پاس کوئی اختیار نہیں تھا۔ یہ اختیار ہونا چاہیئے تاکہ ان سرکاری ملازمین کو سزا دی جا سکے جو آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کرانے کے ذمہ دار ہونے کے باوجود ایسا کرنے میں ناکام رہے ہوں۔ پہلی ترمیم اس میں یہ کی گئی بلکہ ایک نئی دفعہ کا اضافہ کیا گیا کہ الیکشن کمیشن کو یہ اختیار دے دیا جائے تاکہ وہ سرکاری ملازمین

who are supposed to hold a free and fair election

اگر اس میں گڑبڑ کرتے ہیں تو ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جا سکے اس کے تحت وہ ان کو فوری طور پر معطل کر سکتے ہیں اور مجاز اتھارٹی کو بھی ان کے خلاف

الیکشن لینے کے لئے لکھ سکتے ہیں۔ایک تو یہ الیکشن کمیشن کے اختیارات میں اضافہ کیا گیا ہے حالانکہ جناب والا! جو برسر اقتدار حکومت ہوتی ہے اس کا دل چاہتا ہے کہ سب سے زیادہ اختیارات وہ اپنے پاس رکھے لیکن ہم نے الیکشن کو صحیح طور پر منعقد کرنے کے لئے الیکشن کمیشن کو اختیارات دیئے ہیں اور اپنے لئے اختیارات زیادہ لینے کی کوشش نہیں کی ۔اس لئے میں چاہتا ہوں کہ میرے دوست جب اس کی حمایت میں بولیں تو ذہن میں رکھیں کہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں جو قابل اعتراض ہو۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: قاضی حسین احمد پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

قاضی حسین احمد: میری گزارش یہ ہے کہ بل پر چونکہ کافی لوگوں نے اختلاف بھی کیا ہے اور یہ بہت اہمیت کا حامل بھی ہے جن لوگوں نے اختلاف کیا ہے وہ اس پر اپنی تفصیلی آراء بھی دینا چاہیں گے۔یہ آخری اجلاس ہے اور اس کے بعد ہم نماز کے لیے وقفہ کریں گے اور اس کے بعد شاید ہم نہ بیٹھ سکیں۔آخری اجلاس میں لوگ اپنے جذبات کا اظہار بھی کرنا چاہتے ہیں۔میری یہ درخواست ہے کہ اگر اس کو مؤخر کر دیا جائے، اس کو اگلے دن لیا جائے تو اس وقت جو حضرات الوداعی کلمات کہنا چاہتے ہیں انہیں وقت دے دیا جائے یہ میری گزارش ہے

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی! لیڈر آف دی ہاؤس محمد علی خان صاحب۔

جناب محمد علی خان: جناب والا! میں مناسب سمجھتا ہوں بہت تھوڑا وقت رہ گیا ہے اور یہ موقع پھر ہمارے جو جانے والے بھائی ہیں ان کو نہیں ملے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ! تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے بزنس کو چوہدری امیر حسین صاحب اگلے دن کے لئے ملتوی کرتے ہیں چونکہ آج واقعی آخری دن ہے اور اصحاب کچھ فرمانا چاہیں گے۔اس لئے ان کو سن لیتے ہیں۔

چوہدری امیر حسین: ٹھیک ہے جی۔وقفہ نماز کے بعد۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں ابھی وقت ہے۔جی نواب صاحب۔

نواب زادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: اس کے لئے الگ ٹائم دیا جاتا تاکہ ہم یہ بتاتے کہ ہم نے چھ سال میں کیا کھویا کیا پایا ہم اپنے دوستوں کو کیا سمجھتے رہے ہم نے قانون سازی کس طرح سے کی۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: نوابزادہ صاحب ابھی آپ کو موقع دیتے ہیں۔ بنگلزئی صاحب نے پہلے فلور مانگا تھا بنگلزئی صاحب بول لیں پھر آپ۔ بنگلزئی صاحب۔

میر حسین بخش بنگلزئی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! ۱۹۸۵ء میں پارلیمنٹ کا یہ منتخب ایوان غیر جماعتی بنیادوں پر الیکٹ ہو کر آیا تھا اس وقت پارلیمنٹ کے غیر جماعتی بنیادوں پر الیکشن ہو رہے تھے۔ اکثر سیاسی جماعتوں نے سیاسی طور پر یہ سوچ کر ان الیکشن کے اندر حصہ نہیں لیا کہ یہ غیر جماعتی انتخابات ہیں اور ان انتخابات کے نتیجے میں جو پارلیمنٹ آئے گی وہ پارلیمنٹ ملک کے اندر اس سیاسی فضا کو برقرار نہیں رکھ سکے گی۔ جس کے لئے سیاسی جماعتوں کی فکر اور سوچ تھی لیکن پوری قوم ملک میں الیکشن کرانے کے موڈ میں تھی اور قوم نے ایک بھاری percentage کے ساتھ الیکشن میں حصہ لے کر دونوں ایوان منتخب کر لئے۔ ان ایوانوں نے اپنے تدبر اور سیاسی بصیرت کی وجہ سے اس ملک میں مارشل لاء اٹھوانے میں کامیابی حاصل کی۔ مارشل لاء اٹھوانے کے اندر سینیٹ کا جو رول رہا ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ملک کی پارلیمانی تاریخ میں یقیناً ایک روشن باب کی حیثیت رکھتا ہے۔

جناب چیئرمین! اس چھ سال کے اندر ملک کے ایوان بالا نے، ملک کی سیاسی تاریخ میں جو رول ادا کیا ہے۔ اس رول کے نتیجے میں یہ بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ سینیٹ نے ملک کو دو دفعہ مارشل لاء نافذ ہونے سے بچایا ہے۔ یہ بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اس نے بڑے اچھے تدبر اور سیاسی بصیرت کا مظاہرہ کیا ہے۔ جناب چیئرمین! ہم سیاسی اداروں میں، ملک کے اندر جمہوری سیاست میں اور پارلیمانی سسٹم

Mir Hussain Bukhsh Bangulzai

میں یقین رکھتے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ وفاق کا نمائندہ ادارہ ہے جو چاروں یونٹ کو مع فاٹا کے یکجا رکھتا ہے۔ سینٹ نے مختلف موقعوں پر ملک کے اندر جو سیاسی فیصلے کئے۔۔۔۔۔

سید عباس شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی فرمائیے۔

سید عباس شاہ، جناب ڈپٹی چیئرمین! ہاؤس میں معزز اراکین کا فوٹو گراف لیا جائے۔ یہ چونکہ ایک اہم موقع ہے اس لئے اس بات کی اجازت دی جائے جیسے کہ جناب حسین بخش بنگلزئی صاحب، اہم رکن تقریر کر رہے ہیں ان کی فوٹو گراف ہونی چاہیئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یعنی ہاؤس کے اندر فوٹو گرافر آئیں۔

سید عباس شاہ: جی ہاؤس کے اندر، یہ چونکہ ایک اہم موقع ہے اور ایک ایسا موقع ہے کہ We want a record of this.

جناب ڈپٹی چیئرمین: فوٹو گراف کس قسم کا ہو۔ یعنی اجتماعی فوٹو گراف ہو یا انفرادی۔

سید عباس شاہ: ہاؤس کا بھی ہوگا اور جو معزز اراکین تقریریں کر رہے ہیں ان کا بھی ہوگا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، وہ ہاؤس میں آجائیں۔

سید عباس شاہ: میں چاہتا ہوں کہ بنگلزئی صاحب جو اب تقریر کر رہے ہیں ان سے یہ سلسلہ جاری کیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شاہ صاحب۔ فوٹو گرافر ہاؤس میں آجائیں گے۔ ان کو اجازت ہے۔

میر نبی بخش زہری: جی، آپ ٹی وی والوں کو بھی اجازت دیں کہ وہ بھی ہاؤس میں آئیں۔ آپ نے کہا ہے کہ آج ہاؤس کی ایک تاریخی اہمیت ہے، تو یہ کیا

تاریخی اہمیت ہے کہ آپ سارے وقت میں بل ہی پاس کرتے رہے۔ یہ کتنا اچھا ہوتا ہے کہ آپ ہمیں دو دو منٹ دے دیتے تاکہ ہم اپنے suggestion کو یہاں بیان کر سکتے، اپنی تجاویز یہاں پیش کر سکتے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: زہری صاحب، پریس والے تو ہمیشہ ہمارے ساتھ ہوتے ہیں اور کیمرے والوں کو بھی اجازت دے دی گئی ہے ٹی وی والے جو موجود ہیں وہ بھی اندر تشریف لائیں گے۔ شکریہ!

میر حسین بخش بنگلزئی: جناب چیئرمین! پاکستان کے عوام بجا طور پر منتخب اداروں سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ ملک کے اندر منتخب ادارے خواہ وہ صوبائی اسمبلیوں کی شکل میں ہوں، یا پارلیمنٹ کی شکل میں ہوں وہ پاکستان کے عوام کی صحیح طور پر رہنمائی کریں گے اور پاکستان پر جب کبھی بھی خدانخواستہ کوئی برا وقت آئے تو پارلیمنٹ ہی وہ واحد ادارہ ہے جس سے رہنمائی کی امید رکھی جا سکتی ہے۔

جناب والا! ہم نے ان چھ سالوں کے اندر جو کام کیا ہے اس کو بیان کرنے میں کبھی، ہچکچاہٹ محسوس نہیں کروں گا کہ ہمارے پاس جو بھی قیمتی اثاثے ہو سکتے تھے انہیں ہم نے بغیر کسی بخل کے اس پارلیمنٹ کے حوالے کیا۔ ہمارا جو پہلا اثاثہ تھا وہ یہ تھا کہ ان منتخب اداروں کے لئے ہم مثبت سوچ اور فکر رکھتے تھے، وہ ہم نے ان اداروں کے حوالے کیا اور اس میں ہم نے کبھی بخل سے کام نہیں لیا۔ جو دوسرا contribution ہم اس پارلیمنٹ کو دے سکتے تھے وہ ہمارا قیمتی وقت تھا۔ قوم نے نمائندگی کے حوالے سے جس اعتماد کا اظہار سینیٹ کے ادارے پر کیا۔ اس منتخب ادارے نے کسی نہج پر کسی وقت بھی اس میں بخل کا کوئی پہلو کبھی بھی نہیں آنے دیا۔۔۔

جناب والا! اس سے پہلے کہ میں کوئی اور بات کہوں میں ان تمام معزز سینیٹرز کو جو اپنے چھ سال پورا کر کے جا رہے ہیں۔ سب کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ یہ مبارک باد اس لئے پیش کرتا ہوں کہ وہ جن سفید کپڑوں کے

Mir Hussain Bukhsh Bangulzai

ساتھ ایوان بالا میں آئے تھے اللہ کے فضل وکرم سے بغیر کسی داغ کے انتہائی محترم حیثیت سے اپنے گھروں کو واپس جا رہے ہیں۔ اس ادارے نے ملک کے اندر کرپشن کے خلاف آواز اٹھائی، اس ادارے نے ملک کے اندر دیگر منتخب اداروں کو مستحکم اور مضبوط رکھنے کے لئے جتنے اقدامات کئے، میں یہ سمجھتا ہوں وہ پاکستان کی پارلیمانی تاریخ میں یقیناً ایک روشن باب کی حیثیت رکھتے ہیں۔

جناب والا! ہم نے ان چھ سالوں میں وہ لوگ بھی دیکھے جو کسی ایک ہاؤس سے گھر چلے گئے اور بعد میں اس پر پولیس کا چھاپہ پڑا، لیکن اللہ کے فضل وکرم سے آج ہمارے جو بھائی اس محترم ہاؤس سے ریٹائر ہو کر جا رہے ہیں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ مطمئن ذہن کے ساتھ اپنے گھروں کو واپس جا رہے ہیں کیونکہ انہوں نے نہ تو کرپشن کی اور نہ ہی اس ملک کو انہوں نے mislead کیا اور نہ ہی انہوں نے کوئی ایسی بات کی جس سے ان کی طرف کوئی انگشت نمائی ہو سکے۔ یہ ایک بہت بڑا فیکٹر ہے اس بنا پر میری طرف سے ریٹائر ہونے والے سینیٹرز مبارکباد کے قابل ہیں۔

جناب والا! اپنی کارکردگی کو نمایاں کرنے کے لئے جو دوسرے طریقے اس ہاؤس نے اختیار کئے ہیں اس میں سے ایک اس کی سٹینڈنگ کمیٹیاں ہیں۔ سینٹ کی سٹینڈنگ کمیٹیاں ہم ایک روشن روایت چھوڑے جا رہے ہیں۔ ان کمیٹیوں نے اس ملک کی اور اس ہاؤس کی اور گورنمنٹ کی زبردست رہنمائی کی ہے۔ میں یہ امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ ہمارے بعد اس ادارے میں آنے والے ممبران اس کمیٹی سسٹم کو ضرور جاری رکھیں گے تاکہ ہاؤس کے اندر جس مسئلہ پر بات کرنے کے لئے وقت نہ ملے تو متعلقہ کمیٹیوں میں بحث کر کے ممبران ہاؤس کی رہنمائی کر سکیں۔

جناب والا! میں ایک مرتبہ پھر اپنے ان محترم دوستوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ان دوستوں نے کبھی سرکاری بنچوں پر بیٹھ کر نمائندگی کی اور کبھی اپوزیشن کے بنچوں پر بیٹھ کر نمائندگی کی لیکن جب کبھی بھی انہوں نے نمائندگی کی بڑے وقار کے ساتھ کی۔ جب کبھی بھی نمائندگی کی اس کی بنیاد

سچائی پر رکھی۔ جب کبھی بھی نمائندگی کی بڑے اعتماد کے ساتھ کی۔ یہ ایک خوشگوار فضا ہے اور قابل مبارک باد ہے کہ یہ معزز اراکین حالات کے حوالے سے نہ کبھی جھکے اور نہ کبھی بکے۔

جناب والا! میں کوئی زیادہ لمبی چوڑی بات نہیں کرنا چاہتا۔ میں نیک تمناؤں کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ ان جمہوری اداروں کی مضبوطی کے لئے اور ملکی مسائل کے حل کے لئے میں سمجھتا ہوں پارلیمانی جمہوریت بڑی ضروری ہے۔ پارلیمانی نظام کے اندر ملک کے عوام بلاروک عوامی نمائندوں کو جب ہاؤسز کے اندر بھیجتے ہیں تو اُن سے بجا طور پر یہ توقع بھی رکھتے ہیں کہ یہ منتخب اراکین پاکستان کے عوام کو صحیح معنوں میں رہنمائی، قیادت اور روشنی دیں گے۔

جناب والا! ہم وفاق کے اوپر یقین رکھتے ہیں۔ ہم جمہوری اداروں پر یقین رکھتے ہیں۔ ہماری یہ کوشش رہی ہے کہ ان جمہوری اداروں کو مسلسل کامیاب اور مضبوط بنائیں۔ اور آج کا دن اس کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ پارلیمنٹ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ چھ سال کے بعد ہمارے یہ رہنما، دوست اور سینئر پارلیمنٹیرین واپس جا رہے ہیں یہ اس سسٹم کی مضبوطی کا ثبوت ہے۔

جناب چیئرمین! میں ذاتی طور پر چونکہ ایک مضبوط پاکستان پر یقین رکھتا ہوں اس لئے میں آج آپ کی وساطت سے شکریہ ادا کرتا ہوں اُن عوام کا جنہوں نے ہمارے اوپر اعتماد کیا اور میں معذرت خواہ ہوں اگر ہم ان کی نمائندگی کے دوران ہم اُن کے خیالات اور واقعات پر کبھی پورا نہ اُتر سکے ہوں۔ اس لئے کہ یہ ہماری کم مائیگی کی دلیل ہے اور بے علمی کی دلیل ہے لیکن ہماری بدنیتی کبھی اس میں شامل نہیں رہی اس کے علاوہ میں شکریہ ادا کرتا ہوں پریس کا جنہوں نے ہماری آواز کو عوام تک پہنچایا۔ میں شکریہ ادا کرتا ہوں سینیٹ سیکرٹریٹ کے لفٹ والے سے لے کر سینیٹ کے سیکرٹری تک، جتنے بھی احباب ہیں جنہوں نے ہماری رہنمائی اور مدد کی۔ میں پھر معذرت چاہتا ہوں اُن تمام بھائیوں سے جو سینیٹ میں ہمارے معزز ساتھی رہے ہیں اگر کسی کی دل آزاری

Mir Hussain Bukhsh Bangulzai

ہوئی ہو یا کوئی گستاخی ہوئی ہو تو اس کے لئے میں دوبارہ معذرت چاہتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ ہمارے دوست کھلے دل کے ساتھ ہمیں معاف فرمائیں گے۔ اس کے علاوہ چونکہ میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ پاکستانی قوم مسلسل جدوجہد کے اندر یقین رکھتی ہے لہٰذا جہد مسلسل ہمارا شعار ہونا چاہیئے اور حضرت اقبال ؒ کے اس شعر پر میں اپنی معروضات ختم کرنا چاہتا ہوں۔

؎ موجیئم کہ آسودگیٔ ما عدم ماست   مازندہ ازانیم کہ آرام نگیریم

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی۔ جہانگیر شاہ جوگیزئی صاحب۔

نواب زادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: جناب چیئرمین! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ آج چونکہ ان دوستوں کے ساتھ ہمارا آخری دن ہے۔ ہمارا چھ سال سے باہم تعلق رہا اس کا ہمارے ذہن پر بہت عرصے تک اثر موجود رہے گا وہ تمام خیالات جو ہم ایک آزاد ملک کے لئے سوچا کرتے تھے وہ اگر تفصیل کے ساتھ بیان کرنا چاہیں تو نہ ہمارے پاس اتنا وقت ہے اور نہ ہی اتنی دیر تک آپ بیٹھ کر سن سکتے ہیں انسان کی زندگی میں علم تجربے سے حاصل ہوتا ہے۔ میں نے بہت سے حقائق دیکھے ہیں میرا اللہ تعالیٰ پر ایمان مستحکم ہوتا گیا۔ قرآن میں ہے کہ میں ہر انسان کو غربت سے بھی آزماؤں گا حکومت سے بھی آزماؤں گا پھر دیکھتا ہوں کہ یہ کہاں تک ثابت قدم رہتا ہے۔ انگریز ایک بڑی طاقت تھے اور پھر جس وقت ۱۹۴۵ء میں انہوں نے فتح پائی تو اُن کے علاوہ کوئی طاقت اور نہ تھی، ہم میس میں بیٹھے ہوئے تھے ایک ساتھی نے پوچھا کہ جرمن جاپان تو فتح ہو گیا what about other countries تب مجھے کہتا ہے we probably may drop one or two items اس بات سے ذہن میں کچھ اسی قسم کی باتیں آئیں کہ اس قوم کو اتنی طاقت دی ہے اس لئے یہ کیا ہوگا۔ اکتوبر یا نومبر کے مہینے میں ایک خبر آئی کہ نیوی نے بمبئی میں بغاوت کر دی ہے اس سے پہلے جب پولیٹیکل ایجنٹ آتا تھا اور اس میں اتنا غرور ہوتا تھا۔ . . . (مداخلت)

(اس مرحلہ پر ظہر کی اذان کی آواز سنائی دی)

جناب ڈپٹی چیئرمین : ہاؤس کی رائے یہ ہے کہ اجلاس چار بجے شام تک ملتوی کر کے دوبارہ یہاں جمع ہو جائیں لہٰذا مناسب یہی ہو گا کہ چار بجے نواب صاحب اپنی تقریر resumes کریں۔ چار بجے گروپ فوٹو وغیرہ اور ٹیلی ویژن والے بھی حاضر ہوں گے لہٰذا ہاؤس کو چار بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

[The House adjourned till 4.00 P.M]

[The House reassembled after interval with Mr. Deputy Chairman (Syed Muhammad Fazal Agha) in the Chair]

جناب ڈپٹی چیئرمین : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نوابزادہ جہانگیر شاہ صاحب۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی : شکریہ جناب چیئرمین! میری پہلی تقریر کے دوران کچھ اور بات شروع ہو گئی تھی اس لئے میں وہاں سے شروع کروں گا جہاں سے میں نے چھوڑا تھا۔ بالآخر جنگ ختم ہوئی تو ۱۹۴۵ء میں انگریز بہت ہی مرعوب تھا مگر اکتوبر نومبر میں جب بمبئی میں نیوی نے بغاوت کی تو ان کی طبیعت میں زبردست تبدیلی آئی پھر بار بار جب پولیٹیکل ایجنٹ آتا تھا تو مجھ سے پوچھتا تھا۔

Do you think that everything is right? Oh! yes, everything is right.

افغان حکومت کے ساتھ ہمارے تعلقات اچھے ہو گئے تھے، ہم لیوی کو افغانستان میں لے گئے تھے، افغان کی فوج میں ایک اغوا ہوا تھا۔ میں دل میں سوچ رہا تھا کہ ان میں یہ تبدیلی کیوں آئی پھر وہ کیبنٹ مشن پہنچا اور پھر ہندوستان کے متعلق ویول کی جو سکیم تھی وہ اناؤنس ہوئی۔ اس دوران جب بات زیادہ ہی بڑھ گئی تو میں نے انگریز سے پوچھا۔

Why are you leaving India?

He said, "the Indians have come in the offices and we have lost control on the them". He said "if he wants to keep India, he has to reconquer it and bring one million people to win"

مطلب یہ تھا جس قوم کو اللہ تعالیٰ عزت سے محروم کرتا ہے وہ اس کی ظاہری شان و

Nawabzada Jehangir Shah Jogezai

شوکت اور اس کی ظاہری طاقت پر منحصر نہیں اللہ تعالیٰ کی مرضی پر ہے، پاکستان بھی اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق اور ہمارے اس نعرے سے قائم ہوا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ" پاکستان کو خدا نے بنا دیا اور ہمارے ذہن پر یہ چھایا ہوا تھا اور ہم سمجھتے تھے کہ پاکستان اسلام کا قلعہ ہوگا بلکہ پاکستان سارے مسلمانوں کے ایک رہبر کی طرح سے تمام مسلمانوں کو اکٹھا کرے گا اور خلافت کا دور پھر آ سکتا ہے، ان کے خیالات کے ساتھ ہم نے یہ سمجھا کہ اب وقت ہے کہ سیاسی زندگی میں واپس آ جائیں۔ اس کے بعد جب ۸۵ء کے الیکشن ہوئے، بڑے صاف ستھرے ہوئے مگر جوں جوں ہمارے ملک میں مارشل لاء کے بعد سیاست آتی گئی، ہم لوگوں کا جو مقصد تھا وہ ہم سے دور ہوتا گیا۔ ملک میں رشوت ستانی اور دھاندلی بھی دیکھی بلکہ خاصی دھاندلیاں دیکھیں۔ حکومت کو ہم نے پائیدار نہیں دیکھا، رشوتوں سے، قید سے، قتل سے بھی وہ لوگ اس ملک پر قابض نہیں رہ سکے۔ یہ ہمارے لئے ایک سبق ہے جب ہم کوئی کام کریں تو پہلے اس تجربے سے درس حاصل کریں۔ یہاں پر پائیداری صرف ان لوگوں کو مل سکتی ہے جو صحیح معنوں میں انصاف کے ترازو کو سیدھا رکھیں اور سیاست میں ذاتیات کو چھوڑ دیں، ملک پر نظر رکھیں اور اس ایوان کے حصے میں یہ خیر کی بات آئی یہاں پر ہم نے کسی کو غیر نہیں سمجھا ہمارے ساتھ اپوزیشن کے بھی لوگ ہو سکتے تھے حکومت کے مخالف بھی ہو سکتے تھے جو فضا اس سینیٹ میں پیدا ہوئی ہے وہ صرف ایک آدمی کی وجہ سے ہوئی ہے اور وہ آدمی محمد خان جونیجو تھا۔ وہ کیوں کر وہ کس طرح۔ سب سے پہلے تو اس میں خوبی یہ تھی میں نہیں بتاتا کہاں کہاں سے پریشر پڑے۔ سب دنیا کو پتہ ہے یہاں پر آپ کو الیکشن کرنا پڑا مگر اس کو ایسے آدمی کی ضرورت تھی دستخط اور مہر اس کا ہو لیکن منشاء کسی اور کا ہو یہ جونیجو صاحب کے ساتھ ہم جو آئے وہ اس لئے نہیں آئے بلکہ آپ کو پتہ نہیں ہے میرے دوستوں کو پتہ ہے ہم ... بہت عرصہ تک اپنی independence صورت کو برقرار رکھنا چاہتے تھے۔ جنرل صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ جونیجو صاحب نے صاف کہا کہ مارشل لاء اور سول حکومت اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ یہ پہلا دن تھا جب ایک آدمی سے ہم نے یہ بات سنی تو آپ نہیں

جانیے کہ ہمارے ذہن میں اس کی قدر کتنی بڑھ گئی ۔ پھر جب حکومت تبدیل ہو رہی تھی تو ان کا وہ فقرہ مجھے نہیں بھولتا کہ "آج جمہوریت کی فتح ہے" پھر کیا ہوا۔ اس نے کوئی بھی فیصلہ کوئی بھی سیاسی بات نہیں کی جب تک ہم سب کو ساتھ نہیں لے لیا ۔ اس نے اکیلے فیصلہ نہیں کیا ۔ افغانستان کا مسئلہ تھا اس نے ہم سے پوچھا، ہم نے اس پر بحث کی ۔ آٹھویں ترمیم پر میں خود ایک حد تک اپوزیشن میں تھا ہمارا پوائنٹس ہم نے اٹھائے ۔ مارشل لاء نے لوگوں کی زمین کو سرکاری کر دیا اب کوئی نہیں تھا جو اس کو نکالے مگر آپ نے اس کو تحفظ دیا ۔ غلط کام کو تحفظ دینا غلط کام کو عدالت کے دائرے سے نکال دینا یہ میرے خیال میں سب سے بڑا جرم ہے ۔ میں نے یہ آواز اس وقت بھی اٹھائی، ابھی بھی اٹھا رہا ہوں اور میں سمجھتا ہوں جہاں ظلم ہوتا ہے اگر اس ظلم کو برداشت کرنے کی آپ کی عادت بن جائے تو وہ ملک تباہی کی طرف چلا جاتا ہے ۔ ابھی بھی اگر ظلم کے مقابلے میں آپ چٹان کی طرح کھڑے ہو جائیں تو ظلم آگے چل نہیں سکتا ۔

میں کسی پر تنقید نہیں کرتا میں اپوزیشن کو سیاسی نقطۂ نگاہ سے دوست سمجھتا ہوں ۔ میں سیاسی مخالفین کو ایک آئینہ تصور کرتا ہوں کیونکہ وہ ہمارے عیوب کو ہماری کوتاہیوں کو ہمارے سامنے لاتے ہیں تاکہ ہم سیدھے چل سکیں ۔ آج میں یہ ذکر ضرور کروں گا جاوید جبار صاحب موجود ہیں ۔ بے نظیر صاحبہ کے ساتھ پہلی ملاقات ہوئی جب وہ ابھی سینیٹ میں نہیں آئی تھیں ۔ میں نے کہا کہ دیکھو میں مسلم لیگی ہوں اور کسی قیمت پر اس جماعت سے نہیں جا سکتا لیکن میں سیاسی سوچ رکھتا ہوں اور میری سیاسی سوچ کی وابستگی صرف میرے ملک کے ساتھ ہے ۔ اگر آپ اپوزیشن میں آگئیں اور آپ کا فیصلہ جو تھا قوم کے لئے ہوگا تو ہم آپ کا ساتھ دیں گے ۔ اگر آپ حکومت میں ہوں اور ملک کے خلاف ہوں تو مخالفت کریں گے ۔ یہ جاوید جبار صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، یہ اس بات کی تصدیق کریں گے، بس اتنی سی بات ہوئی ۔ جام کرم علی بہترین آدمی ہے وہ بھی اسی طرح سے کام نکالنے والا ہے جیسے آپ ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

<u>جناب ڈپٹی چیئرمین</u> : آپ سے مطلب جی مجھ سے یا فصیح صاحب سے ۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی ! جب ان کے درمیان میں یہی چھیڑ چھاڑ شروع ہوگئی صوبائی حکومت اور سنٹرل حکومت کے درمیان تو میں اور روکڑی صاحب بیٹھ گئے کہ ملک آپس کی چپقلش کے لئے تو نہیں بنا تھا یہ sense اگر آپ لوگوں میں نہیں ہے، ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا حوصلہ نہیں ہے بلکہ ایک دوسرے کو جوتیاں مارنے کا ہے تو یہ ملک نہیں چلے گا یہاں مارشل لاء آئے گا اور ہم سب سے زیادہ مارشل لاء سے الرجک ہیں آپ نے دیکھا کہ بیس مہینے کیسے گزرے کوئی طریقے کا کام نہیں ہوا کوئی کام آگے نہیں چلا۔ آج پھر اللہ کے فضل سے پبلک کے پاس گئے لوگوں نے ہمیں ووٹ دیا۔ آج پھر حکومت ہماری ہے، آج پھر وہی بات ہے۔ سیاسی زندگی میں دشمنی ذاتی نہیں ہوتی دشمنی ہوتی ہے، مخالفت ہوتی ہے۔ ملک کی کسی پالیسی کے ساتھ اگر ہم سیاست میں tribalism لائے تو پھر وہ سیاست نہیں ہے۔ مار دھاڑ قتل و خون لائے، غلط مقدمے بنائے تو پھر یہ ملک نہیں چل سکتا۔ ہمیں صاف ستھری سیاست کرنی ہوگی اور جو کچھ ہمارے ضمیر میں محسوس ہوتا ہے وہ ہمیں کہنا چاہیئے۔ چاہے وہ حکومت کے خلاف ہو اور حکومت کو اس کا برا نہیں ماننا چاہیئے۔ کیونکہ حکومت لوگوں سے چلائی جاتی ہے اور یہ ملک لوگوں سے چلتا ہے نہ کہ ملک بیوروکریسی سے چلایا جاتا ہے، ملک سیاسی لوگوں سے چلایا جاتا ہے، اب ان لوگوں میں چینج کیسے ہو۔ اگر آپ میں اچھے آدمی تلاش کرنے کی تمیز ہے تو نظام اچھا چلے گا۔ اگر برے آدمی چنیں گے تو نظام برا چلے گا۔ اب آپ میر صاحب کو دیکھیں۔ جب پاکستان کی بات ہوتی تھی تو اس کے بڑے بھائی میر قادر بخش نے ہماری کافی مدد کی۔ اب میر صاحب کے پاس کاروبار ہے لیکن اس بار الیکشن میں یہ بھی بھاگ گئے ہیں۔ اب یہ کیوں بھاگ گئے ہیں، یہ وہ خود بتائیں گے۔ جناب والا! جن حالات میں یہ بھاگے ہیں ہمیں ان حالات کو ختم کرنا ہے۔ ہمیں اس ذہن کو بنانا ہے کہ اگر کوئی آدمی پیسے کے زور سے، کسی سفارش کے زور سے، کسی سرکاری سازش کے زور سے یہاں آجاتا ہے تو یہاں contribute نہیں کرسکتا۔

جناب والا! میں نے بلوچستان میں تاج محمد جمالی صاحب کو کہا کہ آپ ووٹروں کے سامنے ان سینیٹروں کو پیش کریں جو ٹکٹ لینا چاہتے ہیں۔ ان کو پانچ چیزوں پر کہیں کہ بیس منٹ بولیں۔ جن میں اکنامکس، لیجسلیشن، اسلامائزیشن وغیرہ شامل ہوں۔ ان

سے یہ بھی پوچھیں کہ آپ فارن پالیسی پر کس depth تک جا سکتے ہیں۔ ہر کسی کو اس کی لیاقت کے مطابق اور حیثیت کے مطابق ووٹر ووٹ دیں تو ٹھیک ہے۔ خیراب اس کو چھوڑیں۔ یہ چلتا رہے گا۔ بہرحال جب تک جمہوریت ہے یہ عوام سے ہے، جب عوام باشعور ہوں گے تو یہ چیزیں خود بخود ختم ہو جائیں گی، کسی نہ کسی مرحلے پر یہ چیزیں بھی ختم ہو جائیں گی۔ میں جب یہاں آیا تو میں نے یہ سوچا تھا کہ مجھے یہاں لیجسلیشن کرنی ہے اور لیجسلیشن کے لئے لازمی تھا کہ آپ پہلے اپنی قومی ضرورتوں کو دیکھیں جو انگریزوں کے دور میں colonial system بنایا گیا تھا اسے ختم کرنا۔ اب انگریزوں کا جو کالونیل نظام ہوتا ہے اس میں یہ ہوتا ہے کہ کوئی شخص بھی آزاد نہ رہے جس کو جس طرح چاہیں جکڑ سکیں۔ یہاں وزراء صاحبان بیٹھے ہیں، میں بھی مجسٹریٹ رہ چکا ہوں۔ میں بتاتا ہوں کہ ۵۵ اور ۱۱ دفعہ ایسی ہیں جن کے تحت جس کو چاہیں، جس وقت چاہیں آپ پکڑ سکتے ہیں۔ ہم نے اس چیز پر قانون سازی کی کوشش کی۔ اب ہم اس میں کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں۔ اس کے متعلق حتمی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا تاہم باقی کام جو ہے وہ میں نے اب سید فصیح اقبال کے ذمہ سونپ دیا ہے۔

جناب والا! ہم اپنے دوستوں سے اس فورم پر جدا ہو رہے ہیں لیکن پاکستان میں اگر ہماری زندگی رہی اور ان کی زندگی رہی تو انشاء اللہ کسی نہ کسی موڑ پر ضرور ملیں گے۔ ہمارے ساتھ یہاں جتنے بھی سیکرٹری صاحبان رہے ہیں۔ اہل کار ہیں بڑے احترام اور تعاون سے ملتے رہے ہیں۔ بڑی محبت کے ساتھ رہے ہیں ہم نے آپس میں کوئی امتیاز نہیں رکھا۔ ہمارا ذہن کچھ اور قسم کا ہے۔ جو لوگ پیچھے گالیاں دیتے ہیں، ہم اسے اچھا نہیں سمجھتے ہیں سیاست میں آدمی کو چھوڑ دیں

He should die his natural death.

جب تک پبلک اس کے پیچھے ہے۔ آپ اس کو عزت دیں، جب پبلک اس کے پاس سے چلی جائے گی وہ خود بخود ہی چلا جائے گا۔ سیاست دان کو کسی اور طریقے سے ذلیل کرنا اور اسے ہٹانا، اچھا نہیں ہے۔ کیونکہ لوگوں کو پتہ نہیں ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ یہ کیا کر رہے ہیں۔

روٹی کپڑا اور مکان کا ایک نعرہ تھا، قصہ تھا جو کہ اب تک لوگوں کے ذہن میں ہے لیکن یہ ذہن اس وقت مفقود ہو جائے گا جب اس سے بہتر کوئی چیز سامنے

آ جائے گی۔ لوگ صرف نعروں کو ہی لبیک نہیں کہتے جو لوگ کام کرتے ہیں اُن کو لبیک کہتے ہیں، اگر آپ کام کریں گے تو پھر لوگ آپ کو لبیک کہیں گے۔

جناب والا! میں یہاں سے جاتے وقت سب سے یہ معافی ضرور مانگوں گا اگر کسی کے ساتھ کوئی تلخ نوائی ہوئی ہو، بے خیالی میں کوئی بات کہہ دی ہو یا کسی غلط فہمی میں کوئی بات کہہ دی ہو تو معافی مانگتا ہوں کیونکہ انسان سے ایسا ہو جاتا ہے۔ میں اپنے گناہوں کی بھی بخشش چاہوں گا اور معافی مانگوں گا اگر کوئی ایسی بات ہوئی ہے لیکن اگر نہیں ہے تو پھر ہم ایک دوسرے سے گلے مل کر جدا ہوں گے لیکن بالکل جدا نہیں ہوں گے کیونکہ ابھی تک اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے زندہ ہیں۔ پاکستان موجود ہے۔ پاکستان ایک چھوٹی سی ریاست ہے اس میں ہم کراچی میں ملیں گے، لاہور میں ملیں گے کوئٹہ میں ملیں گے، پشاور میں ملیں گے یا گلگت میں ملیں گے کیونکہ یہ سارے علاقے پاکستان کے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نواب صاحب، صرف اس ہاؤس کے فلور پر نہیں آ سکتے ہیں۔ ہم دور تو کہاں اسلام آباد میں ایک دوسرے سے ملیں گے، اسی پارلیمنٹ میں ملیں گے۔

نواب زادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: جناب والا! میں صرف اس ہاؤس کی بات کر رہا ہوں کیونکہ اس میں آپ حلف اٹھانے کے بغیر نہیں بیٹھ سکتے ہیں ادھر بیٹھ سکتے ہیں اور ادھر بھی بیٹھ جائیں گے لیکن ہمارے جو رشتے ناطے ہیں، ہمارے جو سوشل روابط ہیں ان کو نہیں چھوڑ سکتے ہیں۔ اب ڈاکٹر صاحب کو کیسے ہم چھوڑ سکتے ہیں محمد علی خان کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔ ہمارے یہ ساتھی رہے ہیں۔ میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ آج بعض بڑے بڑے اچھے چہرے ایوان میں تشریف نہیں لائے ہیں لیکن میں ایک شخص پروفیسر خورشید پر بہت خوش ہوں آپ کے لئے یہ پروفیسر صاحب ایک اثاثے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ویسے محمد علی خان صاحب بھی ہیں۔ سب یہاں اثاثے ہیں۔ مگر جس طرح سے وہ کوتے کھدروں سے ایک ایک نکتہ نکال لیتے ہیں وہ انہی کا کمال ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں نہ تو طارق صاحب کو بھول سکتا ہوں اور نہ ہی جاوید جبار

صاحب کو بھول سکتا ہوں۔ جبر سے جبار ہے لیکن آپ ہر چیز میں جبر تو نہیں کر رہے ہیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ ہم آپ کو سینے سے لگائیں گے بغیر جبر کے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ میری آپ اراکین سے گزارش ہے کہ جیسے ابھی نواب صاحب ۲۰ منٹ بولے ہیں، ایسے ہی اگر دوسرے معزز اراکین بھی بولے تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اس طرح آج اور کل، دونوں دن ملا کر بھی یہ بحث ختم کر سکیں گے اس سلسلے میں ہاؤس کی اور لیڈر آف دی ہاؤس کی کیا رائے ہے۔

جناب محمد علی خان: میرا خیال ہے کہ تمام دوست اپنے آپ کو پانچ منٹ تک محدود رکھیں اگر بعض دوست سات سے دس منٹ بھی لے لیں تو ان کو بھی اجازت ہونی چاہیئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ! جناب افتخار بخاری صاحب۔

Syed Iftikhar Ali Bokhari: Mr. Chairman, Sir, it has indeed been a gret honour and privilege to be member of this august House in the last three years. Sir, these last three years have been politically turbulant, dark and uneasy; twice the National Assembly was dissolved and four Federal Governments have been inducted in this period. However, the Upper House has played a pivotal, vital and positive role in the politically cloudy, grim and uncertain conditions. At times Sir, Senate was perhaps the only link left with democracy. it is to the credit of this House that the country has been brought back to an even key. Sir, Senate is a living symbol of the concept of Federation of Pakistan by giving asurance and confidence to the smaller provinces. The Standing Committees of the Senate have performed rather well; much credit goes to the secretarial staff of the Senate. Sir, I am sure the people of Pakistan must have realized the

Syed Iftikhar Ali Bokhari

to and must outlive mortal human beings like us. The democratic institutions have to be of a permanent nature. We who manned these institutions at times have to play our part and then go into oblivion satisfied with our role and effort.

Sir, in our country, democracy is like a delicate plant. It has to be nurtured and carefully looked after and handled properly. I only hope and pray that the democratic institutions, Senate being the most important one, will continue and develop their political roots in the democratically, fertile and rich soil of Pakistan.

In the end Sir, I would like to thank my distinguished colleagues for giving me patient hearing at times and also the staff of the Senate Secretariat for their help and cooperation, thank you Sir.

میر حسین بخش بنگلزئی: جناب چیئرمین! میں انتہائی ادب سے صرف ایک بات جو صبح میں اپنی تقریر میں نہیں کر سکا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ سیاسی زندگی میں اور جمہوری تاریخ میں انتہائی اہم ہے اسے اگر میں بیان نہ کر سکوں تو یقیناً میں تشنگی محسوس کروں گا اور وہ نکتہ صرف اور صرف یہ ہے کہ جمہوری عمل میں اپوزیشن کا رول بڑا اہم ہوتا ہے جہاں تک پارلیمنٹ کا تعلق ہے اور ایوانوں کا تعلق ہے یقینی بات ہے جو لوگ سرکاری بنچوں پر بیٹھتے ہیں اُن کا اپنا ایک کردار ہوتا ہے، وہ حکومت چلاتے ہیں مگر اپوزیشن کا جو رول ہوتا ہے وہ تاریخی لحاظ سے، جمہوری لحاظ سے، پارلیمنٹری لحاظ سے انتہائی ضروری ہے لہٰذا آپ کی وساطت سے میری گزارش صرف یہ ہے کہ جب پارلیمنٹ کے اندر اپوزیشن پارٹی اور جیسا کہ پاکستانی عوام کا مطالبہ رہا ہے کہ جماعتی بنیادوں پر الیکشن ہوں اور اس دفعہ ۲۱ تاریخ کے بعد سینیٹ کی تشکیل جماعتی بنیادوں پر ہوگی۔ اپوزیشن کے رہنماؤں سے میری یہ گزارش ہوگی کہ صرف بہترین رہنمائی کے لئے اپوزیشن سے توقعات رکھیں۔ مخالفت برائے مخالفت پارلیمانی نظام میں یقیناً عبس ہے۔

اس کے علاوہ ایک بالکل مختصر سی بات اسی اپوزیشن کے حوالے سے یہ ہے کہ

ہم ہاؤس میں رہیں یا نہ رہیں لیکن پاکستانی عوام کے ساتھ ہمارا یہ وعدہ ہے کہ ہم گلی کوچوں میں، حجروں میں، سڑکوں پر، ہر جگہ ان کے ساتھ جمہوریت کے استحکام، پاکستان کی ترقی اور خوشحالی کے لیے اُن کے شانہ بشانہ رہیں گے۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی۔ جناب جاوید جبار صاحب۔

Mr. Javed Jabbar: Thank you, Mr. Chairman, for giving me the opportunity to make an intervention at this point. I believe it is a very beautiful day to say goodbye but a goodbye does not necessarily represent a farewell. This is by no means to be taken as a farewell to the political process. It is in fact a renewal because the political process is vast and complex and those of us in public life must always be prepared to serve in any capacity as long as our commitment to the political process remains clear and unqualified. And in my own perspective, Mr. Chairman, I look back upon the six years with both memories as well as look forward with hopes and when you want to express how you can summarize the six years experience you find that there are many things that you would like to reflect upon regarding the Senate's role in the future because, while the past has now become a treasure we must never allow ourselves to become entrapped by nostalgia or by memory. We must respect our past and we must draw strength from it but always we must look forward to the future and, therefore, now in March 1991, one feels no regrets, one has no complaints and one has no explanation to offer. Because I think one's words and one's conduct in public life are the best explanation of what one believes. But on a day like today one must relate the role of the Senate to the political process of our country. One cannot make this purely a personal note of goodbyes and that we do this.

We see, Mr. Chairman, that in the six years the Senate has witnessed this remarkable change of 2 National Assemblies, 8 Provincial Assemblies, 4 Prime Ministers, 2 Presidents. And we are now with our 12th Provincial Assembly; if you count the four that were elected in October, 1990, and through it all, through all the Ministers, through all the motions, the adjournment motions, the

Mr. Javed Jabba

privilege motions, the Bills, I think the Senate can take pride in the wide range of constitutional, political and legislative issues that we have debated.

We have established for the first time in our country a formal tradition of parliamentary conduct and there will be a time, 10 to 15 years from now, when instead of constantly referring to parliamentary traditions from our neighbouring country or from countries far away, I hope that there will be writers in this country who will investigate the parliamentary precedents that have been established as a result of debate and create a compendium of parliamentary record of Pakistan so that serves as a guide for the future. Mr. Chairman, it is also necessary to remember that in serving in this House we have not been able to entirely fulfil the mandated responsibilities of this august House. I note with regret that democracy in Pakistan still remains largely ceremonial and this does not detract from all the work that we do. There is an unfortunate degree of ceremoniality about our democracy. As soon as elections are held the legislators seem to loose interest in the House. We have witnessed this spectacle of what is being happening in the National Assembly for the past few weeks and I deeply grieve for our country because our people deserve better than this. And in this Senate itself though it is good to compliment each other and to say nice things when you are saying goodbye, we must also be frank enough to admit that some of our colleagues have never taken any interest in the proceedings of this House, some of our colleagues have never turned up for sittings of this House and yet they are elected. It appears that the people who elect them, enforce accountability, and then are prepared to in some cases re-elect them. But I would request them that they owe to this House, they owe it to the people, that one Senatorship is a sacred trust given by the people of Pakistan and it is not to be disregarded in this fashion by keeping away from the sittings of the Senate, by not participating in the debates of Parliament

I hope, Mr. Chairman, that the irony that we have witnessed, that the attendance at parliamentary party meetings is higher than attendance at the sittings of the Parliament and I hop we can reverse this. We have also seen, Mr. Chairman, whether it was the government with which I was associated or it is this government, why is there, a government, for instance, today with the 2/3rd majority in both the Houses and yet 2/3rd of the cabinet has almost always been missing from the proceedings of the Senate. The Leaders of the Houses, the past Leader of the House as well as the current, Leader of the House has not been able to grace the House with his presence more than once or twice. I would comment to you, Mr. Chairman, the practice of the British House of Commons where the Leaders of the House, the Prime Minister of the country, is obliged to participate personally in a "Prime Minister's question hour' whereby ensuring that he himself is directly accountable to the legislature of which he is the Leader of the House and I hope that at some point in our Rules of Procedure we can introduce a method by which the head of the government is obliged to attend the House every week, to answer questions and to state on policy issues.

Mr. Chairman, we are also blighted by feudal democracy, we have democracy which is ceremonial, we have a democracy which is feudal in the rural areas and in the cities particularly in the tragic province of Sindh we now have a facetious democracy. And democracy sometimes can have very great vices, just populism and emotions can sweep into offices, people and creeds which are not conducive to national unity and development, so democracy *per se* : has to be refined, rationalized and made relevant to the needs of our country.

Mr. Chairman, I hope in conclusion, looking at the role that the Senate can play in the future, that it ensures the continuing freedom of speech in Pakistan but equally the Senate must also take a special interest in the affairs of the

four Provinces. We must not allow this typical propoganda to be foisted on this House that simply because law & order is a provincial subject we should not interfere. Look at those spectacle today of what is happening in Sindh. In Islamabad we have freedom of speech, in Sindh we have freedom of terror, terror against politicians, terror against journalists, one of our colleagues here who is with us today and whose term also expires, I believe, is a victim of that kind of terror. And what is going to happen in the end, this kind of terror is only going to renew the martyrdom of a political party.

It is going to wash away our sense because we are being tried for the wrong offences, we are being accused unjustly and our workers and leaders such as they are, are being unduly harassed and persecuted. We cannot true on blind items. I might disagree with the top leadership of the PPP, I disagree with them on almost all issues but I do not condone the manner in which they are being persecuted and harassed. Because this is distorting the whole political process. The people of this country should be given attention to on the basic issues of education, development, productivity, income generation and instead of that most of our political leadership is waisting their time, flinging accusations against each other, sending each other to jail, getting them out of jail and making declarations and statements one after the other. I hope Mr. Chairman, that in the future we are keeping in mind what the imperatives of growth and development are, of justice are, that we avoid such an un-healthy tradition.

Mr. Chairman, we face enormous problems ahead. We are now at the gateway to the most important decade of Pakistan's history. In the forty three years that have gone-by we have not ever faced a decade like the decade that is now coming g. This is the last chance for Pakistan to really enter the 21st century. If we do not take the actions in the next ten years that have been delayed and postponed. We are going to become one of the most backward villages of

the world in the 21st century. We are already on the edge of that, we are 11th out of 125 countries in illiteracy. So, I hope that the Senate will address itself to this great challenge. I will continue to be of assistance to it. I would like to thank all members of the Senate for their invaluable contribution. It has been a pleasure and an honour to be associated with all of them and I value their contributions to the political process. I thank the Secretariat of the Senate for their constant and willing assistance in making all this possible. I congratulate all those who have been elected and take office on the 21st of March and I believe that you yourself Mr. Chairman, will continue to hopefully represent the province of Baluchistan in the political process. I wish you good health and happiness. I believe that the Senate has ultimately the greatest responsibility to become the enforcer of the rights of the people of Pakistan. All Hafiz.

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much. Mir Nabi Bakhsh Zehri Sahib.

میر نبی بخش زہری: جناب چیئرمین صاحب! مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے۔ ہم نے آج اخبار میں دیکھا کہ آپ ایک تاریخی (ریکارڈ کا) سلسلہ شروع کر رہے ہیں۔ ہمارے جو سینیٹر ریٹائر ہو رہے ہیں ان کو پورا موقع دیا جائے گا کہ وہ اپنا نقطۂ نظر پیش کریں جیسا کہ میرے دوستوں نے اپنے خیالات کا اظہار کر دیا۔ یہ تو جمہوریت میں ہوتا ہے۔ tenure کی بات ہوتی ہے۔ نیشنل اسمبلی کا tenure پانچ سال کا ہوتا ہے، یہ ایک زمانے میں چار سال تھا۔ سینیٹ کا tenure چھ سال ہے۔ چھ سالہ جن لوگوں نے پورا کیا وہ آج بڑی خوشی سے آپ کو اور دوستوں کو الوداع کہہ رہے ہیں وہ خوش ہیں کہ وہ اس ایوان بالا میں رہے۔ باعزت مقام پر رہے۔ اپنا نقطہ نظر، اپنے خیالات اپنے نظریئے کے مطابق پیش کرتے رہے۔ یہ خوشی کی بات ہے۔ مگر افسوس ہے کہ وقت کم رکھا گیا ہے۔ بلوں تک ایوان ایک ڈیڑھ بجے تک چلایا گیا ہے۔ حق یہ تھا کہ دس بجے سے لے کر اس وقت تک ریٹائر ہونے والے معزز اراکین کو موقع دیتے۔ ان کا نقطۂ نظر اس ایوان کے لئے فائدہ مند ہے۔ ان کی تجاویز اس ایوان کے لئے

Mir Nabi Bakhsh Zehri

فائدہ مند ہیں۔ ہمارے آنے والے بھائیوں کے لئے فائدہ مند ہیں جو سینیٹر بن کر آرہے ہیں۔ پرسوں انہوں نے حلف اٹھانا ہے۔ پوری دنیا میں یہ روایت ہے مگر یہاں پہلے یہ روایت نہیں تھی۔ مجھے خوشی ہے کہ کسی نے یہ تجویز پیش کی اور ہمارے چیئرمین صاحب نے یہ سلسلہ شروع کیا۔ کہتے ہیں دیر آید درست آید۔ اب آئندہ کے لئے مہربانی یہ ہو کہ جیسے بھی ممکن ہو ان کو زیادہ موقع اس لئے دیں کہ ان میں سے ہر ایک کا چھ سالہ تجربہ سینیٹ کے لئے قیمتی اثاثہ ہے۔ جیسا کہ بعض دوستوں نے فرمایا ہے کہ بعض ممبروں نے حصہ نہیں لیا یا ٹائم نہیں تھا۔ مگر جن لوگوں نے حصہ لیا وہ قابل تعریف ہیں اور وہ اپنے خیالات کا اظہار بڑے اچھے انداز میں کر سکتے تھے اور کر سکتے ہیں۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کہ آپ کا اور دوسرے براداران کا زیادہ وقت لوں۔

سینیٹ کا مجھے دس سال کا تجربہ ہے چھ سال تو اس وقت اور چار سال پہلے ۷۳ء میں۔ اس دس سال کے عرصے میں، میں نے یہ دیکھا کہ دس سال میں سینیٹ کے اختیارات میں اضافے کے لئے کوئی قانونی اقدام کسی نے نہیں کیا۔ بلکہ میں نے اور کئی دوستوں نے یہ تجویز کیا کہ آپ اس کو جتنے زیادہ اختیارات دیں گے اتنا ہی فیڈریشن مضبوط ہو گا۔ ہر ایک صوبے کی برابر نمائندگی کی وجہ سے یہاں کسی کی حق تلفی کی گنجائش نہیں ہے، نہ یہاں ترقیاتی منصوبے زیر بحث آتے ہیں، نہ یہاں فنانشل معاملات آتے ہیں، نہ یہاں پر باہر سے لئے جانے والے قرضوں پر بات ہوتی ہے۔ نہ یہاں کوئی پلاننگ ہے۔ یہاں بلوں میں ترامیم آتی ہیں ہماری حکومتیں اپنی ضرورتوں کے مطابق اپنے بل یہاں پاس کرتی ہیں۔ یہ ایک رسم بن گئی ہے۔ یہ رسم آئندہ کے لئے ختم ہونی چاہیئے۔
مسائل حل نہ ہونے کی ایک وجہ یہ تھی کہ یہاں ایک پارٹی کی حکومت تھی۔ پارٹی کی حکومت کو شاید یہ خیال ہوتا ہے کہ وہ کیسے اپنی میجارٹی برقرار رکھے اور ممبروں کا تعاون کیسے حاصل کرے۔ چونکہ یہاں نیشنل اسمبلی کی بالادستی ہے۔ دنیا کے کسی بھی کونے میں چلے جاؤ اگر وہاں سینیٹ ہے تو ان کی یہ حالت نہیں ہوگی (پاورز کے اعتبار سے)۔ مجھے یہ کہنا

پڑتا ہے کہ اس ایوان پر بہت بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور اگر آپ اسے صرف نیشنل اسمبلی پر رکھیں گے تو اس سے حالات اطمینان بخش نہیں رہیں گے۔ مشرقی پاکستان مغربی پاکستان سے کیوں الگ ہوا۔ اسی نیشنل اسمبلی کے ایک ہونے کی وجہ سے ہوا۔ میں اس وقت بھی نیشنل اسمبلی کا ممبر تھا ہمارے بلوچستان کے چند ممبر تھے۔ صوبہ سرحد کی آبادی کے لحاظ سے چند ممبر تھے۔ سندھ کے چند ممبر تھے۔ پنجاب کے کچھ تھے۔ مگر پھر بھی مشرقی پاکستان کے مقابلے میں ہم مغربی پاکستان والے کم تھے۔ اس کا جو نتیجہ نکلا وہ سب کو معلوم ہے۔ اگر اس وقت نیشنل اسمبلی کی بجائے اس طرح کے دو ایوان ہوتے تو انہیں اطمینان ہو جاتا۔ مگر نہیں ہو سکا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ملک کی سلامتی کے لئے یہ لازم ہے۔

اس کے بعد میں جناب چیئرمین صاحب، جناب ڈپٹی چیئرمین صاحب، جناب سیکرٹری صاحب اور ڈپٹی سیکرٹری صاحبان، ایڈیشنل سیکرٹری صاحب اور بھی جو ہمارے آفیسرز ہیں اور سینیٹ میں جو سپیشل ڈیوٹی پر ہیں۔ اس حد تک کہ جیسے ہمارے ایک دوست نے کہا جو لفٹ چلانے والے ہیں ان کا بھی میں ذاتی طور پر شکر گزار ہوں۔ ہم ان کے ساتھ بڑی اچھی طرح سے محبت سے پیش آئے ہیں اور وہ بڑی محبت سے ہمارے ساتھ پیش آتے رہے ہیں۔ کمیٹیوں میں بھی اور باہر بھی۔ تو اس کا میں شکریہ ریکارڈ کرانا چاہتا ہوں کہ یہ بڑے بڑے عزیز القدر لوگ ہیں۔ خدا کرے ان تجربہ کاروں کو مزید موقع ملے اور وہ اس سینیٹ اور اس ایوان کی بہتر نمائندگی اور خدمت کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی۔ کیا ابھی کچھ باقی ہے میر صاحب۔

میر نبی بخش زہری: جی تھوڑی سی بات ہے۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ سینیٹ یا نیشنل اسمبلی کا کوئی ممبر ہو تو قوم کی کوئی خدمت کر سکتا ہے۔ یہ ایک ذمہ داری ہے۔ منسٹر ہونا ایک ذمہ داری ہے۔ گورنر ہونا ایک ذمہ داری ہے۔ پریذیڈنٹ کا عہدہ ایک ذمہ داری ہے۔ وہ

Mir Nabi Bakhsh Zehri

اپنی ذمہ داری پر مامور ہیں۔ عوام کی خدمت ویسے بھی ہو سکتی ہے جیسا کہ آپ کی سیاسی جماعتیں ہیں۔ جیسا کہ آپ کے سیاسی لوگ ہیں۔ جیسا کہ آپ کے سوشل خدمت کرنے والے لوگ ہیں تو اسی طرح سے آپ کو بتا دوں کہ جیسا ابھی نواب زادہ جہانگیر شاہ نے مجھے کہا کہ آپ نے سینیٹ کے انتخابات سے اپنا نام واپس لے لیا ہے۔ میں ان حالات میں آپ کو مختصراً بتا دوں کہ میں نے withdraw اس لئے کیا ہے کہ وہاں پر بدقسمتی سے ہارس ٹریڈنگ ہوئی ہے۔ بی بی سی نے بھی ایک ممبر کا نام لے کر ۳۰، ۳۵ لاکھ کی بات کی ہے۔ میرے ساتھ جو وعدہ کیا گیا ہے میرے اپنے دوست اور دوسری جماعتوں کے لوگوں نے مجھے یقین دلایا تھا کہ وہ میرے ساتھ تھے۔ میں نے یہ دیکھا کہ یہ نامناسب ہے۔ ایک طرف سے وہ گورنمنٹ میں ہیں، وزیر ہیں، ان کے اوپر فیڈرل گورنمنٹ کا پریشر ہے اور دوسری طرف ایسے لوگ ہیں جو کہ ہارس ٹریڈنگ کے میدان میں چلے آئے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ یہ جمہوریت نہیں ہے، میں بھی رقم دے سکتا تھا اور میں ان کے ساتھ مقابلہ کر سکتا تھا جس کا اعلان بھی میں نے کیا کہ باہر سے جو لوگ آئے ہیں میں ان کے ساتھ مقابلہ کروں گا۔ بعد میں، میں نے سوچا کہ یہ غلط ہوگا یہ نہ جمہوریت ہے اور نہ اس میں میری عزت ہے کہ میں پیسے سے بولی دے کر اس ایوان میں آؤں۔ لوگ تو جان لیں گے کہ میں پیسے سے خرید کر کے آیا ہوں۔ نئی جماعتوں کا نظام بگڑ جائے گا، جمہوریت کو نقصان پہنچے گا اور میرے نہ آنے سے بھی کوئی فرق اس لئے نہیں پڑتا کہ میں دس سال اسی سینیٹ میں رہا ہوں گیارہ سال میں باقی پارلیمنٹ میں رہا ہوں اور میری اکیس سالہ عملی سیاسی زندگی ادھر ہو گئی ہے تو میں نہ آؤں اور دوسرے جماعت کے لوگ آئیں گے تو ہم ان کو disturb نہیں کریں گے اس لئے ان حالات میں، میں نے اپنا نام واپس لے لیا۔ تاکہ جماعتوں کی عزت رہے، جماعتی زندگی بحال رہے، وہ اپنی جماعتوں کو ووٹ دیں میں نے ان سے معذرت کی ہے۔ میں نے ان کی احسان مندی کا شکریہ ادا کیا ہے اور انہوں نے بھی کہا کہ آپ withdraw کرتے ہیں تو کریں کوئی بات نہیں ہے اور میں نے

یہ اس لئے کیا کہ ہمارے بلوچستان کی عزت رہے، ہمارے اس ملک کی عزت رہے اس لئے میں نے ہارس ٹریڈنگ میں حصہ نہیں لیا۔

جناب میں نے آل پاکستان مسلم لیگ بنائی جبکہ آج مسلم لیگ کا کوئی نام لیوا نہیں ہے۔ افسوس ہمارا سیکرٹری جنرل اقبال احمد خاں ہو یا ہماری پاکستان مسلم لیگ کے صدر محمد خاں جونیجو صاحب ہوں ان کی بات کو بھی نہیں مانا گیا۔ آئی جے آئی بن گئی ہے، خدا ان کو جمہوریت کی طرف ترقی دے میری دعائیں ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ مسلم لیگ کو ضرور اس ملک کی سلامتی کی خاطر مضبوط بناؤ اور اس مسلم لیگ کو حکومت میں لانے والا کون ہے، وہ ضیاء الحق مرحوم ہیں، یہ بالکل سو فیصد ان کی کوششوں کی وجہ سے ہوا۔ جونیجو کو اٹھا کر وزیر اعظم بنایا۔ وہ شریف آدمی تھا اور ہے۔ آج بھی ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اب یہ ہے کہ مسلم لیگ کو اس کے ہاتھ سے چھین لیا گیا ہے اور اب حکومت آئی جے آئی کے نام سے آگئی ہے اور جوان لوگ آگئے ہیں اور وہ یہ نہیں دیکھتے کہ پاکستان کی بنیاد کیا ہے۔ وہ ہے آل انڈیا مسلم لیگ کے اصولوں کو زندہ رکھنا، اس کے نام کو زندہ رکھنا۔ جنرل ضیاء نے اس لئے نہیں کیا، اس نے اس لئے کیا کہ اور نام میں شاید اتنے لوگ اکٹھے نہ ہو سکیں۔ انہوں نے ہر ایک کو، میں گواہ ہوں، ہم سب کو یہ کہا ہے کہ مسلم لیگ بہتر ہے۔ جونیجو صاحب بہت اچھے آدمی ہیں آپ بنائیں صدر مملکت چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جب یہ کہے تو کریڈٹ تو جنرل ضیاء الحق کو جاتا ہے کہ اس نے مسلم لیگ کو زندہ کیا ہے، ہر ایک صوبے میں اس کی حکومت رہی مرکز میں اس کی حکومت رہی۔ اس میں سارے لوگ شامل ہو گئے۔ یہ ٹھیک ہے کہ بعد میں ایک سمجھوتہ ہوا کہ بھئی مارشل لا ہٹائیں گے لیکن آٹھویں ترمیم رکھیں گے تو وہ جیسے ادلی بدلی کی بات ہوتی ہے وہ اب تک موجود ہے، اب بہر حال ان کا بھی شکریہ خدا ان کو جنت دے، اب جناب ہر ایک صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور شاید نوابزادہ صاحب یہاں نہیں تھے تو میں کہہ چکا کہ میں نے اس لئے withdraw کیا ہے کہ ملک کی بہتری ہو۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرے خیال میں آپ نے آج اس سال کا پورا کوٹہ اکٹھا کر لیا۔

میر نبی بخش زہری: (ہنستے ہوئے) ۔ اب جناب والا! ایک شعر کہہ کر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔آپ سب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آج کے دن آپ نے یہ اہتمام کر کے بڑا اچھا کیا، کم ہی مگر ہو تو گیا، وضو نہ سہی تیمم سہی تو یہ تو ہو گیا۔یہ بڑی اچھی روایت ہے خدا کرے کہ آئندہ اس سے زیادہ بہتر جو جاننے والے لوگ ہوتے ہیں ان کی عزت کی جائے۔ان کی سنی جائے۔ان کی بات ریکارڈ کی جائے۔ ہمارے سیکرٹری نے کہا کہ آپ جتنا بھی کہتے ہیں وہ ہر ایک معزز رکن بھیجے۔ہم ایک کتاب چھاپیں گے اپنی تقریروں کی تاکہ اس کو بھی کوئی دیکھے تو یہ بڑی اچھی بات ہے۔ہمارے ڈپٹی چیئرمین صاحب نے بھی فرمایا کہ ٹھیک ہے کرو۔ہم سب سن لیں کہ کسی کو کوئی ضرورت محسوس ہو تو وہ بھیج سکتا ہے اس کتاب میں چھپ جائے گا، کتاب چھاپیں بڑی اچھی بات ہے۔اب جناب میں نے جو کچھ اس ہاؤس میں کہا آپ سب ہی دوستوں نے اکثر و بیشتر سنا ہے۔ہمارے ابھی یہی خیالات ہیں کہ زبان ایسی ہو کہ جو نہ دشمنی پر ہو نہ دوستی پر ہو۔صحیح بات کہو چاہے وزیراعظم ہے چاہے صدر محترم ہیں۔بھئی آپ شکر کریں کہ ڈگمگاتے وقت ایک تجربہ کار صدر آپ کو ملا ہے اِدھر اُدھر اب بھاگ دوڑ ختم ہو گئی ہے تو اب یہ قانون بھی ہے نہ فلور کراسنگ نہیں ہو سکتی۔ پارٹی نہیں چھوڑ سکتے کاش وہ ہارس ٹریڈنگ کا بھی کوئی آرڈیننس نکال دیتے، وہ آرڈیننس وقت پر نہیں نکالا گیا۔صدر صاحب سے ہارس ٹریڈنگ سے متعلق یہ درخواست کرتے ہیں کہ آئندہ کے لئے بھی ایسا ہو کہ انتخابات میں یہ چیز نہ ہوں ہر صوبے سے وہ تھیلا اٹھا کر کروڑپتی جس کا وہ ہیروئن کا پیسہ ہے جس کا مفت کا پیسہ ہے، بلیک کا پیسہ ہے دو لاکر کے وہ کہتے ہیں کہ ہم سینیٹر بنیں ۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ تم ادھر سینیٹر بنو گے تو تمہیں لوگ کہیں گے یہ ہیروئن والا ہے۔لوگ کہیں گے کہ تم ہیروئن سے سینیٹر بنے ہو۔حلال پیسے سے نہیں آئے۔اس لئے جناب والا! میں امید کرتا ہوں کہ صدر محترم اور ہماری حکومت

ہماری حکومت کے اراکین ان مسائل پر غور فرمائیں گے۔میں اس مختصر شعر کے ساتھ تقریر ختم کرنا چاہتا ہوں کہ۔

زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا ہم ہی سو گئے داستان کہتے کہتے

جناب ڈپٹی چیئرمین: سبحان اللہ، بہت شکریہ، قاضی عبداللطیف۔

قاضی عبداللطیف: نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ جناب چیئرمین! اس ایوان میں غالباً یہ میری آخری تقریر ہے۔میں آپ کا مشکور ہوں، ایوان کا مشکور ہوں ۶ سال کے اندر اس ایوان میں جو کچھ میری ذمہ داری تھی میں سمجھتا ہوں کہ الحمد للہ میں نے اس کے ادا کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔اس ملک کی بنیاد اسلام پر ہے۔ہر ایک کا فرض ہے کہ یہاں پر اسلام لایا جائے لیکن اس سلسلے کے اندر جو کچھ میں نے جدوجہد کی ہے وہ ایوان کے سامنے ہے۔ میں ایوان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس سلسلے کے اندر جتنا میرے ساتھ تعاون کیا ہے وہ تاریخ کا ایک سنہری باب ہے۔ اس سلسلے میں خصوصیت سے شریعت بل آج تک ایک تاریخی کارنامہ ہے۔اس سینیٹ نے شریعت بل متفقہ طور پر پاس کر کے اسمبلی کی طرف بھیج دیا تھا مگر بعض فنی وجوہات کی بنا پر اسے دوبارہ اس ایوان میں لایا گیا ہے اس وقت وہ بل دوبارہ اس ایوان کے فورم پر ہے اور آنے والا ایوان اس سلسلے میں اپنا فرض ادا کرے گا کہ انہوں نے کیا کرنا ہے کیا نہیں کرنا ہے۔ البتہ اتنی گزارش کروں گا کہ یہ بل دوسرے بلوں کی طرح نہیں ہے۔اس بل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فیصلے متعلق ہیں اور ہم نے دیکھا ہے کہ جن قوموں نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی پرواہ نہیں کی اللہ تعالیٰ نے ان کو مٹا دیا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی جگہ دوسری اقوام کو لائے ہیں۔

"عربی کا ترجمہ"۔ ہم ان کے جانے کے بعد تمہیں لائے ہیں تاکہ دیکھیں کہ تم کیا کرتے ہو۔

لہٰذا یہ بل اس بنیاد پر دوسرے بلوں کی طرح نہیں ہے اس کے ساتھ کچھ روحانی فیصلے بھی متعلق ہیں اور ہم نے دیکھا ہے کہ جن قوموں نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی روگردانی کی وہ دنیا میں باقی نہیں رہیں۔

Qazi Abdul Latif

(عربی) کا ترجمہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ دوسروں کو لائے گا۔ وہ پھر آپ کی طرح نہیں ہوں گے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا قانون مٹ نہیں سکتا اور اللہ تعالیٰ کے قانون کی مثال ایک کشتی کی سی ہے جو قوم اس کشتی میں بیٹھ جائے گی وہ سمندر کے طوفانوں سے محفوظ ہو گی اور کشتی کو آپ کی ضرورت نہیں آپ کو کشتی کی ضرورت ہے اگر آپ نے اپنے آپ کو بچانا ہے۔

مجھے خوشی ہے کہ اس ایوان کے اندر بھی قومی اسمبلی کے اندر بھی انقلابی اقدامات کئے جا رہے ہیں اور یہ کہا جا رہا ہے سابقہ ۴۲ مہینوں میں اتنی قانون سازی نہیں ہوئی جتنی قانون سازی ان دو چار مہینوں کے اندر ہوئی ہے لیکن مجھے افسوس یہ ہے اس کے اندر شریعت بل کو اہمیت نہیں دی گئی جو دوسرے انقلابی قوانین یا دوسرے انقلابی منصوبوں کو دی گئی ہے۔ چاہیئے یہ تھا کہ سب سے پہلے شریعت بل ہی کو لایا جاتا اور اس کو انقلاب کی بنیاد بنایا جاتا اور اسی بنیاد پر تمام منصوبے مرتب کئے جاتے مجھے افسوس ہے کہ آج وزیر خزانہ نے اس کا جواب نہیں دیا جو حافظ حسین احمد صاحب نے کہا تھا کہ آپ نے نئے بنک تو قائم کر دیئے ہیں کیا ان نئے بنکوں کے اندر آپ نے سودی نظام بدستور رکھا ہوا ہے یا اس کو نکال دیا ہے۔

؎ اگر غفلت سے باز آیا جفا کی   تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

اگر ایک اندھیرے سے نکل کر دوسرے اندھیرے میں جانا ہے تو پھر پہلے اندھیرے کے اندر خرابی کیا ہے۔ اندھیرے سے نکلنا ہے تو روشنی میں آؤ۔ اگر روشنی میں نہیں آنا ہے، ایک اندھیرے سے نکل کر دوسرے اندھیرے میں جانا ہے تو پہلے اندھیرے ہی میں رہو۔ میں گزارش کروں گا کہ بھئی چاہیئے یہ کہ جو اس وقت قانون سازی ہو رہی ہے اس کے اندر اسلامائزیشن کا رنگ لایا جائے اور میں اس وقت وفاقی شرعی عدالت سے پرزور اپیل کروں گا کہ وہ اس بنکنگ بل کے مسودے کا جائزہ لے کیا اس کے اندر اسلام کے مطابق ساری کارروائی ہے یا نہیں اگر وہ اسلام کے خلاف ہے تو چاہیئے کہ اس کا نوٹس دیں اور اسے کہیں کہ اسے دوبارہ لاؤ اور اسلام کے مطابق بناؤ۔

ایک میں اور گزارش کروں گا کہ جو بات سابقہ حکمرانوں کی زبان پر بھی تھی اور آج کے حکمرانوں کی زبانوں پر بھی وہی بات ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم اس بل پر زیادہ سے زیادہ اتفاق لانا چاہتے ہیں۔ میں اس سلسلے میں صدر مملکت سے گزارش کروں گا کہ یہ دستور کی خلاف ورزی ہے ان کو روکا جائے اور ان کی زبانوں پر لگام دی جائے۔ اس لئے کہ دستور کے اندر قانون سازی کا ایک طریقہ متعین ہے۔ قانون سازی سادہ اکثریت سے ہوتی ہے اب اس کو اتنا طول دے دینا کہ پانچ چھ سال تک وہی گھسا پٹا استدلال کیا جا رہا ہے ہم اس پر اتفاق پیدا کریں گے۔ اس کے بعد اس کو لائیں گے یہ دستور کے قانون سازی کے طریقے کے خلاف ہے اور دستور کا تحفظ کرنا صدر مملکت کے فرائض میں سے ہے۔ لہٰذا میں صدر مملکت سے کہوں گا جس طریقے سے آپ نے پہلی حکومت کو اس بنیاد پر برطرف کر دیا تھا کہ وہ دستور کی خلاف ورزی کر رہی تھی اور ہم بھی اس سے متفق تھے۔ ہم بھی کہہ رہے تھے کہ مشترکہ مفادات کی کونسل کا اجلاس کیوں نہیں بلایا جا رہا دستور کے مطابق جو ان کے فرائض میں تھے وہ کیوں نہیں پورے کئے جا رہے ہیں۔ اس وقت ہم نے بھی توجہ دلائی تھی، ہم بھی اس کے ساتھ شریک تھے اور ہمیں الحمدللہ اس پر فخر ہے کہ ہم نے جمہوریت کے لحاظ سے بھی اپنا فرض ادا کیا ہے اور قوم کو صحیح راستے پر لانے کے لئے ہم نے حتی الوسع کسی کی پرواہ نہیں کی۔ ہم ریلے میں نہیں گئے۔ ہماری تاریخ گواہ ہے کہ ہم نے عراق کے مسئلے کے اندر دنیا کے ریلے کو نہیں دیکھا جیسے ہم دیکھ رہے ہیں۔ بڑے بڑے پہاڑ وہ لوگ جو اپنے آپ کو اولوالعزم کہتے تھے وہ بھی بہہ گئے تھے لیکن ہم اس کے اندر بہے نہیں ہیں اور ہم نے حقائق کو دیکھا ہے اور ہم نے دیکھا ہے کہ اصل کیا ہے۔ اگر اس ریلے میں ہم بھی بہہ جاتے تو آج پاکستان اکیلا ہوتا اور دنیا کے اندر کوئی اس کا ساتھی نہ ہوتا۔ دنیا کے اندر کوئی اس کا دوست نہ ہوتا۔ دنیا کے اداروں سے وہ علیحدہ ہو جاتا لیکن ہم نے اس ریلے کو نہیں دیکھا جس ریلے کے اندر وہ بڑے بڑے لوگ بہہ گئے تھے۔

Qazi Abdul Latif

بہر حال میں گزارش کروں گا کہ جس طریقے سے حکومت اس پر مستقیم رہی اور استقامت سے رہی انہوں نے کسی کی پرواہ کئے بغیر اپنی خارجہ پالیسی کو جاری رکھا جو اصولوں پر مبنی تھی اور صحیح طریقے پر تھی۔ہمارے حکمران اس پر قائم رہے اور انہوں نے دنیا کے ریلے کی پرواہ نہیں کی۔شریعت بل کے اندر بھی انہیں اس طریقے سے استقامت کا اظہار کرنا چاہیئے۔ اور شریعت بل لانا چاہیئے۔ ورنہ خدا نخواستہ خدانخواستہ پچھلی حکومت کا جو حشر ہوا ہے ان کا بھی وہی ہوگا بہر حال میں صدر مملکت سے دوبارہ یہ عرض کروں گا کہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ دستور کی خلاف ورزی ہو رہی ہے اس لئے کہ یہ بار بار کیوں کہا جا رہا ہے کہ اس پر ہم اتفاق لائیں گے یہ دستور کا مذاق اڑانا ہے یا تو تم جرات کرو۔ دستور کے اندر ترمیم لاؤ اور یہ کہو اسلام کے متعلق کوئی قانون لائے گا۔ تو اس میں اتفاق پیدا کیا جائے گا اس کے ماسوا سادہ اکثریت ہوگی لیکن اگر دستور کے اندر یہ ترمیم نہیں لائی جا سکتی تو پھر ان کا فرض ہے کہ دستوری تقاضوں کو پورا کریں اور قانون سازی کے لئے وہی طریقہ اختیار کریں جو عام قانون سازی کے لئے ہوتا ہے اس کے لئے پانچ سال پہلے گزر گئے ہیں اور پانچ سال شاید یہ مزید گزارنا چاہتے ہیں جو بڑے افسوس کی بات ہوگی۔

وزیر اعظم صاحب کی کل کی تقریر کا میں خیر مقدم کرتا ہوں۔میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے حکومت کا صحیح طریقہ سمجھ لیا ہے اور انہوں نے یہ اعلان کر کے ایک انقلابی اقدام کیا ہے کہ حکومت ناجائز تجاوزات ختم کرنا چاہتی ہے۔ہم زیادہ سے زیادہ محدود محکمے اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں۔اسلام اور شریعت کا نقطہ نگاہ یہی ہے کہ وسائل رزق تمام دنیا کے لئے عام کر دیئے جائیں۔انگریزوں کا یہ طریقہ کار تھا کہ تمام وسائل کو اپنے قبضے میں لے کر کہتے تھے کہ تم آزاد ہو۔ہم کیسے آزاد تھے۔ اقبال رحمت اللہ علیہ نے اس کے متعلق کہا تھا کہ:

تختہ دکان لبطریق تخت وتاج   از تجارت نفع از شاہی خراج

تجارت اور حکومت اگر ایک ہو جاتی ہے تو تاجر کہاں جائے، صنعت کار کہاں جائے، زمیندار کہاں جائے اور رزق کمانے والے کہاں جائیں یہ کہا جاتا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم ہے، قدرت کی تقسیم ہے۔ کسی کو غریب بنا دیا ہے کسی کو دولت مند بنا دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ پر ایک بہتان ہے اللہ تعالیٰ نے رزق کے وسائل تمام دنیا کے لئے یکساں بنائے تھے اور اللہ تعالیٰ نے یہ کہا تھا زمین میں جو کچھ بھی ہے وہ تمہارے منافع کے لئے ہے۔ اب سوال اس کی تقسیم کا ہے دولت کا اکٹھا کرنا مشکل نہیں ہے۔ دولت کی تقسیم کس طریقے سے ہو رہی ہے صوبوں کو کیا حقوق مل رہے ہیں۔ افراد کو کیا حقوق مل رہے ہیں۔ جماعت کو کیا حقوق مل رہے ہیں کمپنیوں کو کیا حقوق مل رہے ہیں۔ اصل دارومدار تقسیم پر ہے کہ دولت کی تقسیم کیسے کی جائے۔ دولت کا اکٹھا کرنا، یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے لیکن حق دار تک حق پہنچانا، اسلام کے نزدیک اہم ترین مسئلہ یہی ہے۔

اللہ تعالیٰ یہ کہتا ہے کہ تم ہر حق دار کا حق، جو تمہارے ذمے ہے وہ اسے پہنچاؤ۔ اب یہ کہ میرے ہاتھ باندھے ہوئے ہوں، میرے پاؤں باندھے ہوئے ہوں۔ میری زبان بندی ہوئی ہو اور سارا کنٹرول حکومت کے ہاتھ میں ہو اور مجھے کہا جائے کہ یہ تمہاری قسمت ہے۔ یہ جناب قسمت کی بات نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ موت کا وقت مقرر ہے لیکن ایک شخص اٹھتا ہے، دوسرے شخص کو گولی مار دیتا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ مرنے والے کی عمر اتنی ہی تھی اور یہ پہلے سے لکھی ہوئی تھی، لیکن سوال یہ ہے کہ مارنے والا جو ہے یہ مجرم ہے یا نہیں۔ دارومدار اسی پر ہے۔ میں ایک مثال دینا چاہتا ہوں کہ ایک بادشاہ کے پاس ایک بھکاری آیا۔ بادشاہ نے داڑھی پر ہاتھ پھیرا، اس کے ہاتھ میں تین بال آ گئے۔ بادشاہ نے بھکاری سے کہا کہ تم بڑے بدبخت ہو۔ اس نے کہا کہ کیوں جناب۔ بادشاہ نے کہا کہ میری عادت یہ ہے کہ جب کوئی مانگنے والا آتا ہے، میں اس وقت اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرتا ہوں اور اس میں جتنے بال آتے ہیں، اتنے ہی دینار بھکاری کو دے دیتا ہوں۔ اب آپ کے لئے تین بال ہاتھ میں آئے ہیں۔ بھکاری ہنس پڑا۔ بادشاہ

نے کہا کہ تم کیوں ہنسے ہو۔ اس نے کہا کہ جناب والا! داڑھی آپ کی، ہاتھ بھی آپ کا، اور بد بخت میں ہو گیا۔ اگر ایسا ہو کہ داڑھی ہو آپ کی اور ہاتھ ہو میرا، تو پھر آپ اس کے بعد دیکھیں کہ میں بد بخت ہوں یا بخت وار ہوں۔ سوال یہ ہے کہ وسائل آپ کے پاس ہوں۔ سب وسائل پر آپ کا کنٹرول ہو، وسائل کے لائسنس آپ دے رہے ہوں، پرمٹ آپ دے رہے ہوں، ان جکڑوں سے ہم اِدھر اُدھر نکل نہیں سکتے۔ منصوبے سارے آپ کے ہاتھ میں ہوں اور پھر کہا جائے کہ بھئی یہ تمہاری قسمت کی بات ہے، یہ قسمت کی بات کیسے ہو گئی۔ آپ ہمارے ہاتھ پاؤں آزاد کر دیں۔ ہماری زبان آزاد کر دیں۔ یقین کیجئے کہ غریب کا بچہ ایک دولت مند کے بچے سے زیادہ ذہین ہوتا ہے لیکن اسے موقع نہیں ملتا۔ وہ آگے نہیں بڑھ سکتا۔ وہ آگے کیوں نہیں بڑھ سکتا۔ وہ اس لئے آگے نہیں بڑھ سکتا کہ اس کے ہاتھ پاؤں باندھے ہوئے ہیں۔ اس کے پاس وسائل نہیں ہیں۔ اب یہ جو انقلاب لایا جا رہا ہے مجھے خوشی ہے کہ خدا کرے کہ وہ اس میں کامیاب ہوں۔ اب وزیراعظم صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم اب تجاوزات ختم کر رہے ہیں۔ تجاوزات کا مقصد یہی ہے کہ انگریز نے جو تجاوزات، اختیارات کے لحاظ سے ہم پر مسلط کی ہوئی تھیں، ان سے نجات حاصل کی جائے۔ ہم ان کے تو غلام تھے لیکن آج ہم آزاد قوم کہلاتے ہیں، میں نے بارہا یہ کہا ہے اور آج بھی اس فورم پر کہتا ہوں کہ دفتروں کے چکر کی ذلت سے اس قوم کو نکالو۔ ایک نوجوان کو ایک درخواست کے لئے دس دفتروں کا چکر کیوں لگانا پڑتا ہے۔ جن لوگوں کی ہم تقلید کرتے ہیں، جن کو ہم بطور مثال پیش کرتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ یورپ کے اندر جمہوریت کا طریقہ کار یہ ہے۔ ہم یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ ان کا نظام کیا ہے۔ ایک نوجوان اگر ملازمت کے لئے درخواست دیتا ہے تو اس کا جواب اس کے گھر پہنچتا ہے۔ اس کو دفتروں کے چکر لگانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اگر کوئی بے روزگار ہے تو اسے گزارہ الاؤنس اس وقت تک دیا جاتا ہے جب تک کہ اسے روزگار نہیں مل جاتا۔ یہ تو ہمارا طریقہ کار تھا۔ یہ ہمارے خلفاء کا طریقہ کار تھا۔ یہ نظام انہوں نے اپنا لیا ہے نظام تو ہمارا تھا۔ یورپ کی جو برائیاں ہیں وہ تو ہم درآمد کر رہے ہیں لیکن ان کی جو

اچھائیاں ہیں ان کو نظر انداز کر رہے ہیں ۔ بہر حال وزیر اعظم کا یہ ارشاد یقینی طور پر ہیں قابل قدر سمجھتا ہوں ۔ انہیں مبارک باد دیتا ہوں ۔ خدا کرے کہ وہ اس میں کامیاب ہوں ۔ بہت سے لوگ یہاں آئے اور اس ریلے میں بہہ گئے ہیں ۔ میں انہیں کہتا ہوں کہ آپ کی مضبوطی اور استحکام کا دار و مدار اسی بات پر ہے کہ خدا کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو ۔ اگر خدا کی رسی کو مضبوطی سے نہیں پکڑو گے تو تم بھی بہہ جاؤ گے جیسے پہلے والے بہہ گئے ہیں

جناب والا! جب انسان پر مشکل وقت آتا ہے تو اس وقت خدا کے سوا وہ کسی کی طرف نہیں جاتا ۔ ایک شخص بیمار ہوا وہ علاج کے لئے حکیموں کے پاس گیا، اسے تمام حکیموں نے لا علاج کر دیا تو پھر اس نے منت مانی، نذر مانی کہ اے اللہ اگر آپ مجھے صحت عطا فرما دیں تو میں اپنی ساری دولت کو تمھاری راہ میں خرچ کر دوں گا ۔ جب وہ صحت یاب ہو گیا تو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا اور اپنے دوستوں سے کہا کہ میں نے تو یہ منت مانی ہے میں تو یہ منت پوری کرنا چاہتا ہوں ۔ اس پر گھر والوں اور دوستوں نے کہا کہ آپ کے اہل و عیال ہیں دیگر ضروریات ہیں ۔ گھر میں دوستوں کا آنا جانا ہے، ان چیزوں کا آپ کیا کریں گے ۔ جب گھر والوں نے اسے پریشان کر دیا ۔ تو اس کے گھر کے پاس سے ایک پاگل گزر رہا تھا ۔ اس نے اسے بلایا اور کہا کہ بھائی، بات سنو ۔ میں نے اس طریقے سے ایک منت مانی تھی، اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے ۔ اس نے کہا کہ بھائی اگر آپ کی اس وقت یہ نیت تھی کہ میں ان ضروریات کو پورا کرنے کے بعد سارا مال دوں گا تو پھر تو ٹھیک ہے ۔ اگر یہ نیت نہیں تھی تو پھر تو سارا مال دینا پڑے گا ۔ اس نے کہا کہ اس وقت یہ نیت نہیں تھی کہ ضروریات کے لئے رکھ لوں گا ۔ اس شخص نے کہا کہ اگر یہ نیت نہیں تھی تو پھر تو سارا مال دینا پڑے گا ۔ گھر کے دیگر افراد اسے کہہ رہے تھے کہ ضروریات کے لیے رکھ لو ۔ ان سب نے کہا کہ یہ پاگل کیا جانتا ہے اقتصادیات کو، مالیات کو، ضروریات کو، اس کو تو اپنا کھانا بھی نہیں مل رہا ہے، یہ تو اپنے کپڑے پیدا نہیں کر سکتا اور آپ اس سے یہ مشورہ پوچھتے ہیں ۔ اس شخص نے جواب دیا کہ میں ایک بات کہتا ہوں کہ اب تو آپ صحت مند

ہو گئے ہیں۔ آپ نے اب اپنا کام نکلوا لیا ہے۔ اگر آپ کے پاس اس کے بعد ضمانت ہے کہ آپ دوبارہ بیمار نہیں ہوں گے پھر تو ٹھیک ہے اور اگر ہوں گے تو اسی طریقے سے آپ کو تمام حکیم لا علاج کر دیں گے اور یہ لوگ آپ کے اس وقت کام آسکتے ہیں تو پھر تو آپ کو اپنا سارا مال دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ اب تو کام نکل چکا ہے لیکن اگر پھر بھی وہ وقت آسکتا ہے اور اس وقت یہ لوگ آپ کے کام نہیں آسکتے تو پھر جس نے آپ کو شفا دی ہے اس سے مت بگاڑو، اسی کے ساتھ رہو۔ میں یہ کہوں گا کہ بھائی، یہ انقلاب پھر بھی آسکتا ہے۔ اس وقت پھر آپ کہیں گے کہ

یاد ماضی کی حکایات کہوں کیا تجھ سے	تو سمجھتا ہے اشارات کہوں کیا تجھ سے
جبر اغیار کی روداد بہت تلخ سہی	آہ، اپنوں کی عنایات کہوں کیا تجھ سے

جناب ڈپٹی چیئرمین : واہ، واہ، سبحان اللہ۔

قاضی عبداللطیف : سوال یہ ہے کہ آج پھر ہمیں یہ کہا جا رہا ہے کہ بھائی جس وقت تک شریعت بل پر اتفاق رائے پیدا نہیں ہو گا، اس وقت ہم شریعت نافذ نہیں کریں گے۔ حالانکہ انقلابی اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ ان انقلابی اقدامات میں سے ایک انقلابی قدم یہ بھی ہے۔ اگر اس کو آپ نہیں کریں گے تو پھر خدانخواستہ آپ بھی بہہ جائیں گے۔

تیسری بات جناب والا! میں یہ کہوں گا کہ آج ہمارے سامنے عوامی نمائندگی کا بل آیا ہے جسے ایوان نے اس وقت ملتوی کر دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ عوامی نمائندگی کا بل تو لائے ہیں لیکن خواص کی نمائندگی کا بل بھی کیا کوئی ہے۔ یہ سینٹ کے الیکشن میں کیا ہوا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ایک چرواہا شام کو گھر آیا۔ اسے دیکھا تو وہ پریشان ہے، رنجیدہ ہے، کھانا پینا نہیں کر رہا ہے، گھر والوں نے اس سے پوچھا کہ بھائی کیا بات ہے کہ آپ پریشان ہیں۔ کیا کسی سے لڑ کر آئے ہو، اس نے کہا کہ نہیں۔ گھر والوں نے پوچھا پھر کیا بات ہے۔ اس نے کہا کہ آپ کو کیا بتاؤں۔ کچھ کہوں تو کہہ نہ سکوں پر بن کہے رہ نہ سکوں۔ بات یہ ہے کہ ایک بکری سات گاؤں کھا گئی ہے۔ گھر والوں نے پوچھا کہ اصل بات کیا ہے۔ چرواہے نے کہا کہ

بات یہ ہے کہ بادشاہ شکار پر آیا ہوا تھا۔ وہ تھکا ماندہ اور پیاسا میرے پاس آیا۔ میں نے اسے پانی پلایا اور خدمت کی تو اس نے خوش ہو کر کہا کہ لاؤ کوئی چیز میں آپ کو جاگیر لکھ دوں۔ چرواہے نے کہا کہ اور تو کوئی چیز میرے پاس نہیں تھی، ایک پیپل کا پتہ تھا میں نے اسے دیا اور اس نے اس پر سات گاؤں میرے نام جاگیر لکھ دی۔ بادشاہ چلا گیا تو مجھ سے وہ پتا گر گیا اور یہ بکری کھا گئی۔ اس نے یہ کہا کہ بن کہے رہ نہ سکوں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ایک مگرمچھ خلیج سے نکلا ہے۔ قطر، بحرین سے نکلا ہے۔ وہ آپ کی آدھی سرحد اسمبلی چاٹ گیا ہے۔ یہ کیا ہوا، کیسے ہوا۔ وہ آدھی اسمبلی ہڑپ کر گیا ہے۔ میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ اے این پی والوں نے ایک بہترین طریقہ کار رکھ دیا ہے۔ انہوں نے سب سے استعفے لے لئے ہیں۔ میں وزیر اعلیٰ سرحد اور مسلم لیگ سرحد سے گزارش کروں گا کہ وہ تمام اراکین، تمام وزیروں سے، تمام ممبروں سے استعفے لے کر تحقیقات کریں کہ اتنی اسمبلی وہ کیوں ہڑپ کر گیا ہے۔ آدھی اسمبلی ہڑپ ہو گئی ہے؟ یہ ساری اسمبلی ایک مگرمچھ نے ہڑپ کر لی ہے۔ ایک شخص جس کا نام و نشان تک نہیں اس نے یہ کیا ہے۔ اس لئے میں دریافت کروں گا کہ عوامی نمائندگی کا بل تو آپ لا رہے ہیں لیکن خواص کی نمائندگی کے لئے طریقہ کار کیا ہے۔ جس طریقے سے اس ایوان کے اندر بھی زہری صاحب نے فرمایا کہ میں کیوں انتخاب سے پیچھے ہٹ گیا تھا۔ لیکن اس کو نظر انداز کر دینا میں سمجھتا ہوں ملک کی قسمت سے کھیلنے کی بات ہے۔ اب ملک کی قسمت کو اگر واقعتاً بیدار کرنا ہے تو غریبوں کو آگے لاؤ، ان کو موقع دو تاکہ آگے آئیں اور اپنے حقوق خود سنبھال سکیں۔ اگر نہیں کرو گے تو وہ پھر باقی نہیں رہیں گے۔ اس لئے میں عرض کروں گا آپ خود اندازہ لگائیے کہ یہ دفتر کیوں بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ آپ کی میز کا اعتماد بحال نہیں ہے اگر کوئی درخواست دے دیتا ہے تو اسے اعتماد نہیں ہے کہ یہ درخواست آگے چلے گی۔ لہٰذا وہ اس درخواست کے پیچھے خود دوڑتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے درخواست دیجئے اور اسی درخواست کو دوسرے، تیسرے اور چوتھے دفتر میں لے جاتا ہے۔ یہ کیا تماشا ہے یہ کب تک چلے گا۔ مجھے خطرہ ہے اور ہو سکتا ہے کہ عنقریب اس سلسلے میں یہاں دینی انقلاب آئے، اور پھر اس

کے اندر یہ سب لوگ بہہ جائیں گے ۔ للہذا میں یہ عرض کروں گا کہ وہ نہ اپنی قسمت سے کھیلیں نہ ملک کی قسمت سے کھیلیں اور نہ ہماری قسمت سے کھیلیں ۔ بہر حال اس وقت میں الحمدُللہِ فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ میں نے اپنے فرائض دیانتداری سے ادا کئے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کو دین اور آخرت کی نجات کا ذریعہ بنائے ۔ میں یہ گزارش کروں گا اپنے دوستوں سے بھی، کہ بھائی یہ مناصب آنے جانے والے ہیں، یہ قائم رہنے والے نہیں ہیں ۔ آج میں دیکھ رہا ہوں کہ میری میعاد ۲۰ مارچ کو ختم ہو رہی ہے ۔ میرا کمرہ تین دن پہلے دوسرے کو الاٹ ہو چکا ہے ۔ یہ شکوے اور گلے کی بات نہیں ساری دنیا کا نظام ہی ایسا ہے باپ ابھی مرتا نہیں ہے کہ بیٹے پہلے ہی جائیداد کی تقسیم شروع کر دیتے ہیں ۔ اور بھائی پہلے ہی تقسیم شروع کر دیتے ہیں ۔ لہذا میں گزارش کروں گا کہ یہ ایوان ہمیشہ رہنے والے نہیں ہیں ۔ ہماری میعاد آج ختم ہو رہی ہے اس ایوان کے اندر، اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ایوان سے باہر رہ کر بھی ہم اپنے فرائض ادا کر سکیں اور دین و دنیا کی خدمت کر سکیں ۔ تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک رضامندی کا باعث ہو اور ہماری نجات کا باعث ہو ۔ دنیا میں ہمیشہ یہ دعا مانگا کرو کہ اے اللہ اسلام اور دین کی خدمت کی توفیق دے ۔

میں گزارش کروں گا کہ ایک بات کا اس کے اندر اضافہ ہونا چاہیئے ۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ابو طالب نے اسلام کی بڑی خدمت کی، اللہ تعالیٰ نے اُس سے اسلام کی کتنی بڑی خدمت لی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حفاظت جبکہ وہ دشمنوں کے گھیرے میں تھے اُس وقت اُس سے لی ہے مگر افسوس کہ اس کا اپنا حصہ اس کے اندر نہیں تھا ۔ اس لئے انسان کو چاہیئے کہ یہ کہے کہ اے اللہ مجھے دین کی خدمت کی توفیق دے اور اسے میری نجات کا ذریعہ بھی بنا تاکہ وہ میری نجات کا ذریعہ بنے اور میرا بھی اُس کے اندر حصہ موجود ہو ۔ بہر حال میں آپ لوگوں کا مشکور ہوں سینیٹ سیکرٹریٹ والوں کا، چیئرمینوں کا، تمام سینیٹر حضرات کا اور آپ سب حضرات کا اور خصوصیت سے سب ایوان کا کہ جنہوں نے بڑے خلوص اور تعاون کے ساتھ ہمارا ساتھ دیا ۔ میں اُن سب کا مشکور ہوں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : بہت شکریہ ۔ جناب بشیر احمد مٹہ صاحب ۔

Mr. Bashir Ahmed Matta: Thank you Mr. Chairman. I will be very brief, keeping in view the dignity of the occasion. Sir, I have arisen to offer my thanks to the staff and officers of the Secretariat of the Senate who have been very helpful to all of us in the discharge of our functions as Senators. I also want to place on record that although I was a lateral entrant, because I came late to the Senate, through a by-election, the atmosphere in the Senate was such that it absorbed me immediately and without any effort. It was so due to the kindness and the large heartedness of the colleagues who were already present here. Whoever comes into this House is truly welcome and he readily becomes an inmate and one of the members of this House in the true sense of the term.

Sir, I feel that for the development of democracy and democratic institutions, certain traditions and conventions are essential. I think this occasion is a first step towards a convention which in the times to come might be set up on a more elaborate basis. Sir, it is necessary to formalise the occasion when Senators are in the happy position of retiring after completing their tenure, but the time we have allotted to this occasion presently is not actually sufficient. On such an occasion we should spare a full day for the Senators who are going out and the Senators who are to remain to express the very quintessence of their feelings and thought not all that they would like to speak-because we have been speaking in this House of and on but the very essential things that they want to leave behind or to exchange with their colleagues. So, for that I would request that the Law Minister probably he is not here but the Senate in any case will be here-whoever then is the Law Minister when an other such occasion, comes, it will be in the fitness of things if one *full* day is set aside for the Senators to express the essential thing they want to pass on to others.

Sir, now looking beyond the Senate and putting it very briefly, I feel that one of the root causes of the

Mr. Bashir Ahmed Matta

condition we are in today is the corruption prevailing in the country corruption in thought and in deed. We profess certain ideas, but we are not true to these ideas; we make certain rules, but we are not true in the observance of these rules. On both these counts, I would say the panacea for the ills of this country-economically, administratively, justice-wise is the rooting out of corruption in every form. Unless we are able, unless we manage, to root out corruption, all over essays, all our efforts for progress will be in vain, because then whatever we will be creating, whatever we will be getting will be used for the benefit of only a few persons. Then the generality of the people, the common people of this land will not be able to benefit from whatever is available in this land. So, this is one of the basic submissions I would like to make before this august Assembly.

The Senate should earnestly take it upon itself to strive hard for the elimination of corruption from the country. If we succeed in doing this, we will have done a very big thing for the people. The other thing is - I will just treat it briefly Because I have been speaking about it formerly and I do not want to speak merely for the sake of speaking. I feel from the core of my heart-this is my belif-that unless in this country we evolve a truly federal system-a true federation-in which all the people of this country, belonging to different nationalities, different regions, different provinces, feel equal citizens, feel equal participants in its affairs, we will not be really marching on the way to political, economical and social progress. This matter should not be taken lightly. On it has foundered the ship of the State when East Pakistan seceded. We have witnessed critical conditions time and again because of this very basic question. To have a good tranquil, and satisfied life, we have to have a true federation in which we can live as equals and respectable citizens, regarding one another well. These were the things I wanted to place on record. I am most thankful to you for giving me the time. I must also place on record that the way the proceedings of the Senate

have been conducted by the honourable Chairman and by yourself, Sir, has been really/exemplary, and we are proud of having been the members of a House over which persons of such excellence have had the occasion to preside. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much. Munir Afridi Sahib.

Mr. M. Munir Afridi: : Mr. Chairman, I don' know what I can exactly say at this stage when so much has already been said but I may as well say a few words. Looking back at the past six years generally I feel satisfied. There was a few disappointments, no doubt, with some of the people but generally I would say that I have been satisfied. Satisfied-because despite the loud protest in the beginning in 1985 when people said that election should not take place on non-partuy basis and we went contrary to those protests and participated in the elections because we, in our own way, realized that was the first step towards democracy. Martial law existed and this was the best way in the interest of the country to get rid of the Martial Law, it was the step forward which we took and eventually we were proven right

and Martial Law was then removed by the Junejo Government. Later on all those people who did protest even they wanted to participate and they realized that they had committed a mistake and they too felt that they should participate in the elections. Then, I may also add that in whatever way be it a very humble way, I think, I have served the country and the nation whether it was directly or indirectly and have realized that during the past six years after this experience I am a much wiser man now and I think many people do not really understand that.

I would like to say that unfortunately even now despite the past six years of various governments there seems

Mr. M. Munir Afridi

to be a lot of rivalry between the bureaucracy and the democratically elected government. I think the bureaucrats should realize by now that the trend not only in this country but through out the world is against bureaucracy in its totalitarian form which was there in all the Communist countries under all dictatorships. It is the bureaucracy that seems to remain as the supreme and they are desperately trying to in their own ways make the democratically elected government fall down. I think, they should realize that this is going to be a losing battle as far as they are concerned because eventually the voice of the people wins.

As far as corruption is concerned it has been mentioned earlier, we need to change the system, the system which remains in the hands of the bureaucrats has to be changed. More and more participation of the elected members should be there at every place, at every stage whether it is in the NGOs or whether eventually it is there in the form of various other organizations. It is the only way where you can check the corruption in the long run. It should also be understood that corruption is also due to the insecure feeling that the government officials particularly have as far as their future is concerned and I think this insecure feeling should also be removed because the insecurity becomes with economic problems that the country is facing. They see that their children would not be able to receive proper education after their retirement and they need to have property and they need to do so many other things in the process to safeguard their future. This insecure feeling, I think, should also be removed in some form or the other through change of system.

In the end I will also thank the Senate staff and the officers for their cooperation during the past six years and I hope that they will continue to cooperate with the future members of this august House. Thank you, Sir.

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Mr. Muhammad Ali Khan.

جناب محمد علی خاں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ سب سے پہلے میں جناب کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ آج ہماری سینیٹ کی تاریخ میں ایک تاریخی اجلاس منعقد ہو رہا ہے ۔ جب ہم اپنے سامنے نظر ڈالتے ہیں تو وزیر قانون کے ساتھ صرف دو نوجوان وزیر بیٹھے نظر آ رہے ہیں اور باقیوں کی سیٹیں ایسے نظر آ رہی ہیں جیسا کہ آج تک کسی وزیر کی تقرری نہیں ہوئی ۔

قاضی عبداللطیف: پوائنٹ آف آرڈر ۔ ایک جملے کے متعلق میں گزارش کروں گا ۔ دو نوجوان وزیروں کے ساتھ وزیر قانون بیٹھا ہوا ہے ۔ یہ کیوں کہا گیا کہ یہ وزیر قانون کے ساتھ بیٹھے ہیں ۔ پہلے تو وہ بیٹھے ہوئے تھے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر صحیح ہے ۔ پوائنٹ آف آرڈر valid ہے ۔ بالکل صحیح کہتے ہیں ۔ جناب ۔

جناب محمد علی خان: جناب والا! کم از کم ہمیں ان سے آج یہ توقع نہ تھی کہ وہ اتنی بے اعتنائی فرمائیں گے ۔ جناب والا! جس طرح کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ آج یہ ایک تاریخی اجلاس ہے ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں اس بات پر افسوس بھی ہے کہ ہمارے کچھ دوست اور رفیق کار بلکہ میں یہاں تک کہوں کہ ہمارے کچھ بھائی آج ہم سے جدا ہو رہے ہیں ۔ میری یہ دعا ہے کہ یہ جدائی عارضی ہو اور مکمل جدائی نہ ہو ۔

جناب والا! پچھلے چھ سالوں میں ہم نے کوشش کی کہ ہم اس ایوان کو ایک خاندان کے افراد کی طرح یعنی بھائیوں کی طرح آپس میں مل بیٹھ کر چلائیں اور یہ بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہم اس میں کامیاب ہوئے اور جب ہم نے اس ایوان کو بھائیوں کی طرح چلایا تو اس کی وجہ سے ہم نے ایک دوسرے سے بہت کچھ سیکھا ۔ جناب والا اس میں پہلا قدم ہمارے پچھلے چیئرمین خان غلام اسحاق خان نے رکھا ۔ جس کی وجہ سے ہم اس ایوان بالا کی dignity اور decorum کو برقرار رکھ سکے اور اس کے بعد موجودہ چیئرمین صاحب نے اس کی مزید آبیاری کی اور آج تک خداوند تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس ایوان کا جو وقار ہے اس کے سب لوگ ملک میں قائل ہیں ۔ جناب والا! یہ چھ سال کا عرصہ ویسے

Mr. Muhammad Ali Khan

تو کافی لمبا لگ رہا ہے، مگر میں سمجھتا ہوں کہ پلک جھپکنے میں یہ وقت گزر گیا۔ اور اس دوران اس ایوان نے، یہ میں نہیں کہوں گا کہ کچھ کام کئے، بلکہ میں یہ کہوں گا کہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ۔ اس میں کچھ ایسی چیزیں ہیں جو کہ تاریخی ہیں ۔ جب مرحوم صدر ضیاء الحق صاحب نے (اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں جنت نصیب فرمائے) بعض لوگوں کے کہنے پر ۲۹ مئی کو ایک قدم اٹھایا تو یہاں ہمارے بھائی جاوید جبار صاحب کی موشن پر ہم سب نے ان کا ساتھ دیا۔ پھر مرحوم صدر یہاں تشریف لائے اور اس ایوان سے انہوں نے ملک میں ہونے والے عام انتخابات کا اعلان فرمایا۔ جناب والا! اسی ایوان نے نواں آئینی ترمیمی بل پاس کیا اور ملک میں اسلامائزیشن کے لئے راہیں ہموار کیں اور اس کے بعد پھر اسی ایوان نے شریعت بل پاس کیا اور متفقہ طور پر پاس کیا اور اس کے بعد اور کئی بل اس ایوان نے پاس کئے حالانکہ ایک ایسا وقت بھی اس ایوان پر گزرا جس کی طرف اگر میں ریفرنس نہ کروں تو بھی برا اور اگر کروں تو بھی کچھ بھائی ناراض ہوں گے لیکن شکر الحمد للہ وہ وقت گزر گیا وہ ہمارے لئے جناب والا! ایک nightmare تھی یہ پبلک میں ہمارے خلاف آوازیں اٹھائی گئیں۔ جلسوں میں ہمارے خلاف تقاریر کی گئیں۔ عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹائے گئے۔ اور سب کچھ کیا جو ان سے ہو سکا لیکن جناب والا! ہم سب یہاں اس کے خلاف ایک چٹان کی طرح ڈٹے رہے اور اپنے پیسے اکٹھے کر کے اپنے چندے اکٹھے کر کے جناب والا! ہم نے عدالتوں میں مقدمات لڑے۔ کسی حکومت نے ہمارا ساتھ نہیں دیا نہ ہم نے کسی حکومت کے آگے ہاتھ پھیلایا۔

جناب والا! اس دور میں اس وقت کے وزراء عموماً یہ بات کہا کرتے تھے کہ ہم قانون سازی اس لئے نہیں کر سکتے کہ سینیٹ میں ہماری کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ اس کے جواب میں میں نے انہیں عرض کیا کہ ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ نیک کام اچھا کام، قوم کی بھلائی کا کام اگر آپ کریں تو ہم آپ کے ساتھ تعاون کریں گے لیکن ایسے کام کہ جن میں ہم یہ محسوس کریں کہ یہ قوم کی بھلائی کے لئے نہیں ہیں یہ وطن کی اچھائی کے لئے نہیں ہیں، یقیناً پھر ہم اس کی مخالفت کریں گے ۔ لیکن مخالفت برائے مخالفت ہم کسی صورت میں کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور جب ہماری محترمہ وزیر اعظم صاحبہ یہاں تشریف لائی تھیں یہی

کچھ میں نے اس وقت ان کی خدمت میں عرض کیا تھا لیکن جس طرح کہ وہ ایک لینا چاہتے تھے اس بات کے اندر کہ چونکہ سینیٹ میں ہمارے لئے مشکلات ہیں اس واسطے ہم کوئی قانون سازی نہیں کر سکتے لیکن اس کے بعد پھر جو لیجیسلیشن، یا جو چیز بھی یہاں آئی ہے ہم نے اسے پاس کرکے انہیں دکھادیا ہے کہ جو چیز اچھی ہو ہم اسے پاس کرنے کے لئے تیار ہیں بلکہ بعض ایسے بھی ان کے بل آئے جن کو ہم نے صرف پندرہ منٹ کے اندر پاس کر دیا۔

جناب والا! یہ تو چھوڑیئے، میں صرف ایک بات کی طرف اشارہ کروں گا کیونکہ وقت بھی کم ہے اور رمضان کا مہینہ ہے کہ جب یہاں فرانس کا صدر آیا تو ہمیں یعنی سینیٹروں کو وہاں اسمبلی میں بیٹھنے تک نہیں دیا گیا بلکہ ہمیں کہا گیا کہ اگر آپ یہ تماشا دیکھنا چاہتے ہیں تو آکر گیلری میں بیٹھ جائیں۔جناب والا! کوئی بھی نہیں گیا بلکہ آپ بھی نہیں گئے۔ہمارے موجودہ چیئرمین صاحب نے صدر کا استقبال کیا لیکن پھر واپس اپنے دفتر آ گئے۔ انہوں نے بھی ہمارا ساتھ دیا اور اس کے ساتھ ہی میں یہ بات آج بھی کہنے کو تیار ہوں اور کل بھی کہوں گا کہ ہمارے بھائی جاوید جبار صاحب اس وقت منسٹر تھے۔انہوں نے بھی یہ محسوس کیا کہ یہ سینیٹ کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اور انہوں نے بھی دل سے ہمارا ساتھ دیا۔ ہم ان کے مشکور ہیں جناب باتیں کرنے کی بہت ہیں۔وہ کہتے ہیں ناں کہ قصہ کوتاہ، وتمہید طولانی اگر میں کسی ایک کی صفت کروں جانے والوں میں سے تو دوسرا شکوہ فرمائے گا للہذا میں کہتا ہوں کہ سارے جانے والے ہمارے بھائی ہیں۔یہ سرخ پھول کی طرح ہیں اور ان کی خوشبو ہے ان کی جو مہک ہے انشاء اللہ تعالیٰ جب تک یہ زندہ ہیں یہ پاکستان میں خوشبو پھیلتی رہے گی۔میری یہ دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں ملک و ملت کی مزید خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی، قاضی حسین احمد صاحب۔

قاضی حسین احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، جناب چیئرمین! میں اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس ایوان میں گزشتہ ۶ سال میں ہم نے ایسی روایات قائم کی ہیں کہ نظریات کے اختلاف کے باوجود ہم ایک گھرانے کی طرح رہے اور یہ ان روایات کی برکت ہے اور ان روایات کو قائم کرنے میں گزشتہ چیئرمینوں کے ساتھ

Qazi Hussain Ahmed

ڈپٹی چیئرمین اور آپ کا بھی بڑا ہاتھ ہے۔ اور یہ ہم سب نے مل جل کر روایات قائم کی ہیں اور ان روایات کی وجہ سے آج یہ صورتحال ہے کہ ہم ایک دوسرے کی جدائی پر غمگین ہیں اور اگرچہ ہمیں یقین ہے کہ ایک سیاسی میدان میں لوگ آتے جاتے رہیں گے مگر اس ملک اور اس قوم کی خدمت کرنا ہم سب کا فرض ہے اور اس بھاگ دوڑ میں ہم ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں گے اور ملاقاتیں بھی ہوتی رہیں گی اور یہ سینیٹ واحد جگہ نہیں ہے جہاں پر ہم اپنے فرائض پورے کر سکتے ہیں بلکہ ہمارے سامنے بہت کشادہ اور وسیع میدان ہے جیسے کہ میرے بھائی بنگلزئی صاحب تھے، جن کی جدائی کا مجھے خصوصی طور پر ایک غم ہوگا حزن ہوگا کہ میرے پڑوسی ہیں، بخاری صاحب میرے پڑوسی ہیں اور اس دوران ہمارے درمیان پڑوسیوں کی طرح اور آپس میں دوستوں کی طرح تعلقات پیدا ہو گئے تھے تو انہوں نے کہا تھا کہ

ماز ندہ از انیم کہ آرام نہ گیریم
موجیم کہ آسودگی ما عدم ماست

اور اسی طرح اقبال نے بھی فرمایا تھا کہ

موج زخود رفتہ ای تیز خرامید و گفت
ہستم اگر می روم گر نہ روم نیستم

ہم تو چلتے ہیں اور جدوجہد کرتے ہیں اور اسی کو زندگی سمجھتے ہیں۔ یہ جدوجہد ہماری سینیٹ کے اندر بھی جاری ہے، اور ہماری سینیٹ سے باہر بھی جاری رہے گی خدمت کا میدان بھی بہت وسیع ہے اور بہت کھلا ہے اور دنیا بھی بڑی وسیع ہے۔ ہم انشاءاللہ قاضی عبداللطیف جیسے مبارک ساتھی کے ساتھ بھی میدان جدوجہد میں شریک رہے ہیں اور پھر بھی شریک رہیں گے اور جاوید جبار صاحب کے ساتھ ان کے لبرل نظریات کے باوجود، (آپ کو معلوم ہے کہ ان کے لبرل نظریات ہیں اور مجھے وہ رجعت پسند بھی کہہ سکتے ہیں کہ میں تو قرآن وسنت کو مانتا ہوں، اور وہ بھی قرآن وسنت کی رہنمائی کو مانتے ہوئے اپنے آپ کو لبرل کہتے ہیں) ہمارے درمیان ایک بہت قریبی اور دوستانہ تعلقات قائم ہوئے تھے۔ ہم ان کی خوبصورت

انگریزی کو miss کریں گے اردو پر بھی انہوں نے اسی چھ سال کے دوران اتنا عبور حاصل کیا تھا کہ جب وہ بولتے تھے تو ہم سب ہمہ تن گوش رہتے تھے۔ میں انہی جذبات کے ساتھ کہ باہر بھی بارش ہو رہی ہے بادل چھائے ہوئے ہیں امیر خسروؒ کا ایک شعر سناتا ہوں۔

ابر می بارد و من می شوم از یار جدا
چوں کنم دل بہ چنیں روز ز دلدار جدا
من جدا گریہ کناں ابر جدا یار جدا

لیکن اس پر انشاء اللہ یقین رکھتا ہوں کہ یہ ہمارا جو گریہ ہے ایک دوسرے کی جدائی میں اس کے نتیجے میں بھی اللہ تعالیٰ بڑی خیر برآمد کرے گا یہ ایک بہت اچھی روایت ہے اور انشاء اللہ العزیز ہم بھائیوں کی طرح رہیں گے اور ملک اور قوم کی اور دین کی خدمت ہمیشہ کرتے رہیں گے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جناب قاضی صاحب، حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد: جناب چیئرمین! جمہوری اداروں اور جمہوریت کے لئے آج کا دن ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ خوش قسمت ہے یہ ادارہ کیونکہ آج وہ اپنی طبعی عمر بخیر و عافیت پوری کر رہا ہے ورنہ تو ۱۹۷۰ء سے لے کر اب تک جتنے بھی ایوان بنے ہیں وہ مارشل لاء کی نذر ہوئے ہیں یا پھر آٹھویں ترمیم کا تیشہ انہیں لے بیٹھا ہے بہرحال ہمارے بنگلزئی صاحب، جب ہم قومی اسمبلی کے ممبر تھے اور میں چاغی کے علاقے میں ضمنی الیکشن کے دورے پر تھا اور ہمارے کچھ پیپلز پارٹی کے وزراء بھی تھے لیکن اسی رات کو پتہ چلا کہ قومی اسمبلی توڑ دی گئی۔ واپسی پر اسی جہاز میں بنگلزئی صاحب بھی تھے تو میں نے انہیں ازراہ تفنن کہا کہ ہم آپ کی طرح آب حیات نہیں پی بیٹھے تھے وگرنہ آج ہمارا یہ حشر نہ ہوتا۔

بہرحال ہماری یہ دعا ہے کہ جس طرح یہ چھ سال اس ایوان نے پورے کئے اللہ کرے ہمارے اگلے چھ سال بھی اسی خیر و عافیت کے ساتھ گزریں۔ اس ملک میں جمہوریت قائم رہے۔ پارلیمانی نظام میں سینیٹ کی جو اہمیت ہے اگرچہ یہ ایک غیر جماعتی ایوان تھا جو آخر میں جماعتی ایوان بن گیا۔ ہم اب بھی توقع رکھیں گے

Hafiz Hussain Ahmed

کہ ہمارے جو دوست ریٹائر ہو رہے ہیں وہ پھر بھی ہماری رہنمائی کریں گے اور جو نئے لوگ آ رہے ہیں ان کی رہنمائی کریں گے تاکہ یہ ایوان صوبوں کی حق تلفی اور سیاسی محرومی کا خاتمہ کر سکے۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی چیئرمین: بہت شکریہ، ڈاکٹر نور جہاں صاحبہ۔

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی: شکریہ! جناب چیئرمین صاحب! اب ٹائم اتنا کم رہ گیا ہے کہ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ میں شروع کیسے کروں لیکن میں بہت افسوس اور دکھ سے یہ باتیں کہوں گی جب ۱۹۸۸ء میں میں نے نیشنل اسمبلی چھوڑ کر سینٹ کا الیکشن لڑا خود مجھے بھی تھوڑا سا خوف تھا اور میرے ساتھیوں نے مجھے کہا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اکیلی سینٹ میں جا رہی ہو اور وہاں شاید تم نہ رہ سکو تو میں نے کہا کہ چلو دیکھتے ہیں آ تو میں گئی ہوں۔ شروع میں جب میں یہاں آئی تو میں بڑی گھبرائی ہوئی تھی لیکن میری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ سینٹ نے مجھے پہلے دن جو عزت و تعاون اور پیار دیا۔ میں سچ کہتی ہوں کہ میں بھول گئی کہ میں سینٹ میں اکیلی خاتون آئی ہوں۔ مجھے ایسے ہاؤس پر فخر ہے۔ پورے پاکستان کے عوام کو اس ہاؤس پر فخر ہونا چاہیئے نیشنل اسمبلی میں کیا کچھ ہوتا رہا اور اسی دوران سینٹ میں اکیلی بیٹھی تھی میں فخر سے کہتی ہوں کہ کوئی اپنے گھر میں جتنے باعزت طریقے سے رہتا ہے وہی عزت یہاں سینٹ نے مجھے دی ہے۔ لیکن مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ اس دفعہ بھی اسمبلی میں اور سینٹ میں کوئی خاتون آئی نہیں۔ اگر ایک کی بجائے ان کی دو بہنیں یا بیٹیاں آ جاتیں تو ذرا میرے لئے بھی بہتر ہوتا اور میں کہتی ہوں کہ اپوزیشن سے لے کر گورنمنٹ پارٹی تک سب نے مجھے بڑی عزت دی ہے شاید میں بھی اکیلی ہونے کی وجہ سے تھوڑی بھی ہو گئی ہوں گی تو میں وقت بے وقت ناجائز جائز طور پر لڑتی بھی تھی لیکن میں سب کی بڑی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے بڑے صبر سے میرے غصے کو بھی برداشت کیا۔

جناب چیئرمین صاحب! اور ڈپٹی چیئرمین صاحب! خصوصی طور پر میں آپ کی بڑی شکر گزار ہوں اور خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ میں آپ کے دفتر میں بھی بغیر پوچھے آ جایا کرتی تھی اور جو منہ میں آیا غصے میں سب کچھ کہہ گئی لیکن میں آپ

کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ آپ نے بھی ہمیشہ میرے ہر غصے کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ اگر سارے عوام کو اس ایوان سے باہر میں یہ تاثر دینے کی کوشش کروں گی کہ خواتین کے بارے میں جو تاثر ایوان سے باہر پایا جاتا ہے وہ بڑا غلط ہے۔ یہاں پر ہمارے ممبران سینٹ نے جس طریقے سے عورت کو عزت دی ہے اس سے میرا سر فخر سے اونچا ہو گیا ہے۔ میں یہاں سے بڑے اونچے سر سے نکلتی ہوں اور جو کچھ وہ یہاں پر کہتے ہیں ان کے ساتھ گورنمنٹ کے لیول پر میری مخالفت ضرور ہے کہ بھئی عورتوں کے بارے میں کہیں لیکن اس کے ساتھ میں ہمیشہ مثال سینٹ کی دیتی ہوں۔ سینٹ نے مجھے جو عزت دی ہے شاید کوئی ادارہ کسی کو دے۔ میں آنے والے ممبروں سے بھی یہ امید رکھتی ہوں اور توقع رکھتی ہوں کہ وہ بھی سینٹ کا جو ماحول رہا ہے اس کو اسی طرح برقرار رکھیں گے۔ ٹھیک ہے پالیسی کی مخالفت ہو سکتی ہے لیکن سینٹ کا ایک وقار ہے اسے اسی طرح برقرار رکھیں۔ میں جانے والے سارے بھائیوں سے کہوں گی یہ تو وقتی بات ہے۔ ۹۴ء میں ہم جائیں گے ہو سکتا ہے آپ ہی واپس آئیں۔ یہ آنے جانے کا سلسلہ ہے لیکن ہمارے یہ تعلقات ہمیشہ قائم رہیں گے اور ایک دوسرے کے ساتھ ہمیشہ عزت سے پیش آئیں گے۔ شکریہ۔

<u>جناب ڈپٹی چیئرمین</u>: بہت شکریہ ڈاکٹر صاحبہ، جناب بریگیڈئر صاحب۔

<u>بریگیڈئر (ریٹائرڈ) عبدالقیوم خاں</u>: اس وقت تک بہت کچھ کہا جا چکا ہے۔ میں اس پر زیادہ اور کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ انسانی یادداشت شاید کمزور ہوتی ہو لیکن مجھے وہ دن یاد آتا ہے جب ہمارے ساتھی نبی بخش زہری صاحب جب کوئی صدر یا پرائم منسٹر صاحب یہاں آتے تھے تو کھڑے ہو کر کہتے تھے کہ جناب یہ دو سال کا tenure جو ہے یہ اس سینٹ کو غرق کر دے گا ہم ہنستے تھے شاید ہم بھی یہ سمجھتے تھے کہ یہ غلط بات ہے یہ بڑھنا چاہیئے لیکن ہم میں یہ ہمت نہیں تھی کہ ہم بھی اٹھ کر کہیں کہ یہ ہونا چاہیئے لیکن انہوں نے کبھی بھی کوئی ایسا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا جہاں ان کو کہنا چاہیئے تھا اور انہوں نے نہیں کہا بالآخر میرے خیال میں تنگ آ کر نیشنل اسمبلی والے بھی مان گئے اور انہوں نے دو کی بجائے تین سال کا tenure

Brig. (Retd.) Abdul Qayyum Khan

کر دیا ورنہ میں سوچتا ہوں کہ نیشنل اسمبلی ٹوٹ ٹوٹ کر دو دفعہ بنی۔ تم ٹوٹے بغیر ہی
چار دفعہ اب تک بنے ہوتے اس لئے میرا خیال ہے کہ ہم سب کو زہری صاحب
کا جو اس ہاؤس سے جا رہے ہیں شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ یہ ان اکیلے آدمی کی کوشش تھی۔
دوسری بات۔ پھر میں گلہ کروں گا میں ہمیشہ گلہ کرنے کے لئے ہی اٹھتا ہوں۔
چھ سال کا لمبا عرصہ بہت بڑا ساتھ ہوتا ہے۔ جمہوریت کی باتیں کرنا جمہوریت
کے دعوے کرنا ٹی وی پر آنا جلسوں میں تقریریں کرنا ایک بات ہے اور اس
کا عملی ثبوت دینا اپنی نیت کا ثبوت دینا دوسری بات ہے۔ میں آج حکومت
سے احتجاج کرتا ہوں کہ ہمارے چھ سال کے ساتھی ہم سے جا رہے ہیں ایوان بالا
کے وہ ممبر رہے ہیں۔ انہوں نے خاص کر موجودہ حکومت کا بہت کڑے وقتوں میں ساتھ
دیا ہے۔ اس وقت لیڈر آف دی ہاؤس کو یہاں انہیں خدا حافظ کہنے کے لئے
ہونا چاہیئے تھا۔ اس حکومت کو ابھی تک یہ سمجھ نہیں آئی ہے۔

The first duty of the Prime Minister and the first duty of the Cabinet is to the Parliament and it is not somewhere else. It is neither in the Prime Minister's Secretariat nor in their offices and that is when the Parliament is not in session. I hope they will get themselves educated on the parliaments./ system and the working of the parliamentary The first duty of the Prime Minister and the Ministers is to the Parliament but they come here as casual visitors, as guest speakers. It is very painful and I record my protest on this. Thank you very much.

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much.

معزز اراکین، اگر اجازت ہو تو دو چار لفظ میں بھی عرض
کروں۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ معزز اراکین سینٹ، میرے بزرگو اور ساتھیو۔
میں جب چھ سال پہلے سینٹ میں آیا تو جیسے سب حضرات نے فرمایا میرے
احساسات بھی مختلف تھے، میں بھی ان حالات کو سامنے رکھتے ہوئے بڑا گھبرایا

ہوا تھا اور اپنے آپ کو بڑا اجنبی محسوس کر رہا تھا لیکن آج جیب میں اس اجلاس کی آخری صدارت کر رہا ہوں تو میرے احساسات متزلزل ہیں، ملے جلے ہیں۔ اس کی ایک وجہ تو وہ احساس ہے جو آپ سب حضرات کو ہے، جس طرح ہم نے چھ سال اکٹھے گزارے ہیں، مل جل کر اس سینٹ میں کام کیا ہے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے اس سینٹ میں کام کیا ہے، سینٹ کی کارکردگی اور رول میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ اس میں، میں آپ سب کے ساتھ برابر کا شریک ہوں کہ واقعی ہمیں اس ہاؤس پر بجا طور پر فخر ہے، مجھے ذاتی طور پر اس بات پر فخر ہے کہ اس ہاؤس میں مجھے استاد بھی ملے ہیں، مجھ سے محبت اور پیار کرنے والے بھی ملے ہیں، مجھے بھائی بھی ملے ہیں اور مجھے یہاں ڈانٹنے والے بھی ملے ہیں اور مجھے راستہ بتانے والے بھی ملے ہیں۔ میں اس کے لئے آپ سب حضرات کا شکرگزار ہوں۔

مجھے آج وہ دن یاد آ رہا ہے جب میں ۱۹۶۹ء میں پشاور یونیورسٹی سے انجنیئرنگ کی ڈگری لے کر رخصت ہو رہا تھا۔ اس وقت مجھے خوشی کے ساتھ افسردگی اس لئے ہو رہی تھی کہ میں اس یونیورسٹی میں پانچ سال گزارنے کے بعد اتنے دوست اور اس عرصہ کے دوران جو خاندانی ماحول بنا تھا، اسے چھوڑ کر وہاں سے جا رہا تھا۔ وہاں لوگوں سے بنے ہوئے اچھے تعلقات کو چھوڑ کر جا رہا تھا گو کہ وہ جدائی عارضی تھی، اس کے بعد بھی میں دوستوں کے ساتھ in touch رہا ہوں لیکن اس وقت جدائی کا صدمہ ضرور تھا۔ سچی بات یہ ہے کہ آج بھی میرے جذبات وہی ہیں۔ آپ میں سے ہر ایک نے مجھ سے پیار کیا ہے، محبت دی ہے اور میری رہنمائی فرمائی ہے یہاں اس ہاؤس میں استاد کی حیثیت سے لوگ بیٹھے ہیں جن کو میں استاد کی حیثیت سے جانتا ہوں۔ مجھے اس بات کا دکھ ضرور ہے کہ عارضی طور پر آپ سے جدا ہوں گا لیکن انشاءاللہ یہ جدائی عارضی رہے گی۔

میں اپنی زندگی پر جب نظر ڈالتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ سول انجنیئر کی حیثیت

Mr. Deputy Chairman

سے میں سینیٹر منتخب ہوا اور پھر اس کے بعد آپ سب کا اعتماد حاصل کرنے کے بعد، بغیر مقابلہ کے آپ نے مجھے ڈپٹی چیئرمین سینیٹ منتخب کیا۔ اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے میں جتنی مجھے کامیابی ہوئی ہے، اس میں آپ سب کا ہاتھ ہے آپ نے اس میں میری رہنمائی کی ہے۔ بجا طور پر آپ نے مجھے ہمیشہ گائیڈ کیا ہے اور ہمیشہ میری رہنمائی کی ہے جس کے لئے میں آپ سب حضرات کا شکر گزار ہوں صرف یہی نہیں، جب ضیاء الحق کا سانحہ پیش آیا، تو اس ایوان کے چیئرمین اور موجودہ صدر پاکستان نے، صدارت کی کرسی سنبھالی تو اس سے پہلے مجھے چیئر کا کوئی تجربہ نہیں تھا، اس وجہ سے مجھ پر چار، ساڑھے چار مہینے کے لئے اس ہاؤس کی صدارت کا بوجھ آن پڑا۔ اس عرصہ میں جو کام خوش اسلوبی سے انجام دیا گیا، یہ سارا کچھ ہاؤس کے ممبران کی مہربانی سے ہوا۔ آج جب میں اس ہاؤس سے رخصت ہو رہا ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ میں شاید اپنے ساتھ لے کر کچھ نہیں آیا تھا لیکن جب میں یہاں سے رخصت ہو رہا ہوں تو میں اپنے آپ کو علم کے اعتبار سے بہت rich محسوس کرتا ہوں اور بہت کچھ سیکھ کر جا رہا ہوں، اس سے زیادہ میرے لئے کوئی اور خوشی نہیں ہو سکتی ہے۔ زندگی میں ایسے لمحات آتے رہتے ہیں۔ مجھے بجا طور پر فخر ہے کہ میں اس سینیٹ کا ممبر اور ڈپٹی چیئرمین رہ چکا ہوں جو کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ اپنا tenure مکمل کر رہا ہے اور جس طرح کہ آپ سب حضرات نے فرمایا ہے کہ اس سینیٹ نے نوزائیدہ جمہوریت کو مستحکم کرنے کے لئے جو کارہائے نمایاں انجام دئے ہیں، وہ پاکستان کی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھے جائیں گے۔

یہاں پر اگر میں پہلے چیئرمین، جناب غلام اسحاق خان اور موجودہ چیئرمین جناب وسیم سجاد کا ذکر نہ کروں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرے لئے کفران نعمت ہو گا اس لئے کہ میرے ساتھ دونوں چیئرمین صاحبان کا رویہ بہت مشفقانہ، برادرانہ اور پدرانہ رہا ہے۔ اس ہاؤس کے ڈسپلن میں بجا طور پر آپ سب حضرات بہت اہم ہیں۔ اپنے اپنے فیلڈ میں بہت ماہر ہیں لیکن اس میں میں سمجھتا ہوں کہ جناب غلام اسحاق خان صاحب

کا اور جناب وسیم سجاد صاحب کا بہت حصہ ہے۔ یہ ان کا کارہائے نمایاں ہے کہ انہوں نے سینٹ کے ڈسپلن کو اس قسم کا رکھا کہ مجھ جیسے ناتجربہ کار شخص کے ہاتھ میں بھی جب اس کی صدارت آئی تو آپ سب کی مہربانی اور سینٹ کے قائم شدہ روز اوّل کے ڈسپلن کو آج تک قائم اور باوقار رکھا ہے۔ اس لئے میں ان دونوں حضرات کی فراست، تدبر کا مداح ہوں، میرے لئے ان دونوں کی رہنمائی مشعل راہ رہی ہے اور رہے گی اور آئندہ بھی ان سے رہنمائی لیتا رہوں گا۔

آخر میں، میں قریشی صاحب کا اور تجربہ کار سٹاف کا ذکر نہ کروں تو یہ ان کے ساتھ زیادتی ہوگی، قریشی صاحب خوش قسمت ہیں کہ ان کو بھی جناب غلام اسحاق خان صاحب اور جناب وسیم سجاد صاحب جیسے چیئرمین میسر آئے۔ ان کا ذاتی قانونی تجربہ بھی بہت زیادہ ہے، یہ جوڈیشری سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہی حال ہمارے باقی ایڈیشنل سیکرٹری، ڈپٹی سیکرٹری اور آفیسرز کا ہے۔ جہاں تک میرے تجربے کی بات ہے انہوں نے بہت محنت کی ہے اور سینٹ کے پورے سٹاف نے بہت محنت اور لگن سے کام کیا ہے۔

اس موقع پر میں چونکہ اتھارٹی تو نہیں لیکن میں وسیم صاحب سے ضرور ضرور گزارش کروں گا کہ سینٹ کے سٹاف کے لئے، تمام سٹاف کے لئے ایک ماہ کی تنخواہ اعزازیہ کے طور پر، ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر منظور کی جائے۔ اس میں اگر ہاؤس کی رائے بھی شامل ہو تو معزز اراکین کی مہربانی ہوگی۔

(اس موقع پر معزز وزیر قانون اور معزز اراکین سینٹ نے ڈیسک بجا کر جناب ڈپٹی چیئرمین کی تجویز کی تائید کی اور ہاتھ اٹھا کر "منظور"، "منظور" کہا)

اس کے ساتھ میں اسلام آباد کی انتظامیہ اور پاکستان کی انتظامیہ کو ignore بھی نہیں کر سکوں گا۔ پاکستان کی اسٹیبلشمنٹ میں اور خصوصاً اسلام آباد کی اسٹیبلشمنٹ میں جتنے حضرات رہے ہیں، ان سے جب بھی میں نے کبھی کوئی گزارش کی ہے یا کبھی کوئی معلومات حاصل کرنا چاہیں، انہوں نے میری رہنمائی فرمائی ہے، آج تک انہوں نے نا امید

Mr. Deputy Chairman

نہیں کیا ہے، میں ان سب کا بھی بہت شکر گزار ہوں۔
ہم چونکہ سیاسی ورکرز ہیں، سیاسی فیلڈ میں رہیں گے تو یہ دوری جو ہے، یہ عارضی ہے یہ زیادہ لمبی نہیں رہے گی۔ انشاءاللہ ہم آپ سے تعلق اور روابط رکھیں گے۔ آپ سب حضرات سے، ایک خادم کی حیثیت سے ایک جونیئر کی حیثیت سے، ایک بھائی کی حیثیت سے میرا تعاون رہے گا۔ آئندہ بھی اگر آپ مجھے زندگی میں کوئی خدمت کا موقع دیں تو میں اس میں فخر محسوس کروں گا۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ میرے لئے دعا فرماتے رہیں کہ میری اللہ تعالیٰ آئندہ آنے والے دنوں میں رہنمائی فرمائے کہ میں ملک وقوم کی کوئی خدمت کر سکوں۔

اس کے ساتھ ہی میں prorogation order پڑھ رہا ہوں۔ بہت شکریہ

"In exercise of the powers conferred by clause (1) of Article 54 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan I hereby prorogue the Senate on the conclusion of its sitting on 18th March, 1991."

Sd/-

(GHULAM ISHAQ KHAN)

President

(The House then prorogued since die)